تفسیر

نور القرآن

تالیف

پیر طریقت، رہبر شریعت، ثانی محدث اعظم، مفسر قرآن، مبلغ اسلام
حضرت علامہ حضور باباجی پیر ابوالنصر منظور احمد شاہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ
بانی و شیخ الحدیث جامعہ فریدیہ ساہیوال

پارہ نمبر 24

www.jamiafaridia.org.pk , 040-4466985, 040-4460985

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

نام کتاب ـــــــــ تفسیر نورُ القرآن (پارہ نمبر 24)

مصنف ـــــــــ علامہ پیر ابوالنصر منظور احمد شاہ صاحب

کمپوزنگ ـــــــــ محمد ندیم فریدی جامعہ فریدیہ ساہیوال

معاون کمپوزنگ ـــــــــ محمد اشفاق متعلم جامعہ فریدیہ ساہیوال

پروف ریڈنگ ـــــــــ حافظ محمد سجاد فریدی، مدرس جامعہ فریدیہ

طباعت ـــــــــ فریدیہ پرنٹنگ پریس لیاقت چوک

ساہیوال فون 040-4221485

تاریخ طباعت ـــــــــ مارچ 2013ء

ناشر ـــــــــ مکتبہ نظامیہ جامعہ فریدیہ ساہیوال

فون: 040-4466685,4466985

صفحہ نمبر	آیت نمبر	سورۃ	مضامین	نمبر شمار
۱۳۱	۳	۳۹	کفار کہتے کہ ہم بتوں کی عبادت اس لئے کرتے ہیں کہ اللہ کے قریب کردیں	۳۵۵
۱۳۳	۴	۳۹	اگر اللہ تعالیٰ کسی کو اپنا بیٹا بنانا چاہتا تو مخلوق سے چن لیتا مگر ایسا نہیں	۳۵۶
۱۳۳	۵	۳۹	اللہ وہ ہے جو دن کو رات میں لپیٹا ہے اور رات کو دن میں	۳۵۷
۱۳۵	۶	۳۹	اللہ نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا پھر اس میں سے اسکا جوڑا	۳۵۸
۱۳۶	۶	۳۹	ماں کے شکم میں بچے کی پیدائش کے تین مرحلوں کا ذکر	۳۵۹
۱۳۶	۷	۳۹	اے لوگو! اگر تم ناشکرے ہوگئے تو اللہ کو تمہاری کوئی پرواہ نہیں	۳۶۰
۱۳۶	۸	۳۹	جب انسان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو وہ اپنے رب کو پکارتا ہے	۳۶۱
۱۳۶	۸	۳۹	جب اللہ تکلیف دور کردیتا ہے تو وہ خدا کو بھول جاتا ہے	۳۶۲
۱۳۸	۹	۳۹	اے محبوب! آپ کہئے کیا علم والے اور بے علم برابر ہیں؟	۳۶۳
۱۴۰	۱۰	۳۹	مشکلات ومصائب میں صبر کرنے والوں کو بے حساب اجر دیا جائے گا	۳۶۴
۱۴۰	۱۱	۳۹	آپ کہہ دیجئے مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اللہ کی عبادت کروں اس کیلئے اطاعت کو خالص کرتے ہوئے۔	۳۶۵
۱۴۰	۱۲	۳۹	اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں سب سے پہلا مسلمان ہوں	۳۶۶
۱۴۰	۱۳	۳۹	آپ کہہ دیجئے اگر میں اپنے رب کی حکم عدولی کروں تو بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔	۳۶۷
۱۴۲	۱۴	۳۹	محبوب! آپ کہئے میں صرف اللہ ہی کی عبادت کرتا ہوں	۳۶۸
۱۴۲	۱۵	۳۹	اے کافرو! تم اللہ کے سوا جس کی عبادت کرتے ہو کرتے رہو	۳۶۹

نمبر شمار	مضامین	سورۃ	آیت نمبر	صفحہ نمبر
۳۷۰	ان کے اوپر اور نیچے آگ کے سائبان ہوں گے	۳۹	۱۶	۱۴۲
۳۷۱	جنہوں نے بتوں کی پوجا سے اعراض کیا اُن کیلئے خوشخبری ہے	۳۹	۱۷	۱۴۳
۳۷۲	جو غور سے بات سنتے ہیں پھر اسکی پیروی کرتے ہیں یہی ثابت قدم ہیں	۳۹	۱۸	۱۴۴
۳۷۳	جس کے متعلق اللہ نے عذاب کا فیصلہ کر لیا کیا آپ اسے چھڑا لیں گے؟	۳۹	۱۹	۱۴۴
۳۷۴	جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے رہے اُن کیلئے بالا خانے ہیں	۳۹	۲۰	۱۴۵
۳۷۵	فصلوں کے اُگنے، بڑا ہونے، پکنے میں ضرور اللہ کی نشانیاں ہیں	۳۹	۲۱	۱۴۵
۳۷۶	کیا اللہ کی طرف سے نورِ ہدایت پانے والے اور کفار برابر ہیں؟	۳۹	۲۲	۱۴۷
۳۷۷	جو اللہ سے ڈرتے ہیں اُنکے جسم اور دل اللہ کیلئے نرم ہو جاتے ہیں	۳۹	۲۳	۱۴۸
۳۷۸	قیامت کے دن ظالموں سے کہا جائیگا اب اپنے کئے کا مزہ چکھو	۳۹	۲۴	۱۴۹
۳۷۹	پہلی قوموں پر رسولوں کو جھٹلانے کی وجہ سے عذاب نازل ہوا	۳۹	۲۵	۱۴۹
۳۸۰	اللہ نے اُنہیں دنیا میں بھی مزہ چکھایا اور آخرت میں بھی عذاب	۳۹	۲۷	۱۵۱
۳۸۱	اللہ پاک نے قرآن عربی زبان میں دیا جس میں کسی قسم کی کجی نہیں ہے	۳۹	۲۸	۱۵۱
۳۸۲	دو مختلف قسم کے غلاموں کی مثال	۳۹	۲۹	۱۵۱
۳۸۳	بے شک سبھی کو موت کا سامنا کرنا پڑے گا	۳۹	۳۰	۱۵۱
۳۸۴	تم سب قیامت کے دن اپنے رب کے سامنے جھگڑا کرو گے	۳۹	۳۱	۱۵۱
۳۸۵	**پارہ نمبر 24**	۳۹		۱۵۴
۳۸۶	اُس سے زیادہ ظالم کون ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھے	۳۹	۳۲	۱۵۴
۳۸۷	جو سچے دین کو لے کر آئے یہی لوگ متقی ہیں	۳۹	۳۳	۱۵۴

نمبر شمار	مضامین	سورۃ	آیت نمبر	صفحہ نمبر
۳۸۸	نیکوں کیلئے اُن کے رب کے پاس ہر وہ نعمت ہے جو وہ چاہیں	۳۹	۳۴	۱۵۴
۳۸۹	اللہ نیکوں کے برے کاموں کو دور کردیگا اور اچھے کاموں کی جزا دے گا	۳۹	۳۵	۱۵۴
۳۹۰	کیا اللہ اپنے بندے کو کافی نہیں (یقیناً کافی ہے)	۳۹	۳۶	۱۵۵
۳۹۱	اور جسے اللہ ہدایت دے دے اُسے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں	۳۹	۳۷	۱۵۶
۳۹۲	اگر اللہ کسی پر رحم فرمائے تو کیا یہ بت اس رحم کو روک سکیں گے؟	۳۹	۳۸	۱۵۶
۳۹۳	محبوب! قوم کو فرمادو تم اپنے کام میں لگے رہو میں اپنا کام کرتا رہوں گا	۳۹	۳۹	۱۵۸
۳۹۴	عنقریب پتہ چل جائے گا کسے عذاب رُسوا کرتا ہے	۳۹	۴۰	۱۵۸
۳۹۵	جو ہدایت قبول کرتا ہے وہ اپنا بھلا کرتا ہے اور جو بھٹکتا ہے وہ اپنے آپ کو گمراہ کرتا ہے، محبوب! آپ انکے ذمہ دار نہیں۔	۳۹	۴۱	۱۵۸
۳۹۶	موت، روحوں کے آنے اور جانے کا ذکر	۳۹	۴۲	۱۶۰
۳۹۷	کیا کفار نے اللہ سے ہٹ کر سفارشی بنالئے ہیں؟ جو کسی شے کے مالک نہیں	۳۹	۴۳	۱۶۰
۳۹۸	محبوب! آپ کہہ دیجئے سب شفاعت اللہ کے اختیار میں ہے	۳۹	۴۴	۱۶۰
۳۹۹	جب اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان لوگوں کے دل کُڑھتے ہیں	۳۹	۴۵	۱۶۲
۴۰۰	اللہ تعالیٰ ہی اپنے بندوں کے درمیان فیصلہ فرمائے گا	۳۹	۴۶	۱۶۲
۴۰۱	اگر کفار عذاب سے بچنے کیلئے زمین کی دو گنا شے یا اس سے بھی زیادہ فدیہ کریں تو بچ نہ سکیں گے	۳۹	۴۷	۱۶۲
۴۰۲	پھر اُس دن گھیرے گا انہیں عذاب جس کا وہ مذاق اُڑاتے تھے	۳۹	۴۸	۱۶۳
۴۰۳	انسان تکلیف کی صورت میں اللہ کو پکارتا ہے بعد میں غافل ہو جاتا ہے	۳۹	۴۹	۱۶۴

نمبر شمار	مضامین	سورۃ	آیت نمبر	صفحہ نمبر
۴۰۴	پہلی قوموں کو جب اللہ نے پکڑا تو اُنکا مال انہیں بچا نہ سکا	۳۹	۵۰	۱۶۴
۴۰۵	جو برے کام انہوں نے کئے تھے اس کا نتیجہ انہیں بھگتنا پڑا	۳۹	۵۱	۱۶۴
۴۰۶	اللہ تعالیٰ جس کیلئے چاہتا ہے رزق کھلا کر دیتا ہے اور جس کیلئے چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے، اس میں ایمان والوں کیلئے نشانیاں ہیں	۳۹	۵۲	۱۶۵
۴۰۷	گنہگاروں کو اللہ کی رحمت سے مایوس نہیں ہونا چاہئے	۳۹	۵۳	۱۶۶
۴۰۸	اللہ تعالیٰ سارے گناہوں کو بخش دیتا ہے اور وہ بخشنے والا ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے	۳۹	۵۴	۱۶۶
۴۰۹	لوگو! اپنے رب کی طرف لوٹ آؤ اور سر جھکا دو اس سے پہلے کہ تم پر عذاب آئے	۳۹	۵۵	۱۶۸
۴۱۰	اللہ کے احکامات کا مذاق اڑانے والے قیامت کو پچھتائیں گے	۳۹	۵۶	۱۶۸
۴۱۱	یا یہ کہے کہ اگر اللہ مجھے ہدایت دیتا تو میں بھی ضرور متقین سے ہوتا	۳۹	۵۷	۱۶۸
۴۱۲	یا عذاب دیکھتے وقت یہ کہے کاش میرا دنیا میں لوٹنا ممکن ہوتا تو میں نیکوکاروں میں ہو جاتا۔	۳۹	۵۸	۱۶۸
۴۱۳	اللہ فرمائے گا تیرے پاس میری آیات آتی تھیں مگر تو غرور کرتا تھا	۳۹	۵۹	۱۶۹
۴۱۴	اللہ پر جھوٹ باندھنے والوں کے چہرے قیامت کے دن سیاہ ہونگے	۳۹	۶۰	۱۶۹
۴۱۵	اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں کو کامیابی کے ساتھ نجات دے گا	۳۹	۶۱	۱۷۰
۴۱۶	اللہ ہر شے کو پیدا کرنے والا ہے اور ہر شے کا نگہبان ہے	۳۹	۶۲	۱۷۰
۴۱۷	اُسی کے پاس آسمانوں اور زمینوں کی کنجیاں ہیں	۳۹	۶۳	۱۷۰

نمبر شمار	مضامین	سورۃ	آیت نمبر	صفحہ نمبر
۴۱۸	محبوب فرما دیجئے اے جاہلو! کیا تم مجھے حکم دیتے ہو کہ میں اللہ کے سوا کسی اور کی عبادت کروں	۳۹	۶۴	۱۷۱
۴۱۹	اگر بالفرض آپ نے بھی شرک کیا تو آپ کے اعمال برباد ہو جائیں گے	۳۹	۶۵	۱۷۱
۴۲۰	بلکہ صرف اللہ ہی عبادت کے لائق ہے اسی کی عبادت کرو	۳۹	۶۶	۱۷۱
۴۲۱	کفار نے اللہ کی قدر اس طرح نہ پہچانی جیسے پہچاننے کا حق تھا	۳۹	۶۷	۱۷۲
۴۲۲	جب صور پھونکا جائیگا تو آسمان وزمین والے سب ہلاک ہو جائیں گے	۳۹	۶۸	۱۷۳
۴۲۳	اُس دن زمین اپنے رب کے نور سے چمک رہی ہوگی	۳۹	۶۹	۱۷۳
۴۲۴	ہر جان کو اس کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا	۳۹	۷۰	۱۷۳
۴۲۵	جہنم کے پہریدار کفار سے پوچھیں گے کیا تمہارے پاس رسول نہیں آئے تھے؟	۳۹	۷۱	۱۷۵
۴۲۶	کفار سے کہا جائیگا جہنم کے دروازوں سے ہمیشہ کیلئے داخل ہو جاؤ	۳۹	۷۲	۱۷۵
۴۲۷	اور متقین کو گروہ در گروہ جنت کی طرف روانہ کیا جائے گا	۳۹	۷۳	۱۷۶
۴۲۸	نیک عمل کرنے والوں کیلئے کیا ہی اچھا اجر ہے	۳۹	۷۴	۱۷۶
۴۲۹	تمام فرشتے عرش کے گرد حلقہ بنائے اپنے رب کی حمد کر رہے ہیں	۳۹	۷۵	۱۷۷
۴۳۰	**سورۃ المؤمن**	۴۰		۱۷۹
۴۳۱	حامیم (حروف مقطعات)	۴۰	۱	۱۸۰
۴۳۲	قرآن مقدس اللہ کی نازل کردہ کتاب ہے	۴۰	۲	۱۸۰
۴۳۳	اللہ کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کرو سب کو اُسی کی طرف لوٹنا ہے	۴۰	۳	۱۸۰
۴۳۴	اللہ کی آیتوں میں صرف کفار جھگڑتے ہیں	۴۰	۴	۱۸۰

نمبر شمار	مضامین	سورۃ	آیت نمبر	صفحہ نمبر
۴۳۵	اے مومنو! کفار کے عیاشیوں کو دیکھ کر دھوکے میں نہ آجانا	۴۰	۵	۱۸۱
۴۳۶	اوراسی طرح اللہ کا فیصلہ کفار پر لازم ہوگیا کہ وہ دوزخی ہیں	۴۰	۶	۱۸۳
۴۳۷	حاملین عرش فرشتے ایمانداروں کیلئے استغفار کرتے ہیں	۴۰	۷	۱۸۳
۴۳۸	کہتے ہیں اے ہمارے رب! انہیں عدن کے باغات میں داخل فرما	۴۰	۸	۱۸۳
۴۳۹	جس کو تو نے اس دن سزاؤں سے بچالیا تو بڑی رحمت فرمائی	۴۰	۹	۱۸۵
۴۴۰	قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کفار سے بیزاری کا اعلان فرمادے گا	۴۰	۱۰	۱۸۵
۴۴۱	وہ کہیں گے یا اللہ! اس سے نکلنے کی بھی کوئی صورت ہے؟	۴۰	۱۱	۱۸۵
۴۴۲	فرمایا جائیگا یہ اس وجہ سے ہے کہ تم شرک کیا کرتے تھے	۴۰	۱۲	۱۸۵
۴۴۳	اللہ ہی تمہارے لئے آسمان سے رزق اُتارتا ہے	۴۰	۱۳	۱۸۷
۴۴۴	اللہ کی ہی اخلاص کیساتھ عبادت کرو اگر چہ کفار برامنائیں	۴۰	۱۴	۱۸۷
۴۴۵	وہی بلند درجات عطا فرمانے والا عرش کا مالک ہے	۴۰	۱۵	۱۸۷
۴۴۶	ان کی کوئی چیز اللہ سے چھپی ہوئی نہیں ہوگی	۴۰	۱۶	۱۸۷
۴۴۷	آج ہر شخص کو اس کی کمائی کا صلہ دیا جائے گا آج کوئی ظلم نہیں ہوگا	۴۰	۱۷	۱۸۹
۴۴۸	محبوب! آپ انہیں قیامت کے دن سے ڈرائیں	۴۰	۱۸	۱۸۹
۴۴۹	اُس دن ظالموں کا کوئی دوست اور سفارشی نہ ہوگا	۴۰	۱۹	۱۸۹
۴۵۰	اللہ کو چھوڑ کر یہ جن کی پرستش کرتے ہیں وہ کسی چیز کا فیصلہ نہیں کر سکتے	۴۰	۲۰	۱۸۹
۴۵۱	کیا وہ زمین میں گھوم پھر کر اپنے سے پہلوں کا انجام نہیں دیکھتے	۴۰	۲۱	۱۹۱
۴۵۲	اُن کی پکڑ کی وجہ اللہ کے رسولوں کا جھٹلانا تھا	۴۰	۲۲	۱۹۱

نمبر شمار	مضامین	سورۃ	آیت نمبر	صفحہ نمبر
۴۵۳	بے شک اللہ نے موسیٰ کو اپنی نشانیاں اور روشن معجزات دے کر بھیجا	۴۰	۲۳	۱۹۱
۴۵۴	فرعون ہامان اور قارون کی طرف تو انہوں نے کہا یہ جادوگر ہے	۴۰	۲۴	۱۹۱
۴۵۵	فرعون نے موسیٰؑ کے پیروکاروں کے بیٹوں کو قتل کرنے کا حکم دیدیا	۴۰	۲۵	۱۹۲
۴۵۶	فرعون نے سیدنا موسیٰؑ کو قتل کرنے کا منصوبہ بنالیا	۴۰	۲۶	۱۹۳
۴۵۷	سیدنا موسیٰ نے کہا میں ہر متکبر سے اللہ کی پناہ میں ہوں	۴۰	۲۷	۱۹۳
۴۵۸	فرعون کے متبعین میں سے ایک مومن مرد نے سیدنا موسیٰ کو قتل نہ کرنے کی ترغیب دی	۴۰	۲۸	۱۹۵
۴۵۹	اُس مومن مرد نے لوگوں کو اللہ کے عذاب سے ڈرایا	۴۰	۲۹	۱۹۵
۴۶۰	اُس مومن مرد نے کہا، اے قوم مجھے تم پر پہلی قوموں کی طرح عذاب کا ڈر ہے	۴۰	۳۰	۱۹۵
۴۶۱	جس طرح قومِ نوح، عاد اور ثمود پر عذاب آیا تھا	۴۰	۳۱	۱۹۷
۴۶۲	اے میری قوم مجھے تم پر چیخ وپکار کے دن کا ڈر ہے	۴۰	۳۲	۱۹۷
۴۶۳	جس دن تم پیٹھ پھیر کر بھاگو گے تمہیں اللہ سے بچانے والا کوئی نہیں ہوگا	۴۰	۳۳	۱۹۷
۴۶۴	اس سے پہلے بھی سیدنا یوسف تمہارے پاس کھلی نشانیاں لے کر آئے تھے	۴۰	۳۴	۱۹۷
۴۶۵	اسی طرح اللہ ہر جبار متکبر کے دل پر مہر لگا دیتا ہے	۴۰	۳۵	۱۹۹
۴۶۶	فرعون نے ہامان سے کہا کہ ایک بلند عمارت بنا جس پر چڑھ کر میں موسیٰ کے رب کو دیکھ سکوں	۴۰	۳۷،۳۶	۱۹۹
۴۶۷	اور اس مرد مومن نے کہا اے میری قوم میری اتباع کرو میں نیکی کی راہ پر تمہاری رہنمائی کروں گا	۴۰	۳۸	۲۰۱

صفحہ نمبر	آیت نمبر	سورۃ	مضامین	نمبر شمار
۲۰۱	۳۹	۴۰	اے میری قوم یہ دنیا کی زندگی تو محض عارضی فائدہ ہے	۴۶۸
۲۰۱	۴۰	۴۰	جس نے برا کام کیا اُسے صرف اسی کی سزا دی جائے گی	۴۶۹
۲۰۱	۴۱	۴۰	اے میری قوم تجھے کیا ہوا میں تمہیں نجات کی طرف بلا رہا ہوں اور تم مجھے دوزخ کی طرف بلا رہے ہو؟	۴۷۰
۲۰۲	۴۲	۴۰	جبکہ میں تمہیں اس عزت والے بہت بخشنے والے کی طرف بلاتا ہوں	۴۷۱
۲۰۳	۴۳	۴۰	بے شک حد سے گزرنے والے ہی دوزخی ہیں	۴۷۲
۲۰۳	۴۴	۴۰	اس نے کہا میں اپنے کام اللہ کو سونپتا ہوں بے شک اللہ بندوں کو دیکھتا ہے	۴۷۳
۲۰۳	۴۵	۴۰	اللہ نے اسے ان کے مکر کی برائیوں سے بچالیا	۴۷۴
۲۰۳	۴۶	۴۰	قیامت کے دن حکم ہوگا فرعون والوں کو سخت تر عذاب میں داخل کرو	۴۷۵
۲۰۴	۴۷	۴۰	جہنم میں کمزور لوگ متکبرین سے کہیں گے ہم تمہارے پیروکار تھے، اب ہمیں بچاؤ	۴۷۶
۲۰۵	۴۸	۴۰	متکبرین کہیں گے آج تو ہم سبھی دوزخ میں ہیں	۴۷۷
۲۰۵	۴۹	۴۰	دوزخی محافظین سے کہیں گے کہ اللہ سے ایک دن کی ہی تخفیف کرادو	۴۷۸
۲۰۵	۵۰	۴۰	محافظین کہیں گے کیا تمہارے پاس رسول نہیں آتے تھے؟	۴۷۹
۲۰۶	۵۱	۴۰	بے شک اللہ صرف رسولوں اور مومنوں کی مدد ہی فرماتا ہے	۴۸۰
۲۰۷	۵۲	۴۰	اس دنوں ظالموں کی عذر خواہی قبول نہ کی جائے گی	۴۸۱
۲۰۷	۵۳	۴۰	اللہ نے موسیٰ کو ہدایت عطا کی اور بنی اسرائیل کو کتاب کا وارث بنایا	۴۸۲
۲۰۷	۵۴	۴۰	جو عقلمندوں کیلئے سراپا ہدایت اور نصیحت تھی	۴۸۳

نمبر شمار	مضامین	سورۃ	آیت نمبر	صفحہ نمبر
۴۸۴	(اے محبوب!) آپ کفار کی اذیتوں پر صبر کریں بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے	۴۰	۵۵	۲۰۷
۴۸۵	اللہ کی آیتوں میں جھگڑنے والوں کے دل میں صرف بڑا بننے کی ہوس ہے	۴۰	۵۶	۲۰۹
۴۸۶	آسمانوں، زمینوں کا پیدا کرنا لوگوں کو پیدا کرنے سے بہت بڑا ہے	۴۰	۵۷	۲۰۹
۴۸۷	اندھا اور دیکھنے والا برابر نہیں جیسے صالحین اور بدکار برابر نہیں	۴۰	۵۸	۲۰۹
۴۸۸	بے شک قیامت کے آنے میں کوئی شک نہیں	۴۰	۵۹	۲۱۰
۴۸۹	اللہ نے فرمایا تم مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعا قبول کرونگا	۴۰	۶۰	۲۱۱
۴۹۰	اللہ وہ ذات ہے جس نے تمہارے لئے رات بنائی تاکہ تم اس میں سکون پاؤ	۴۰	۶۱	۲۱۲
۴۹۱	یہی اللہ ہے جو تم سب کا رب ہے ہر چیز کا خالق ہے	۴۰	۶۲	۲۱۲
۴۹۲	اسی طرح وہ لوگ بھٹک رہے تھے جو اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے تھے	۴۰	۶۳	۲۱۲
۴۹۳	اللہ ہی نے تمہارے لیے زمین کو ٹھہرنے کی جگہ اور آسمان کو چھت بنایا	۴۰	۶۴	۲۱۳
۴۹۴	وہی ہمیشہ زندہ ہے اس کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں	۴۰	۶۵	۲۱۴
۴۹۵	محبوب! آپ کہئے مجھے بتوں کی پوجا سے منع کیا گیا ہے	۴۰	۶۶	۲۱۵
۴۹۶	انسان کی پیدائش کے مراحل کا ذکر	۴۰	۶۷	۲۱۶
۴۹۷	وہی اللہ ہے جو زندہ رکھتا ہے اور مارتا ہے	۴۰	۶۸	۲۱۶
۴۹۸	جو اللہ کی آیتوں میں جھگڑ رہے ہیں وہ کہاں پھیرے جارہے ہیں	۴۰	۶۹	۲۱۷
۴۹۹	جن لوگوں نے اللہ کی تکذیب کی وہ عنقریب جان لیں گے	۴۰	۷۰	۲۱۷
۵۰۰	اُنکی گردنوں میں طوق ہونگے اور زنجیروں سے گھسیٹا جائیگا	۴۰	۷۱	۲۱۷

صفحہ نمبر	آیت نمبر	سورۃ	مضامین	نمبر شمار
۲۱۷	۷۲	۴۰	پھران کو دوزخ کی آگ میں جھونک دیا جائے گا	۵۰۱
۲۱۸	۷۳	۴۰	پھران سے پوچھا جائے گا اب وہ کہاں ہیں جنکو پوجتے تھے	۵۰۲
۲۱۸	۷۴	۴۰	وہ کہیں گے وہ ہم سے گم ہو گئے	۵۰۳
۲۱۹	۷۵	۴۰	کفار یہ عذاب اُن کے ناحق اکڑنے کی وجہ سے ہے	۵۰۴
۲۱۹	۷۶	۴۰	اب جہنم میں ہمیشہ کیلئے داخل ہونے کا حکم ہوگا	۵۰۵
۲۱۹	۷۷	۴۰	(محبوب) آپ صبر کیجئے بے شک اللہ کا وعدہ برحق ہے	۵۰۶
۲۲۰	۷۸	۴۰	کسی رسول کیلئے یہ ممکن نہیں کہ وہ اللہ کی اجازت کے بغیر کوئی معجزہ لے آئے	۵۰۷
۲۲۱	۸۰،۷۹	۴۰	اللہ نے ہی چوپایے پیدا کئے جس میں تمہارے لئے فائدے ہیں	۵۰۸
۲۲۲	۸۱	۴۰	اللہ تمہیں اپنی نشانیاں دکھاتا ہے پس تم کس کس کا انکار کرو گے	۵۰۹
۲۲۲	۸۲	۴۰	وہ زمین میں گھوم پھر کر پہلوں کا انجام نہیں دیکھتے؟	۵۱۰
۲۲۳	۸۳	۴۰	جب اللہ کا رسول آیا تو کفار اپنے علم پر اترانے لگے	۵۱۱
۲۲۳	۸۴	۴۰	پھر جب اُن پر عذاب آیا تو کہنے لگے ہم اللہ پر ایمان لائے	۵۱۲
۲۲۴	۸۵	۴۰	پس اُن کے ایمان نے اُنہیں اس وقت کوئی فائدہ نہ پہنچایا	۵۱۳
۲۲۵		۴۱	**سورۂ حم السجدہ**	۵۱۴
۲۲۶	۱	۴۱	حامیم (حروف مقطعات)	۵۱۵
۲۲۶	۲	۴۱	یہ قرآن الرحمان الرحیم کی طرف سے نازل کیا ہوا کلام ہے	۵۱۶
۲۲۶	۳	۴۱	یہ ایسی کتاب ہے جس کی آیتوں کی تفصیل کی گئی ہے علم والوں کیلئے	۵۱۷
۲۲۶	۴	۴۱	یہ قرآن ثواب کی خوشخبری دینے والا اور عذاب سے ڈرانے والا	۵۱۸

صفحہ نمبر	آیت نمبر	سورۃ	مضامین	نمبر شمار
۲۲۶	۵	۴۱	کفار کہنے لگے ہمارے دلوں پر پردے اور کانوں میں ڈاٹ ہے	۵۱۹
۲۲۸	۶	۴۱	محبوب! آپ کہہ دیجئے میں بھی تمہاری مثل بشر ہوں	۵۲۰
۲۲۸	۷	۴۱	مشرکین کیلئے خرابی ہے جو زکوٰۃ اور آخرت کا انکار کرنیوالے ہیں	۵۲۱
۲۲۸	۸	۴۱	بے شک نیک کام کرنیوالوں کیلئے نہ ختم ہونے والا اجر ہے	۵۲۲
۲۳۰	۹	۴۱	محبوب! ان سے پوچھئے کیا تم اس کا انکار کرتے ہو جو جہانوں کا رب ہے	۵۲۳
۲۳۰	۱۰	۴۱	اللہ نے زمین کے اوپر بھاری پہاڑ نصب کر دیئے جس میں برکت ہے	۵۲۴
۲۳۰	۱۱	۴۱	پھر اللہ نے آسمان کی طرف قصد فرمایا اور وہ اس وقت دھواں تھا	۵۲۵
۲۳۲	۱۲	۴۱	تو اسی نے دو دن میں ان کو پورے سات آسمان بنا دیا	۵۲۶
۲۳۲	۱۳	۴۱	پھر بھی وہ اعراض کریں تو اُنہیں عذاب سے ڈراؤ	۵۲۷
۲۳۲	۱۴	۴۱	کفار نے اعتراض کیا کہ اللہ نے فرشتوں کو رسول بنا کر کیوں نہ بھیجا؟	۵۲۸
۲۳۴	۱۵	۴۱	قوم عاد نے تکبر میں آ کر کہہ دیا کہ ہم سے بڑا کون ہے؟	۵۲۹
۲۳۴	۱۶	۴۱	آخر کار اللہ نے چند منحوس دنوں میں سخت طوفانی ہوا ان پر بھیج دی	۵۳۰
۲۳۴	۱۷	۴۱	اسی طرح قوم ثمود بھی راہِ ہدایت سے بھٹکی رہی	۵۳۱
۲۳۴	۱۸	۴۱	اور اللہ نے ان لوگوں کو بچالیا جو ایمان لاتے تھے	۵۳۲
۲۳۶	۱۹	۴۱	اس دن اللہ کے دشمنوں کو آگ کی طرف لایا جائے گا پھر ان کو جمع کیا جائے گا	۵۳۳
۲۳۶	۲۰	۴۱	جب وہ دوزخ کی آگ تک پہنچ جائیں گے تو انکے اعضاء اُن کے خلاف گواہی دیں گے	۵۳۴

صفحہ نمبر	آیت نمبر	سورة	مضامین	نمبر شمار
۲۳۶	۲۱	۴۱	وہ اپنی کھالوں سے کہیں گے تم نے ہمارے خلاف ہی گواہی کیوں دی؟	۵۳۵
۲۳۶	۲۲	۴۱	یہ اعضاء گواہی کیوں نہ دیتے؟ وہ سمجھ بیٹھے تھے اللہ نہیں جانتا	۵۳۶
۲۳۸	۲۳	۴۱	اے کفار! تمہارا بھی رب کے ساتھ اسی طرح کا گمان ہے	۵۳۷
۲۳۸	۲۴	۴۱	اب اگر یہ صبر کریں تب بھی ان کا ٹھکانا دوزخ ہی ہے	۵۳۸
۲۴۰	۲۵	۴۱	اللہ نے اُن پر ایسے ساتھی مسلط کردیئے جو اُنکے کاموں اُن کی نگاہوں میں اچھا بنادیتے	۵۳۹
۲۴۱	۲۶	۴۱	کفار اپنے ساتھیوں سے کہتے، قرآن کے درمیان شور مچایا کرو	۵۴۰
۲۴۱	۲۷	۴۱	اللہ تعالیٰ کفار کو سخت عذاب کا مزہ ضرور چکھائیں گے	۵۴۱
۲۴۱	۲۸	۴۱	یہ ہے عذاب اللہ کے دشمنوں کا جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے	۵۴۲
۲۴۳	۲۹	۴۱	کافر کہیں گے اے اللہ ہمیں وہ دکھا جنہوں نے ہمیں گمراہ کیا	۵۴۳
۲۴۳	۳۰	۴۱	بے شک ثابت قدم مومنوں پر فرشتے اُترتے ہیں	۵۴۴
۲۴۳	۳۱	۴۱	اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت کی زندگی میں اُن کا دوست ہے	۵۴۵
۲۴۳	۳۲	۴۱	اُن کی مہمان نوازی کی جائے گی جیسے وہ چاہیں گے	۵۴۶
۲۴۵	۳۳	۴۱	اس سے بہتر کس کا کلام ہے جس نے اللہ کی طرف بلایا	۵۴۷
۲۴۵	۳۴	۴۱	نیکی اور برائی برابر نہیں ہوتی برائی کا جواب اس نیکی سے کرو جو بہتر ہے	۵۴۸
۲۴۵	۳۵	۴۱	اس کی توفیق صرف صبر کرنے والوں کو ہی دی جاتی ہے	۵۴۹
۲۴۶	۳۶	۴۱	اگر شیطان کی طرف سے کوئی وسوسہ پیدا ہو تو فوراً اللہ کی پناہ مانگو	۵۵۰
۲۴۷	۳۷	۴۱	یہ رات دن، سورج، چاند اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں	۵۵۱

صفحہ نمبر	آیت نمبر	سورۃ	مضامین	نمبر شمار
۲۴۷	۳۸	۴۱	اگر یہ لوگ اکڑ کر اپنی ہی بات پر اڑے ہیں تو اللہ کو کوئی پرواہ نہیں	۵۵۲
۲۴۷	۳۹	۴۱	مردہ زمین کو اللہ تعالیٰ پانی سے پھر زندگی عطا فرما دیتا ہے	۵۵۳
۲۴۹	۴۰	۴۱	جو لوگ اللہ کی آیتوں میں الحاد کرتے ہیں وہ اللہ سے مخفی نہیں ہیں	۵۵۴
۲۴۹	۴۱	۴۱	کچھ لوگ ہیں جنہوں قرآن کے سامنے ہوتے ہوئے اسکا انکار کر دیا	۵۵۵
۲۴۹	۴۲	۴۱	اس کتاب میں کوئی چیز باطل نہیں آسکتی	۵۵۶
۲۵۰	۴۳	۴۱	محبوب! تمہیں وہی کہا گیا جو تم سے پہلے رسولوں کو کہا گیا تھا	۵۵۷
۲۵۱	۴۴	۴۱	قرآن مقدس میں ایمان والوں کیلئے شفاء ہے	۵۵۸
۲۵۲	۴۵	۴۱	اللہ نے موسیٰؑ کو کتاب دی تو اس میں اختلاف پڑ گیا	۵۵۹
۲۵۲	۴۶	۴۱	نیکی کا نفع اور برائی کا نقصان اُس کے نفس کو ہی ملے گا	۵۶۰

تمت بالخیر

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللّٰهِ وَكَذَّبَ بِالصِّدْقِ اِذْ جَآءَهٗ ؕ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿۳۲﴾ وَالَّذِيْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ﴿۳۳﴾ لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ ذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۳۴﴾ لِيُكَفِّرَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَسْوَاَ الَّذِيْ عَمِلُوْا وَيَجْزِيَهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۳۵﴾

صدق اللہ العظیم

پس اُس سے زیادہ اور کون ظالم ہوگا جو اللہ پر جھوٹ باندھے اور جب سچ اس کے پاس آئے تو وہ اس کو جھٹلائے کیا دوزخ میں کافروں کا ٹھکانا نہیں ہے (۳۲) اور جو سچے دین کو لے کر آئے اور جنہوں نے اس کی تصدیق کی یہی لوگ متقی ہیں (۳۳) ان کیلئے ان کے رب کے پاس ہر وہ نعمت ہے جس کو وہ چاہیں اور یہی نیکی کرنے والوں کی جزا ہے (۳۴) تا کہ اللہ اُن (محسنین) سے اُن کے کئے ہوئے زیادہ برے کاموں کو دور کردے اور اُن کے کئے ہوئے زیادہ نیک کاموں کی ان کو جزا عطا فرمائے (۳۵)

تفسیر

آیہ مبارکہ میں کفار کی ایک گندی عادت کو بیان کیا جارہا ہے، کفار حضورﷺ کے خلاف تو تھے ہی وہ ظالم خدا پر جھوٹ باندھتے تھے اور جب ان کے پاس سچ آتا تو اُسے جھٹلا دیتے ان کی اس کمینی حرکت اور گندے نظریہ کی وجہ سے ہی ان کا ٹھکانا جہنم ہے۔

اگلی آیہ مبارکہ میں فرمایا وہ مقدس ہستی حضورﷺ جو صداقت لے کر آئے اور وہ لوگ جنہوں نے حضورﷺ کی لائی ہوئی صداقت کو سچے دل سے مانا یہی لوگ پرہیزگار ہیں۔ صدق سے مراد وہ تعلیمات ہیں جو رسول اللہﷺ لے کر آئے۔ وہ قرآن مقدس ہو یا دوسری تعلیمات یعنی احادیث مبارکہ۔ ابن عباس

فرماتے ہیں صدق سے مراد لا الہ الا اللہ ہے، حضرت علی مرتضیٰ فرماتے ہیں سچے دین کو لانے والے حضور ہیں اور تصدیق کرنے والے ابوبکر ہیں۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں صدق سے مراد قرآن پاک اور تصدیق کرنے والے تمام ایمان دار ہیں۔ سدی کہتے ہیں صدق سے مراد قرآن پاک ہے، لانے والے جبریل اور تصدیق کرنے والے حضور ﷺ ہیں۔

''صدق بہ'' میں سب ایماندار داخل ہیں جو اس کی تصدیق کرنے والے ہیں اور یہ جو کچھ چاہیں گے اپنے رب سے پالیں گے۔ یہاں ''عند ربھم '' ہے یہ ذکر نہیں کہ جنت میں جا کر جو چاہیں گے پائیں گے۔ جنت کا ذکر نہ کرنے سے یہ اشارہ واضح ہو رہا ہے کہ مرنے کے وقت سے دخول جنت تک کے زمانے میں بھی مومن صالح کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا معاملہ یہی رہے گا۔ وہ برزخ کے عذاب روز قیامت کی سختیوں سے حساب کی سخت گیری میدان حشر کی رُسوائی سے اپنی کوتاہیوں اور تصوروں پر مؤاخذہ سے بچنا چاہئے گا اور اللہ تعالیٰ جل مجدہٗ اس کی ساری خواہشات پوری فرمائے گا۔

مومنین و محسنین کی ہر خواہش کو پورا اس لئے کیا جائے گا کہ ان کی غلطیوں کو مٹا دے اور ان کے اچھے کاموں کا اجر عطا فرمائے۔ قبول اسلام کے بعد ان کی نیکیوں کا اجر دیا جائے گا اور اس کی دور جاہلیت کی ساری غلطیاں مٹا دی جائیں گی یہ اللہ کا عظیم فضل ہے جو اپنے بندوں پر فرماتا ہے۔

وَصلّی اللّٰـهُ تَعَالیٰ عَلیٰ حَبِیْبِهٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلیٰ آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ ؕ وَ يُخَوِّفُوْنَكَ بِالَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ﴿۳۶﴾ وَمَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّضِلٍّ ؕ

کیا اللہ اپنے بندے کو کافی نہیں (یقیناً کافی ہے) اور وہ (مشرکین) آپ کو اللہ کے سوا معبودوں سے ڈراتے ہیں اور جسے اللہ گمراہ کر دے اُسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں (۳۶) اور جسے اللہ ہدایت دے دے اُسے کوئی گمراہ

اَلَيْسَ اللّٰهُ بِعَزِيْزٍ ذِي انْتِقَامٍ ﴿٣٧﴾
وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ
الْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ؕ قُلْ اَفَرَءَيْتُمْ
مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ
اَرَادَنِيَ اللّٰهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كٰشِفٰتُ
ضُرِّهٖٓ اَوْ اَرَادَنِيْ بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ
مُمْسِكٰتُ رَحْمَتِهٖ ؕ قُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ ؕ
عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ﴿٣٨﴾

صدق اللہ العظیم

کرنے والا نہیں کیا اللہ تعالیٰ زبردست بدلہ لینے والا نہیں (۳۷) اگر آپ اُن سے پوچھیں آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا ہے تو کہیں گے اللہ نے پھر آپ کہئے یہ بتاؤ جسے تم اللہ کے سوا پوجتے ہو اگر اللہ مجھے کوئی تکلیف پہنچانا چاہے تو کیا یہ باطل معبود اس تکلیف کو دور کر دیں گے اگر اللہ مجھ پر رحم فرمانا چاہے تو یہ اس کی رحمت کو روک سکتے ہیں آپ کہہ دیجئے مجھے میرا رب کافی ہے صرف اسی پر بھروسہ کرتے ہیں، بھروسہ کرنے والے (۳۸)

تفسیر

اس آیہ مبارکہ میں حضورﷺ کو تسلی دی جارہی ہے محبوب آپ ان کفار ومشرکین اور معبودانِ باطل کی پرواہ نہ کریں، مشکلات ومصائب سے آپ کو محفوظ رکھنے کیلئے آپ کا رب کافی ہے، جب اللہ آپ کی کفایت کرتا ہے اب دوسرا کون ہے جو آپ کو نقصان پہنچا سکے۔ یہ لوگ جو آپ کو معبودانِ باطل کی گرفت سے ڈرا رہے ہیں اس کی کوئی حقیقت نہیں یہ لوگ جاہل ہیں نا اہل ہیں حق سے دور ہیں یہ لوگ گمراہ ہو چکے ہیں اب انہیں کوئی ہدایت دینے والا نہیں اور جسے اللہ ہدایت دے دے اُسے گمراہ نہیں کیا جاسکتا۔

اس آیہ کریمہ کے اترنے کا سبب یہ بنا، کفار نے حضورﷺ کو ڈرایا تھا کہ ہمارے معبود آپ کو برباد کر دیں گے ان کی گرفت سے آپ بچ نہ سکیں گے، اس کے جواب میں یہ کہا گیا کیا اللہ اپنے بندے کو کافی نہیں؟ انہیں معلوم ہونا چاہئے کیا اللہ زبردست بدلہ لینے والا نہیں؟ کفار ومشرکین کا حضورﷺ کو ڈرانا کہ معبودانِ

باطل کی گرفت سے ڈر جاؤ یہ اپنی جگہ پر ایک واقعہ ہے،اس آیہ مبارکہ سے ہمیں بھی عبرت ونصیحت ملتی ہے ہمارے ہاں اکثر وبیشتر یہ بات پائی جاتی ہے اگر تم نے یہ کام نہ کیا تو تمہارا حاکم ناراض ہو جائے گا اور وہ کام شرعاً گناہ ہے اورڈرا کر اسے گناہ پر آمادہ کیا جاتا ہے۔ایسے معاملات میں تمہیں بھی ایسے خوف کی پرواہ نہیں کرنی چاہئے اور گناہ کے ارتکاب سے بچنا چاہئے۔اس طرح یہ آیہ سب کو ہدایت ہے کہ اللہ تمہاری حفاظت کرنے والا ہے ایسے معاملات میں اللہ کی امداد بندے کے شامل حال ہوگی جو کسی کے ڈر سے گناہ پر مجبور کیا جارہا ہے۔

آیہ مبارکہ سے واضح ہو رہا ہے کفار کی دھمکیوں سے اللہ کے بندوں کو مرعوب نہیں ہونا چاہئے ، حضرت قتادہ فرماتے ہیں حضور ﷺ نے حضرت خالد بن ولید کو ''عُزّیٰ'' بت کو توڑنے کا حکم دیا۔بت کے محافظ کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اس بت کے ٹکڑے کر دیئے۔اہل باطل ہمیشہ سے اہل حق کو دھمکاتے رہے اوراہل حق ڈٹ کر مقابلہ کرتے رہے اور اللہ انہیں فتح دیتا رہا۔

اگلی آیہ مبارکہ میں فرمایا گیا اگر ان سے پوچھیں زمین وآسمان کا خالق کون ہے تو کہیں گے،''اللہ''اس آیہ مبارکہ میں بت پرستوں کے مذہب کو باطل فرمایا گیا ہے کہ تم اللہ کو چھوڑ کر بتوں کی پرستش کرتے ہو اگر اللہ مجھے ضرر پہنچانا چاہے تو کیا یہ اس ضرر کو دور کر سکیں گے۔

آیہ مبارکہ کے آخر میں توکل کا درس دیا گیا ہے اور یہ عقیدہ دیا گیا ہے جسے اللہ بچائے اسے کوئی نقصان نہیں دے سکتا اور جس پر اللہ غضب کرے اُسے کوئی بچا نہیں سکتا۔اللہ پر توکل کرنا مشکلات سے بچنے کا ذریعہ ہے،حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ نے شیر سے کلام کیا،انہیں یقین تھا کہ شیر نقصان نہیں پہنچائے گا، چنانچہ یہ شیر انہیں اسلامی لشکر تک لے گیا،حضرت سفینہ کو اللہ پر توکل تھا۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

قُلْ يٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنِّیْ عَامِلٌ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۹﴾ مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَيَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ﴿۴۰﴾ اِنَّاۤ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ لِلنَّاسِ بِالْحَقِّ فَمَنِ اهْتَدٰى فَلِنَفْسِهٖ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا وَمَاۤ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ﴿۴۱﴾

صدق اللہ العظیم

(محبوب) آپ کہہ دیجئے اے میری قوم تم اپنی جگہ کام کرتے جاؤ میں اپنی جگہ پر کام کرتا رہوں گا تم جان لو گے (۳۹) کس پر دائمی عذاب نازل ہوتا ہے اور کون ہے جسے عذاب رسوا کر دے گا (۴۰) (اے محبوب کریم) ہم نے آپ پر یہ کتاب لوگوں کی ہدایت کے لئے حق کے ساتھ اُتاری ہے جو ہدایت قبول کرتا ہے وہ اپنا بھلا کرتا ہے اور جو بھٹکتا ہے وہ اپنے آپ کو گمراہ کرنے کیلئے اور آپ ان کے ذمہ دار نہیں (۴۱)

تفسیر

جب حضور ﷺ نے اپنی پوری ہمت محنت اور جانفشانی سے اسلام کی نشر و اشاعت کر دی حق کو واضح کر دیا اور پھر بھی کفار اپنی ضد پر اَڑے رہے تو بارگاہ قدس سے حضور ﷺ کو فرمایا گیا محبوب آپ برملا کہہ دیجئے اے قوم تم اپنی جگہ عمل کرتے رہو میں اپنی جگہ کرتا رہوں، بہت جلد تمہیں پتہ چل جائے گا، رُسوا کرنے والا عذاب کس پر آتا ہے اور مستقل ہمیشہ رہنے والا عذاب کس پر نازل ہوتا ہے۔

اگلی آیہ کریمہ میں حضور ﷺ سے فرمایا جا رہا ہے، محبوب! ہم نے آپ پر ایسی کتاب نازل کی ہے جو حق واضح کرتی ہے اور وہ کتاب سراپا حق ہے اب اس کی روشنی ہے جو چاہے فائدہ اُٹھائے، اس فائدہ اُٹھانے سے اسی کا بھلا ہوگا اور جو اس سے دور رہے گا گویا چمکتے سورج کو کہے گا کہ رات ہے۔ وہی زندگی بھر رُسوا اور ذلیل رہے گا اور گمراہی کے گڑھے میں ایسا گرے گا کہ پھر وہاں سے نکلنا بہت دشوار ہو جائے گا اور

اس شخص کے سلسلہ میں آپ سے کوئی کسی قسم کا سوال نہ ہوگا کہ ایمان کیوں نہیں لایا، یہ بت پرستی کیوں کرتا رہا آپ کا کام حق کو عوام تک پہچانا تھا وہ آپ نے بطریق احسن مشکلات ومصائب میں بھی پہنچادیا۔ حضور ﷺ کے اندازِ تبلیغ کا ذکر بخاری شریف کی ایک حدیث پاک سے اس طرح ملتا ہے، ابو موسیٰ اشعری فرماتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا میرے وعظ ونصیحت تبلیغ کی مثال ایسے ہے جیسے بادل برسا زمین کا جو اچھا حصہ تھا اس نے پانی جذب کرلیا اوراس میں گھاس چارا ہوا جس سے انسانوں جانوروں نے فائدہ اُٹھایا، یہ مثال ان لوگوں کی ہے جنہوں نے اس کو سمجھا اور آگے فیض پہنچایا، یہ ایمان دار ہیں۔ یا زمین کا ایک حصہ چٹیل میدان ہے جس نے پانی روکا اور جمع کیا نہ اس میں سبزہ ہوا نہ گھاس نہ کسی نے فائدہ اٹھایا، یہ مثال ان لوگوں کی ہے جنہوں نے دین کی طرف توجہ نہ کی، سر نہ اُٹھایا فائدہ نہ لیا۔

زمین کی یہ دوسری قسم ہے گھاس چارہ تو نہیں اُگاتی البتہ اس کے جمع پانی سے لوگ فائدہ اُٹھا لیتے ہیں یہ بے عمل علماء ہیں جو خود محروم ہیں البتہ ان کے علم سے لوگوں کو فائدہ پہنچ جاتا ہے، زمین کی تیسری قسم وہ ہے جو نہ سبزہ اُگاتی ہے نہ پانی کو جمع کرتی ہے یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے آپ کے دین کو قطعاً قبول نہ کیا، یہ کفار و منافقین ہیں۔

وَصَلَّى اللّٰـهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِـهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِيْ لَمْ تَمُتْ فِيْ مَنَامِهَا ۚ فَيُمْسِكُ الَّتِيْ قَضٰى عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْاُخْرٰۤى اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۴۲﴾

اللہ تعالیٰ جانوں کو موت کے وقت قبض کرتا ہے اور جن کا وقت نہیں آیا ان کی روحیں نیند کی حالت میں پھر ان روحوں کو روک لیتا ہے ان روحوں کو جن کا فیصلہ کرتا ہے اور دوسری روحوں کو وقت مقررہ تک واپس بھیج دیتا ہے، اس میں قدرت کے نشانات ہیں، ایسی قوم کیلئے جو

أَمِ اتَّخَذُوا مِن دُونِ اللَّهِ شُفَعَاءَ ۚ قُلْ أَوَلَوْ كَانُوا لَا يَمْلِكُونَ شَيْئًا وَلَا يَعْقِلُونَ ﴿٤٣﴾ قُل لِّلَّهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيعًا ۖ لَّهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ ثُمَّ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿٤٤﴾

صدق اللہ العظیم

غور وفکر کرتے ہیں (۴۲) کیا انہوں نے اللہ سے ہٹ کر سفارشی بنالئے ہیں پوچھئے وہ سفارشی اگرچہ کسی شے کے مالک نہ ہوں اور نہ ہی عقل و شعور رکھتے ہوں (۴۳) محبوب! آپ کہہ دیجئے سب شفاعت اللہ کے اختیار میں ہے اسی کیلئے ہیں آسمانوں زمینوں کی حکومت پھراس کی طرف لوٹائے جاؤ گے (۴۴)

تفسیر

آیہ مبارکہ میں موت اور نیند کے وقت قبض روح کا ذکر فرمایا گیا ہے، آیہ مقدسہ میں ارشاد ہے کہ جانداروں کی روحیں ہر حال ہر وقت اللہ تعالیٰ کے زیر تصرف ہیں وہ جب چاہے ان کو قبض کر سکتا ہے اور واپس لے سکتا ہے۔ اس تصرف اور قدرت کا ایک مظاہرہ تو ہر جاندار روز دیکھتا ہے اور محسوس کرتا ہے کہ نیند کے وقت اس کی روح ایک حیثیت سے قبض ہو جاتی ہے پھر بیداری کے بعد واپس آجاتی ہے، آخر کار ایک وقت ایسا آئے گا کہ روح بالکل قبض ہو جائے گی۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر مظہری میں اس مسئلہ کو اس طرح بیان کیا ہے کہ قبض روح کا معنی یہ ہے کہ اس کا تعلق بدن انسانی سے قطع کر دیا جاتا ہے کبھی ظاہری اور باطنی طور پر منقطع کر دیا جاتا ہے، اس کا نام موت ہے اور کبھی صرف ظاہری طور پر منقطع ہوتا ہے، باطنی طور پر باقی رہتا ہے اس کا نام نیند ہے، نیند کی حالت میں روح قبض کرنے سے مراد احساس شعور اختیار ارادہ کی قوتوں کو معطل کر دینا ہے۔ آیہ مبارکہ میں لفظ ''توفی'' قبض کے معنی میں ہے موت اور نیند دونوں میں قبض کی صورت دکھائی دیتی ہے۔ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اس مسئلہ کو اس طرح فرمایا ہے کہ سونے کے وقت انسان کی روح اس کے

بدن سے نکل جاتی ہے مگر ایک شعاع روح کی بدن میں رہتی ہے جس سے وہ زندہ رہتا ہے اور اسی رابطہ سے وہ خواب دیکھتا ہے نیند کی حالت میں جو روح نکلتی ہے تو بیداری کے وقت آنکھ جھپکنے سے یہ کم مقدار وقت میں بدن میں واپس آجاتی ہے۔

ایک تفسیر یہ بھی ہے انسان کی روح سلطانی جب نکلے تو موت ہے، روح حیوانی نکلے تو نیند ہے۔ روح سلطانی کا مرکز دل ہے اور روح حیوانی کا مرکز دماغ ہے، اس میں نشانات قدرت ہیں مگر غور و فکر کرنے والوں کیلئے آیہ مبارکہ میں نفس کا لفظ روح کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ حدیث پاک سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے حضور ﷺ نے فرمایا جب آدمی مرتا ہے تو اس کی نظر اوپر اٹھی ہوتی ہے اس وقت اس کی نظر نفس (روح) کو دیکھتی ہے، دوسری حدیث شریف میں یہ عنوان اس طرح ملتا ہے ایک موقعہ پر حضور ﷺ نے بلال سے فرمایا صبح کو جگا دینا، حضرت بلال کو بھی نیند آگئی عرض کی حضور میرے نفس کو بھی اُسی چیز نے پکڑ لیا، معلوم ہوا روح اور نفس ایک ہی چیز ہے۔

"ام اتخذوا" کے ارشاد میں مشرکین کا ذکر ہے کہ وہ لوگ کس قدر عقل سے عاری ہیں اپنے معبودوں کو اپنا سفارشی بنالیا ہے جو نہ کسی شے کے مالک ہیں نہ ان کے پاس عقل ہے وہ تو لکڑی، پتھر، تانبا سے بنائے گئے ہیں، محبوب! آپ انہیں فرمادیجئے شفاعت کا اختیار تو اللہ کے پاس ہے جسے چاہے دے انہیں تو کوئی اختیار ہی نہیں، سفارش کیا کریں گے۔ زمینوں آسمانوں کا مالک تو وہی ہے جو وحدہٗ لاشریک ہے تم سارے اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔

وَصلَّى اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلیٰ حَبِیْبِهٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلیٰ آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

وَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَاَزَّتْ قُلُوْبُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ ۚ وَاِذَا ذُكِرَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖۤ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿۴۵﴾ قُلِ اللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عٰلِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ اَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيْ مَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۴۶﴾ وَلَوْ اَنَّ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ لَافْتَدَوْا بِهٖ مِنْ سُوْٓءِ الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ وَبَدَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مَا لَمْ يَكُوْنُوْا يَحْتَسِبُوْنَ ﴿۴۷﴾

صدق اللہ العظیم

جب اللہ وحدہٗ لاشریک کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان لوگوں کے دل کُڑھتے ہیں جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے اور جب اللہ کے سوا دوسروں کا ذکر کیا جاتا ہے تو خوش ہوتے ہیں (۴۵) محبوب! آپ کہہ دیجئے اے اللہ! آسمانوں زمین کو پیدا کرنے والے حاضر وغیب کو جاننے والے! تو ہی اپنے بندوں کے درمیان فیصلہ فرمائے گا جن میں وہ اختلاف کرتے تھے (۴۶) اگر ان لوگوں کے پاس جنہوں نے شرک کیا زمین کی ہر شے ہو اور اتنی ہی اور ہو تو عذاب سے بچنے کیلئے فدیہ دینا چاہیں گے اور اس دن اللہ کی طرف سے ان پر ظاہر ہو جائے گا جس کا وہ گمان ہی نہیں کیا کرتے تھے (۴۷)

تفسیر

آیہ مبارکہ میں کفار ومشرکین کی قبیح حرکت کا ذکر فرمایا جا رہا ہے جب اُن کے سامنے خدائے قدوس وحدہٗ لاشریک کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل پریشان ہو جاتے ہیں، چہروں پر پریشانی چھا جاتی ہے اور جب کسی محفل میں ان کے بتوں کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے چہرے خوشی سے تمتما اُٹھتے ہیں۔ محبوب کریم! آپ دعا کریں اے اللہ! آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کرنے والے غیب اور حاضر کے جاننے والے تو ہی اپنے بندوں کے درمیان ان چیزوں کا فیصلہ فرمائے گا جن میں وہ اختلاف کر رہے ہیں۔ حضرت ابوسلمہ بن

عبدالرحمان فرماتے ہیں میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا، حضورﷺ نماز کے شروع میں کیا دعا کیا کرتے تھے، انہوں نے کہا جب آپ رات میں دعا کیلئے اُٹھتے تو نماز سے پہلے یہ دعا کیا کرتے، اے اللہ! جبریل، میکائیل، اسرافیل کے رب آسمانوں، زمینوں کے پیدا کرنے والے غیب و شہادت کے جاننے والے تیرے بندے جس چیز میں اختلاف کرتے ہیں تُو اُن میں فیصلہ فرمائے گا، اے اللہ! جس چیز میں حق بات سے اختلاف کیا گیا ہے تو اس میں مجھ کو ہدایت دے، بے شک تو جس کو چاہتا ہے سیدھی راہ کی ہدایت دیتا ہے۔

''ولو ان لِلّذین ظلموا'' کے ارشاد میں کفار کو عذاب کی وعید سنائی گئی ہے، اس میں ایک تو یہ ذکر ہوا گویا بالفرض تمام روئے زمین کی چیزیں بھی ان کے پاس ہوں اور اتنی ہی اور بھی، پھر عذاب سے نجات کیلئے فدیہ دیں تو پھر بھی نجات نہیں پا سکتے۔ دوسری چیز یہ کہ جنت کی صفت حدیث شریف میں اس طرح فرمائی گئی کہ وہاں ایسی نعمتیں ہیں جو نہ کسی آنکھ نے دیکھیں نہ کسی کان نے سنیں جس طرح مومنوں کے لئے جنت میں ایسی نعمتیں ملیں گی جو ان کے وہم وگمان سے بالا ہوں گی، ایسے ہی کافروں کو دوزخ میں ایسا عذاب ہوگا جو ان کے وہم وگمان میں بھی نہیں ہوگا۔ آیہ مبارکہ کے آخر میں فرمایا گیا ان کے کئے ہوئے برے کام ان کیلئے ظاہر ہوں گے اور جس عذاب کا مذاق اُڑاتے تھے وہ ان کا احاطہ کرے گا۔

وَصلَّی اللّٰـهُ تَعَالیٰ عَلیٰ حَبِیْبِـهٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلیٰ آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

وَبَدَا لَهُمْ سَیِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ یَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۴۸﴾ فَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَانَا ؗ ثُمَّ اِذَا خَوَّلْنٰهُ نِعْمَةً مِّنَّا ۙ قَالَ اِنَّمَاۤ اُوْتِیْتُهٗ عَلٰی عِلْمٍ ؕ بَلْ هِیَ فِتْنَةٌ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ

اور ظاہر ہو جائے گا اُن پر اللہ کی طرف سے جس کا وہ گمان بھی نہیں کرتے تھے اور ظاہر ہو جائیں گے اُن پر وہ بُرے اعمال جو انہوں نے کمائے تھے اور گھیرے گا انہیں عذاب جس کا وہ مذاق اُڑاتے تھے (۴۸) جب انسان کو کوئی

لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۹﴾ قَدْ قَالَهَا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۵۰﴾ فَاَصَابَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا ؕ وَالَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْ هٰٓؤُلَآءِ سَيُصِيْبُهُمْ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا ۙ وَمَا هُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ﴿۵۱﴾

صدق اللہ العظیم

تکلیف پہنچتی ہے تو ہمیں پکارتا ہے پھر جب ہم اُسے اپنی طرف سے نعمت عطا کر دیتے ہیں تو کہنے لگتا ہے یہ نعمت جو مجھے دی گئی ہے یہ میرے علم کا باعث ہے (اے غافل) بلکہ یہ آزمائش ہے لیکن اکثر لوگ جانتے نہیں (۴۹) ان سے پہلے لوگوں نے بھی یہی بات کہی تھی جب ہم نے انہیں پکڑا تو اُن کے مال و دولت نے جو اُنہوں نے کمایا تھا فائدہ نہ پہنچایا (۵۰) جو برے کام انہوں نے کئے تھے اس کا نتیجہ انہیں بھگتنا پڑا اور جنہوں نے ان لوگوں میں سے ظلم کیا انہیں بھی عنقریب اپنی بداعمالیوں کی سزا بھگتنی ہو گی اور یہ ہمیں عاجز نہیں کر سکتے (۵۱)

تفسیر

اس آیہ مبارکہ میں فرمایا گیا ان کے برے کام ان کیلئے ظاہر ہوں گے اور جس عذاب کا وہ مذاق اُڑاتے تھے وہ عذاب ان کا احاطہ کرے گا، اس آیہ کریمہ کی تفسیر میں ابواللیث کہتے ہیں ان کے وہ کام جن کے متعلق ان کا گمان تھا کہ انہیں ثواب ملے گا مگر ان کے کفر کے باعث انہیں عذاب ملے گا ایک معنی یہ بھی کیا گیا ہے جو لوگ دکھاوے کے کام کرتے تھے، وہ لوگ قیامت کے دن رُسوا ہوں گے جن اعمال کے متعلق ان کا خیال تھا وہ نیکیوں کے پلڑے میں ہوں گے اس دن ان کے وہ اعمال برائیوں کے پلڑے میں ہوں گے۔

اگلی آیہ پاک میں ان لوگوں کا ذکر ہے جو مصیبت کے وقت خدا کو پکارتے ہیں جب اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اُن سے مصیبت کو ٹال دیتا ہے تو پھر کہتے ہیں یہ نعمت تو مجھے علم کی بناء پر دی گئی ہے، یا یہ معنی ہے کہ میں اپنے علم کے سبب اس کے لائق تھا اس لئے یہ مجھے نعمت ملی ہے۔ کافر کہتا ہے کہ یہ نعمت تو مجھے علم کی بناء پر ملی ہے اس کے کئی معنی کئے گئے ہیں۔ ایک تفسیر یہ بھی ہے کہ مجھے علم تھا کہ مجھے کس ذریعہ سے یہ مال حاصل ہوگا یہ معنی بھی کیا گیا ہے کہ میں اسی کا حق دار تھا یہ معنی بھی کیا گیا ہے کہ اللہ جانتا تھا میں حقدار ہوں فرمایا گیا ان کے برے کاموں کا عذاب انہیں آ پہنچا، ان لوگوں میں جو ظالم ہیں انہیں بھی ان کے برے کاموں کا عذاب پہنچے گا اور وہ اللہ کو عاجز کرنے والے نہیں۔

وَصلَّی اللّٰـهُ تَعَالیٰ عَلیٰ حَبِیْبِهٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلیٰ آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

اَوَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۵۲﴾

صدق اللہ العظیم

کیا انہوں نے یہ نہیں جانا کہ اللہ تعالیٰ جس کیلئے چاہتا ہے رزق کھلا کر دیتا ہے اور جس کیلئے چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے بے شک اس میں ایمان لانے والوں کیلئے نشانیاں ہیں (۵۲)

تفسیر

کافر کا یہ کہنا کہ یہ دولت یہ کمال یہ عزت میرے ذاتی علم کی بناء پر ہے، اس کا جواب دیا جا رہا ہے کیا ایسے کہنے والوں کو پتہ نہیں اللہ تعالیٰ جس کیلئے چاہتا ہے رزق کھلا کر دیتا ہے جس کیلئے چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے اس کا مدار انسان کے علم وعقل پر نہیں کہ ہمارا مشاہدہ ہے بہت عقل والے علم والے انتہائی غربت اور پسماندگی میں زندگی گزار رہے ہیں اور بہت سے جاہل ان پڑھ بے وقوف نہایت خوش وخرم ٹھاٹھ کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ مال کی قلت اور کثرت کا معاملہ اس کے فضل وحکمت پر ہے۔ ان آیات مبارکہ میں فرمایا گیا ہے کہ مشکلات ومصائب میں اللہ سے فریاد کرنا اور پھر مشکل ٹل جانے پر اُسے بھول جانا یہ ایمانداروں کا

طریقہ نہیں کفار کی عادت ہے، ایمانداروں کو چاہئے کہ وہ ہر حال میں اللہ سے رابطہ رکھیں۔ ترمذی شریف میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک روایت نقل ہے حضور ﷺ نے فرمایا جسے یہ پسند ہو کہ مصائب و مشکلات میں اللہ اس کی دعا کو قبول فرمائے، اُسے چاہئے کہ وہ خوش حالی میں اللہ تعالیٰ سے بہ کثرت دعا کیا کرے۔

وَصلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلىٰ حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلىٰ آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿۵۳﴾ وَاَنِيْبُوْٓا اِلٰى رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ﴿۵۴﴾

(حضور ﷺ سے فرمایا گیا اے محبوب!) آپ کہہ دیجئے اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتیاں کی ہیں وہ اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہوں اللہ تعالیٰ سارے گناہوں کو بخش دیتا ہے اور وہ بخشنے والا ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے (۵۳) اور اپنے رب کی طرف لوٹ آؤ اور سر جھکا دو اس سے پہلے کہ تم پر عذاب آئے پھر تمہاری مدد نہ کی جائے گی (۵۴)

صدق اللہ العظیم

تفسیر

اس آیہ مبارکہ کے اُترنے کا سبب یہ بنا، سیدنا ابن عباس فرماتے ہیں مشرکوں کی ایک جماعت دربار رسالت میں حاضر ہوئی، اس جماعت نے قتل کئے ہوئے تھے، اُن کا جرم ان میں عام تھا دربار رسالت میں عرض کرتے ہیں آپ جس چیز کی طرف ہمیں دعوت دے رہے ہیں اچھی بات ہے مگر ہم اس قدر جرم کر چکے ہیں بخشش کی کوئی اُمید نہیں اگر ہم اسلام قبول کرلیں تو کیا ہمارے پہلے گناہ معاف ہو جائیں گے اگر اسلام لانے کے بعد بھی ہم نے دوزخ میں ہی جانا ہے تو پھر ہمیں اپنے آباؤ اجداد کے دین چھوڑنے کا فائدہ ہی نہیں، اس وقت یہ آیہ پاک نازل ہوئی کہ رب کی رحمت سے نہ اُمید نہ ہو جاؤ وہ سب گناہوں کو بخشتا ہے وہ

غفور ہے وہ رحیم ہے اور سچے دل سے اپنے رب کی طرف لوٹ آؤ اور عجز وانکساری سے اپنے سروں کو جھکا دو اور اس سے پہلے کہ تمہارے پاس عذاب آئے۔ایسا نہ ہو کہ تکبر وغرور کی حالت میں موت آ جائے اور تم عذاب میں مبتلا کر دیئے جاؤ،اس وقت تمہاری مدد نہیں ہوگی۔

اندازہ کریں جب کفار ومشرکین سے رب قدوس جل مجدہٗ کا یہ انداز ہے تو ایمانداروں کے ساتھ کس قدر عظیم اور حسین معاملہ ہوگا۔اسی ارشاد گرامی سے کون ہے جو رب قدوس کے رحم وکرم اور غفور ورحیم ہونے کا انکار کرے گا۔حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا اگر اس آیہ کے بدلے میں مجھے دنیا اور اس کی ساری دولت بھی دی جائے تو میں اس سودے کو پسند نہیں کروں گا۔حضرت ابن عباس کی ایک اور روایت سے اس کا شانِ نزول اور بھی نقل ہے۔حضور ﷺ نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے قاتل وحشی کو بلایا اور اس کو اسلام کی دعوت دی اس نے کہا اے محمد!(ﷺ) آپ مجھے اپنے دین کی دعوت دے رہے ہیں،حالانکہ آپ نے یہ کہا ہے جس نے کسی کو ناحق قتل کیا ہے قیامت کے دن اس کو دگنا عذاب دیا جائے گا تو یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی ”الذین تاب و امن و عمل صالحاً“ جس نے توبہ کر لی اور اچھے کام کئے اُسے معافی ہے تو وحشی نے کہا یہ بھی بڑا مشکل معاملہ ہے تو پھر حکم نازل ہوا اللہ شرک کو معاف نہیں کرے گا اور باقی سارے گناہ معاف کر دے گا جس کیلئے چاہے گا پھر وحشی نے کہا اے محمد! اس حکم میں بھی اشکال ہے کہ اللہ جسے چاہے گا معاف کرے گا پتہ نہیں میری معافی وہ چاہے گا یا نہیں تو پھر یہ آیہ پاک نازل ہوئی،محبوب کہہ دیجئے اے میرے بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کر لیا ہے وہ اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہوں۔

وَصَلَّى اللّٰـهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِـهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِـهٖ وَاَصْحَابِـهٖ بِعَدَدِ خَلْقِـهٖ

وَاتَّبِعُوٓا اَحۡسَنَ مَآ اُنۡزِلَ اِلَیۡکُمۡ مِّنۡ رَّبِّکُمۡ مِّنۡ قَبۡلِ اَنۡ یَّاۡتِیَکُمُ الۡعَذَابُ بَغۡتَۃً وَّاَنۡتُمۡ لَا تَشۡعُرُوۡنَ ﴿۵۵﴾ اَنۡ تَقُوۡلَ نَفۡسٌ یّٰحَسۡرَتٰی عَلٰی مَا فَرَّطۡتُّ فِیۡ جَنۡۢبِ اللّٰہِ وَاِنۡ کُنۡتُ لَمِنَ السّٰخِرِیۡنَ ﴿۵۶﴾ اَوۡ تَقُوۡلَ لَوۡ اَنَّ اللّٰہَ ہَدٰىنِیۡ لَکُنۡتُ مِنَ الۡمُتَّقِیۡنَ ﴿۵۷﴾ اَوۡ تَقُوۡلَ حِیۡنَ تَرَی الۡعَذَابَ لَوۡ اَنَّ لِیۡ کَرَّۃً فَاَکُوۡنَ مِنَ الۡمُحۡسِنِیۡنَ ﴿۵۸﴾

صدق اللہ العظیم

تمہارے رب کی طرف سے تم پر جو احکام نازل کئے گئے ہیں ان میں سے سب سے اچھے احکام پر عمل کرو اس سے پہلے کہ تم پر اچانک عذاب آجائے اور تمہیں اس کا شعور بھی نہ ہو (۵۵) (پھر ایسا نہ ہو) کہ کوئی شخص یہ کہے ہائے افسوس! میری ان کوتاہیوں پر جو میں نے اللہ کے متعلق کی ہیں بے شک میں ضرور مذاق اُڑانے والوں میں سے تھا (۵۶) یا یہ کہے کہ اگر اللہ مجھے ہدایت دیتا تو میں بھی ضرور متقین سے ہوتا (۵۷) یا عذاب دیکھتے وقت یہ کہے کاش میرا دنیا میں لوٹنا ممکن ہوتا تو میں نیکوکاروں میں ہو جاتا (۵۸)

تفسیر

اس آیہ مبارکہ میں کفار کو پھر قبول اسلام کی توجہ دلائی جا رہی ہے کہ تم اللہ کی طرف سے بھیجے گئے عمدہ کلام کی پیروی کرو اس سے پہلے کہ تم پر اچانک عذاب آجائے اور تمہیں شعور ہی نہ ہو یا کوئی شخص یہ کہے کہ افسوس ہے مجھ سے غلطیاں سرزد ہوئیں اور میں مذاق اُڑاتا رہا یا یہ کہے کہ اگر اللہ مجھے ہدایت دیتا تو میں ہدایت والا ہو جاتا یا اس وقت عذاب دیکھ کر یہ کہے کاش مجھے دوبارہ واپس جانے کا موقع مل جائے تو میں نیکوں سے ہو جاؤں، عذاب نازل ہوتے دیکھ کر ایسی باتوں کا قطعی کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ اس آیہ مبارکہ کے شروع میں جو فرمایا گیا تمہارے رب کی طرف سے جو سب سے اچھی چیز نازل کی گئی ہے اس کی اتباع کرو

اس ارشاد پاک کے کئی معانی کئے گئے ہیں۔ایک معنی یہ بھی کیا گیا ہے کہ اللہ کی اطاعت کو لازم کرو اور اس کی نافرمانی سے بچو۔ایک معنی یہ بھی کیا گیا ہے اس سے مراد قرآن پاک ہے مطلب یہ ہوا کہ قرآن پاک کی اتباع کرو اس معنی کی تائید میں قرآن مقدس کا یہ ارشاد واضح ہے ''اللّٰہ نزل احسن الحدیث'' اللہ نے سب سے احسن کلام نازل کیا۔ایک معنی یہ کیا گیا ہے کہ قرآن حکیم میں ان احکام کا بھی ذکر ہے جو منسوخ ہو چکے اور ناسخ احکام کا بھی ذکر ہے، سو ناسخ پر عمل کیا جائے منسوخ پر عمل نہ کیا جائے۔ایک معنی یہ بھی کیا گیا ہے کہ قرآن مقدس میں دو قسم کے احکام ملتے ہیں ایک وہ جو صحیح درست بہتر ہیں مگر زیادہ بہتر اور احسن نہیں تم احسن اور زیادہ اچھے احکام پر عمل کرو مثلاً بیمار آدمی کو روزہ چھوڑنے کی اجازت ہے کہ وہ تندرست ہو جانے پر قضائی کر لے اگر وہ اس بیماری میں روزہ رکھ لیتا ہے تو بہت ہی اچھا ہے یا جیسے سفر میں روزہ چھوڑنے کی اجازت ہے مگر کوئی رکھ لیتا ہے تو یہ بہت ہی احسن ہے یا جیسے صدقہ خیرات کو دکھا کر دیا گیا تو جائز ہے مگر چھپا کر دینے میں زیادہ فضیلت ہے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

بَلٰى قَدْ جَآءَتْكَ اٰيٰتِىْ فَكَذَّبْتَ بِهَا
وَاسْتَكْبَرْتَ وَكُنْتَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۵۹﴾
وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ تَرَى الَّذِيْنَ كَذَبُوْا
عَلَى اللّٰهِ وُجُوْهُهُمْ مُّسْوَدَّةٌ ؕ اَلَيْسَ فِىْ
جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِيْنَ ﴿۶۰﴾ وَيُنَجِّى
اللّٰهُ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا بِمَفَازَتِهِمْ ۫ لَا
يَمَسُّهُمُ السُّوْٓءُ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۶۱﴾

ہاں تیرے پاس میری آیات آتی تھیں تو نے اُنہیں جھٹلایا اور تو غرور کرتا رہا اور تو کفر کرنے والوں میں سے تھا (۵۹) اور قیامت کے دن آپ انہیں دیکھیں گے جو اللہ پر جھوٹ باندھتے تھے ان کے چہرے سیاہ ہوں گے کیا جہنم تکبر کرنے والوں کا ٹھکانا نہیں (۶۰) اور اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں کو کامیابی کے ساتھ نجات دے گا نہ اُنہیں کوئی تکلیف مس کرے گی اور نہ ہی وہ

اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَیْءٍ٘ وَّ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ وَّكِیْلٌ ﴿۶۲﴾ لَهٗ مَقَالِیْدُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ وَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِاٰیٰتِ اللّٰهِ اُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۶۳﴾

صدق اللہ العظیم

غمگین ہوں گے (۶۱) اللہ ہر شے کو پیدا کرنے والا ہے اور ہر شے کا نگہبان ہے (۶۲) اُسی کے پاس آسمانوں اور زمینوں کی کنجیاں ہیں اور جو لوگ اللہ کی آیات کا انکار کرتے ہیں وہی لوگ خسارے میں ہیں (۶۳)

تفسیر

پچھلی آیہ مبارکہ میں ذکر تھا کافرمشرک قیامت کو حالات دیکھ کر یہ کہنے لگے مجھے اپنی غلطیوں پرافسوس ہے مذاق اڑانے پرافسوس ہے یہ یہ کہنے لگے اگر اللہ مجھے ہدایت دیتا تو میں ہدایت پالیتا یا یہ کہنے لگے کاش مجھے دوبارہ لوٹایا جائے تو نیک لوگوں سے ہو جاؤں گا کافرمشرک کے ان سارے بہانوں کا بارگاہ قدس سے یہ جواب دیا جائے گا ہاں تیرے پاس میری آیات آئیں اور تو نے انہیں جھٹلایا تو کفر کرنے والوں سے تھا، قیامت کو آپ دیکھیں گے خدا کو جھٹلانے والوں کے چہرے سیاہ ہوں گے کیا متکبرین کا ٹھکانا جہنم میں نہیں اور ایمانداروں کو اللہ تعالیٰ کامیابی کے ساتھ نجات دے گا نہ انہیں برائی مس کرے گی اور نہ ہی وہ غمگین ہوں گے۔ مومن اور کافر کی حالت قیامت کے دن اس طرح ہوگی مومن کے اچھے کام حسین شکل میں ہوں گے جب مومن کو کوئی ڈر لاحق ہوگا تو وہ حسین شکل اسے کہے گی پریشان نہ ہو، ڈر مت یہ ڈر تمہارے لئے نہیں مومن کہے گا تو نے مجھ پر بڑا احسان کیا تو ہے کون وہ حسین شکل کہے گی تو مجھے پہچانتا نہیں میں تمہارا نیک عمل ہوں، دنیا میں تو نے میرے بوجھ کو اُٹھائے رکھا اب میں تمہیں اُٹھاؤں گا اور تجھ سے ہر مصیبت کو دور کروں گا

اگلی آیہ مقدسہ میں فرمایا گیا ہر چیز کا خالق اور نگہبان اللہ ہے، اس کے پاس زمین و آسمان کی کنجیاں ہیں اور جو لوگ ان آیات کا انکار کرتے ہیں وہ خسارے میں ہیں۔ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ حضور ﷺ سے اس آیہ پاک کی تفسیر پوچھی، حضورﷺ نے فرمایا آج تک مجھ سے کسی نے اس آیہ کی تفسیر نہیں

پوچھی پھر فرمایا آسمانوں، زمینوں کی کنجیاں یہ کلمات طیبات ہیں۔" لا الٰہ الا اللّٰہ واللّٰہ اکبر وسبحان اللّٰہ وبحمدہٖ استغفر اللّٰہ ولا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ العلی العظیم ھوالاول والآخر والظاھر والباطن یحیی و یمیت بیدہ الخیر وھو علی کل شیء قدیر

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اس آیہ کی تفسیر پوچھی تو آپ نے یہی کلمات طیبات صبح وشام دس دس مرتبہ پڑھنے کی ہدایت فرمائی، خدا کرے کہ ہم بھی حضور ﷺ کے فرمائے ہوئے ان کلمات طیبات کو عمل میں لائیں اور دنیا وآخرت کی برکتیں حاصل کریں، جس شخص نے صبح اُٹھ کر یہ کلمات دس مرتبہ پڑھے اسے کئی انعامات سے نوازا جائے گا، بے شمار اجر ملے گا شیطان سے محفوظ رہے گا، جنت میں بلند مقام نصیب ہو گا، بارہ ہزار فرشتے خدمت گزار ہوں گے، حج مقبول کا اجر ملے گا، اسی دن مرگیا تو شہید کا ثواب ہوگا۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

قُلْ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَاْمُرُوْٓنِّيْٓ اَعْبُدُ اَيُّهَا الْجٰهِلُوْنَ ﴿۶۴﴾ وَلَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۶۵﴾ بَلِ اللّٰهَ فَاعْبُدْ وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۶۶﴾ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ۖ وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌۢ بِيَمِيْنِهٖ ۭ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۶۷﴾

صدق اللہ العظیم

(اے محبوب کریم) آپ کہئے اے جاہلو! کیا تم مجھے حکم دیتے ہو کہ میں اللہ کے سوا کسی اور کی عبادت کروں (۶۴) آپ کی طرف اور آپ سے پہلوں کی طرف وحی کی گئی ہے اگر بالفرض آپ نے بھی شرک کیا تو آپ کے اعمال برباد ہو جائیں گے اور آپ خسارے والوں سے ہو جائیں گے (۶۵) بلکہ صرف اللہ ہی عبادت کے لائق ہے اسی کی عبادت کرو اور شکر گزاروں سے ہو جاؤ (۶۶) انہوں نے اللہ کی قدر اس طرح نہ پہچانی جیسے پہچاننے کا حق تھا اس کی

شان تو یہ ہے کہ ساری زمین قیامت کے دن
اسی کے قبضہ قدرت میں ہوگی اور آسمان اُسی
کے دائیں ہاتھ میں لپٹے ہوئے ہوں گے وہ
ان چیزوں سے پاک ہے برتر ہے جن کو وہ اس
کا شریک قرار دیتے ہیں (۶۷)

تفسیر

اس آیہ مبارکہ کے اُترنے کا سبب یہ بنا، کفار بارگاہ نبوت میں آئے اور کہا اے محمد! آپ بھی بتوں کی پرستش کریں آپ کے پرانے بزرگوں کا بھی یہی دین تھا کفار کی حضو ﷺ سے اس یاوہ گوئی کا جواب دیا گیا ،محبوب! آپ انہیں کہہ دیں تم مجھے حکم دیتے ہو کہ میں اللہ کے سوا کسی اور کی عبادت کروں ،تم تو جاہل ہو خدا کے بغیر کوئی اور عبادت کا مستحق نہیں۔ حضو ﷺ سے فرمایا گیا محبوب آپ کی طرف توحید کی وحی کی گئی اور آپ سے پہلے انبیاء علیہم السلام کی طرف۔ اگر بالفرض آپ نے شرک کیا تو آپ کے عمل ضائع ہو جائیں گے اور آپ نقصان اٹھانے والوں سے ہو جائیں گے، یہاں پر سوال نہیں ہو سکے گا کہ جب حضو ﷺ شرک کریں گے ہی نہیں تو پھر یہ کیوں فرمایا گیا؟ یہ ارشاد ایسے ہی ہے جیسے یہ ہے ''لو کان فیھما الھۃ الا اللّٰہ لفسدتا '' اگر زمین و آسمان میں کئی خدا ہوتے تو زمین و آسمان کا نظام خراب ہو جاتا، جیسے اللہ کے بغیر کسی دوسرے خدا کا تصور غلط ہے ایسے ہی حضو ﷺ کا شرک کرنا بھی محال ہے، آپ تمام معصومین انبیاء علیہم السلام کے آقا و سردار ہیں، گناہ اور پھر گناہوں میں عظیم گناہ شرک وہ کیسے سرزد ہوگا۔ (معاذ اللہ)

اے محبوب! آپ اللہ ہی کی عبادت کریں اور اس کے شکر گزار بندوں میں ہو جائیں۔ کفار و مشرکین کی غلط باتوں پر توجہ نہ دیں انکے اس باطل قول کی پرواہ نہ کریں جو آپ سے کہتے ہیں آپ بھی بت پرستی کریں۔

اگلی آیہ پاک میں کفار کے بارہ میں فرمایا گیا کہ انہوں نے خدا کی قدر ایسی نہیں کی جیسے کرنے کا حق تھا۔ انہوں نے خدا کو چھوڑ کر بتوں کی پرستش شروع کر دی، فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں قرار دیا، قیامت اور حشر نشر کا انکار کیا۔ آیہ مبارکہ میں جو دائیں ہاتھ کا ذکر ہے اس سے مراد ہماری طرح اعضاء نہیں ہیں، ان الفاظ پر ایمان رکھنا چاہیئے اور ان الفاظ سے مراد کیا ہے اس کو اللہ کے سپرد کر دینا چاہیئے، مُٹھی اور دائیں ہاتھ سے مراد اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے کسی چیز کا ہاتھ مُٹھی میں ہونا کنایہ ہے کہ اس پر پوری طرح قبضہ وقدرت ہے۔ آیہ کے آخر میں ''سبحانہ وتعالیٰ'' فرما کر بتایا گیا ہے ان الفاظ کو اپنے پر قیاس نہ کرو۔

وَصلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلىٰ حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلىٰ آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ؕ ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ اُخْرٰى فَاِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ ﴿۶۸﴾ وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا وَوُضِعَ الْكِتٰبُ وَجِايْٓءَ بِالنَّبِيّٖنَ وَالشُّهَدَآءِ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۶۹﴾ وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُوَ اَعْلَمُ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ﴿۷۰﴾

صدق اللہ العظیم

اور صور میں پھونکا جائے گا تو آسمانوں اور زمینوں والے سب ہلاک ہو جائیں گے ماسوا اُن کے جن کو اللہ چاہے پھر دوبارہ صور پھونکا جائے گا تو اچانک وہ سب کھڑے ہو کر دیکھنے لگیں گے (۶۸) اور زمین اپنے رب کے نور سے چمکے گی اور کتاب رکھ دی جائے گی اور تمام نبیوں اور تمام شہداء کو لایا جائے گا اور ان کے درمیان حق سے فیصلہ کر دیا جائے گا اور ان پر کوئی ظلم نہیں کیا جائے گا (۶۹) اور ہر جان کو اس کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور اللہ ان کے سب کاموں کو خوب جاننے والا ہے (۷۰)

تفسیر

آیہ مبارکہ میں قیامت کے قریب صور پھونکے جانے کا ذکر فرمایا گیا ہے، صور پھونکے جانے پر زمین وآسمان برباد ہو جائیں گے کچھ ایسے ہوں گے جو ہلاک نہیں ہوں گے جنہیں اللہ چاہے گا۔ قیامت کے دن جو لوگ پہلے حاضر ہوں گے ان کا ذکر مختلف احادیث میں ملتا ہے۔ حضرت ابوالیسر فرماتے ہیں حضورﷺ نے فرمایا قیامت کے دن وہ شخص اللہ کے حضور حاضر ہوگا اور اللہ کے سایۂ رحمت میں ہوگا جو اپنے تنگ دست مقروض کو کھلی مہلت دے گا یا اپنے قرض کو اس پر صدقہ کر دے گا۔

ایک اور حدیث شریف میں ہے سیدنا ابوالدرداء فرماتے ہیں حضورﷺ نے فرمایا قیامت کے دن جو سب سے پہلے میرے حوض پر آئیں گے یہ وہ شخص ہوں گے جو اللہ کیلئے ایک دوسرے سے محبت کرتے تھے آیہ مبارکہ میں صور پھونکے جانے پر زمین وآسمان کے برباد ہونے کا ذکر ہے، مگر کچھ ایسے ہوں گے جو بچ جائیں گے جنہیں اللہ چاہے گا یہ کون ہوں گے؟ اس سلسلہ میں مفسرین کے کئی اقوال ہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جو صور پھونکے جانے پر فنا نہیں ہوں گے وہ جبریل، اسرافیل، میکائیل اور ملک الموت ہیں، پھر اللہ تعالیٰ دونوں نفخوں کے درمیان جو چالیس سال کی مدت ہے، اس میں ان فرشتوں کو بھی موت دے دے گا۔ ایک قول یہ ہے کہ یہ پہلے نفخے پر فنا نہ ہونے والے شہداء ہیں، ایک قول یہ ہے کہ فنا نہ ہونے والے موسیٰ علیہ السلام ہیں کہ آپ کوہِ طور پر بے ہوش ہو چکے ہیں۔

آیہ مبارکہ میں فرمایا گیا زمین اپنے رب کے نور سے چمکے گی اور کتاب رکھ دی جائے گی، یہ ایک خاص نور ہوگا جو اللہ کے حکم سے ہر شے کو روشن کر دے گا۔ تمام لوگوں کو بارگاہ قدس میں پیش کیا جائے گا ان کے اعمال کے صحیفے رکھ دیئے جائیں گے تو انبیاء علیہم السلام تشریف لائیں گے جو اپنی اُمتوں پر گواہی دیں گے اور دوسرے شہداء گواہ بھی طلب کئے جائیں گے اور عدل وانصاف سے ان کا فیصلہ کر دیا جائے گا اور کسی پر کسی قسم کا ظلم نہیں کیا جائے گا۔ گواہوں سے مراد وہ گواہ بھی ہیں جو اس بات کی شہادت دیں گے کہ

لوگوں تک اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچا دیا گیا تھا وہ گواہ بھی ہوں گے جو اعمال کی شہادت پیش کریں گے، ان گواہوں میں فرشتے بھی ہو سکتے ہیں، انسانوں کے اپنے اعضاء بھی ہو سکتے ہیں، در و دیوار اور شجر و حجر بھی ہو سکتے ہیں۔

وَصلَّی اللّٰہُ تعَالیٰ عَلیٰ حَبِیْبِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلیٰ آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ بِعَدَدِ خَلْقِہٖ

وَسِيْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى جَهَنَّمَ زُمَرًا ۭ حَتّٰٓى اِذَا جَاۗءُوْهَا فُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَآ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَتْلُوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ رَبِّكُمْ وَيُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَاۗءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ۭ قَالُوْا بَلٰى وَلٰكِنْ حَقَّتْ كَلِمَةُ الْعَذَابِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿۷۱﴾ قِيْلَ ادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ﴿۷۲﴾

صدق اللہ العظیم

اور کفار کو گروہ در گروہ جہنم کی طرف ہانکا جائے گا جب (جہنم) کے پاس آئیں گے تو جہنم کے دروازے کھول دیئے جائیں گے اور ان سے دوزخ کے پہرے دار پوچھیں گے کیا تمہارے پاس تم میں سے رسول نہیں آتے تھے تم پر تمہارے رب کی آیات پڑھتے تھے اور تمہیں آج کے دن سے ڈراتے تھے کہیں گے ہاں آتے تھے لیکن کفار پر عذاب ثبت ہو چکا تھا (۷۱) انہیں کہا جائے گا جہنم کے دروازوں سے ہمیشہ کیلئے داخل ہو جاؤ ہمیشہ اس میں رہو گے کتنا برا ٹھکانہ ہے مغروروں کا (۷۲)

تفسیر

اس آیہ مبارکہ میں کفار کے عذاب کی کیفیت بیان فرمائی گئی کہ کفار کو کس طرح رُسوائی اور ذلت سے جہنم کی طرف لے جایا جائے گا، اُنہیں ہانک کر دوزخ کی طرف لیجایا جائے گا کفار کے گروہوں کو دھکے دے کر چلایا جائے گا اور دوزخ تک پہنچایا جائے گا حتی کہ جب وہ جہنم کے کنارے پہنچ جائیں گے تو جہنم

کے دروازے کھول دیئے جائیں گے۔اس سے پتہ چلتا ہے ان کے جانے سے پہلے جہنم کے دروازے بند ہوں گے،اب جہنم کے محافظ فرشتے انہیں کہیں گے کیا تمہارے پاس رسول نہیں آئے تھے،تو محافظ فرشتے رسولوں کی بات کریں گے جس سے پتہ چلتا ہے رسول کے آنے سے پہلے بندہ کسی قسم کا مکلّف نہیں ہوتا ورنہ فرشتے شروع میں ہی پوچھتے تم نے خدا کو ایک کیوں نہیں مانا تھا؟ تم قیامت کا انکار کیوں کرتے تھے؟

اس آیہ پاک میں رسول کی عظمت و مرتبت کا بھی پتہ چلتا ہے کہ رسول کی گستاخی اس کا انکار بندے کو جہنم میں لے جاتا ہے اور رسول کی اطاعت اس پر ایمان بندے کو جنت کا حقدار بنا دیتا ہے،کفار کہیں گے کیوں نہیں رسول تو آئے تھے مگر عذاب کا حکم کفار پر ثابت ہوگیا،اب کہا جائے گا جاؤ جہنم میں داخل ہو جاؤ، اس میں تمہیں ہمیشہ رہنا ہوگا اور جہنم متکبروں کا برا ٹھکانا ہے۔

وَصلَّى اللّٰـهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

وَسِيْقَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ اِلَى
الْجَنَّةِ زُمَرًا ۗ حَتّٰٓى اِذَا جَاۗءُوْهَا وَفُتِحَتْ
اَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلٰمٌ
عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِيْنَ ﴿۷۳﴾
وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ صَدَقَنَا وَعْدَهٗ
وَاَوْرَثَنَا الْاَرْضَ نَتَبَوَّاُ مِنَ الْجَنَّةِ
حَيْثُ نَشَاۗءُ ۚ فَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ﴿۷۴﴾
وَتَرَى الْمَلٰۗىِٕكَةَ حَاۗفِّيْنَ مِنْ حَوْلِ

اور ڈرنے والوں کو گروہ در گروہ جنت کی طرف روانہ کیا جائے گا جب وہ جنت پر پہنچیں گے اور اس کے دروازے کھول دیئے جائیں گے تو جنت کے محافظ ان سے کہیں گے تم پر سلام ہو تم پاک اور صاف ہو تم اس جنت میں ہمیشہ رہنے کیلئے داخل ہو جاؤ اور وہ کہیں گے تمام تعریفیں اللہ کیلئے ہیں جس نے ہم سے کیا ہوا وعدہ سچا کر دیا اور ہمیں اس زمین کا وارث بنا دیا ہم جہاں چاہیں جنت میں رہتے ہیں (۷۳) نیک عمل کرنے والوں کیلئے کیا ہی اچھا اجر ہے (۷۴)

الْعَرْشِ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ ۚ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَقِيلَ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ ﴿٧٥﴾

صدق اللہ العظیم

اے محبوب! آپ فرشتوں کو دیکھیں گے عرش کے گرد حلقہ بنائے ہوئے اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کر رہے ہیں ان کے درمیان حق سے فیصلہ کر دیا جائے گا اور یہ کہا جائے گا تمام تعریفیں اللہ کیلئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے(۷۵)

تفسیر

پچھلی آیہ مبارکہ میں کفار کے رُسوائی اور ذلت کے ساتھ دوزخ میں جانے کا ذکر تھا۔اس آیہ مبارکہ میں ایمانداروں کے عزت ووقار کے ساتھ جنت میں جانے کا ذکر ہے، جب خدا سے ڈرنے والوں کو گروہ درگروہ جنت میں لے جایا جائے گا یہ لوگ خوش نصیب ہوں گے جنہیں فرشتے عزت واحترام کے ساتھ لے جائیں گے جب وہاں پہنچیں گے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جائیں گے اور جنت کے محافظ اُنہیں کہیں گے تم پر سلام ہو،تم اچھے رہے ہمیشہ ہمیشہ کیلئے جنت میں رہو۔ یہ خوش نصیب جنتی کہیں گے اللہ کا شکر ہے جس نے ہمارے ساتھ کیا گیا وعدہ پورا کیا اور ہمیں اس پاک سرزمین کا وارث بنایا، اب ہم جہاں چاہیں ٹھہریں گے اچھے کام کرنے والوں کا کتنا اچھا اجر ہے، جنت میں سب سے پہلے کون داخل ہوگا؟ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، حضورﷺ نے فرمایا قیامت کے دن میں جنت کے دروازے پر ہوں گا اور اُسے کھولنے کیلئے کہوں گا تو جنت کا محافظ پوچھے گا، آپ کون ہیں؟ میں اپنا نام بتاؤں گا تو وہ کہے گا مجھے آپ کے متعلق ہی حکم دیا گیا ہے کہ آپ سے پہلے کسی کیلئے جنت کا دروازہ نہ کھولوں۔

اگلی آیہ مبارکہ میں فرمایا جارہا ہے محبوب! آپ دیکھیں گے کہ فرشتے حلقہ باندھے عرش کے اردگرد اپنے رب کی تسبیح پڑھ رہے ہیں ان کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کردیا گیا اس وقت کائنات کی ہر شے اللہ

رب العالمین کی حمد کرے گی۔ پچھلی آیہ پاک میں مومنین کے ثواب کا ذکر تھا، اس آیہ پاک میں فرشتوں کے درجات کا ذکر ہے جیسے مومنین کا اعلیٰ مقام جنت ہے اسی طرح فرشتوں کا اعلیٰ مقام عرش ہے اور فرشتے عرش کے گرد اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے رہتے ہیں۔

آیہ پاک میں جو فرمایا گیا ان کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کر دیا جائے گا، اس کا ایک معنیٰ تو واضح ہے کہ انسانوں کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کر دیا جائے گا، کفار دوزخ میں جائیں گے ایماندار جنت میں رہیں گے۔ امام رازی نے یہ معنیٰ بھی کیا ہے اس سے مراد فرشتوں کے درمیان فیصلہ ہے وہ اس فیصلہ پر اللہ کا شکر ادا کریں گے۔

وَصلَّى اللّٰـهُ تَعَالىٰ عَلىٰ حَبِيبِـهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلىٰ آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

سورۃ المؤمن

اس مبارک سورۃ کا نام ''المؤمن '' ہے،اس سورت کی ایک آیہ میں لفظ مومن آتا ہے جس کے سبب اس کا نام المومن ہوا۔آیہ یہ ہے'' وقال رجل مؤمن ''اس پاک سورۃ کا آغاز حم سے ہے ایسے ہی کئی سورتیں اور ہیں جن کا آغاز حم سے ہے جیسے السجدہ ، الشوریٰ، الزخرف ، الدخان ، الجاثیہ ، الاحقاف ۔ان کے آغاز میں بھی حم ہے۔اس سورۂ پاک کی پہلی سورت الزمر سے مناسبت یہ ہے اس سورۂ پاک کے آغاز میں قیامت حشر نشر کفار کے عذاب اور مومنین کی جزا کا ذکر ہے ایسے ہی سورۂ زمر کے آخر میں بھی یہی عنوانات ہیں۔اس سورۂ پاک میں عقیدہ توحید کا وضاحت سے ذکر فرمایا گیا ہے اور توحید کے منکر کو عذاب کی وعید سنائی گئی ہے جو لوگ فرشتوں کی شفاعت کا عقیدہ رکھتے تھے ان کا رد فرمایا گیا ہے۔پہلی قوموں کا ذکر ہے جنہوں نے انبیاء کی تکذیب کی اور عذاب میں مبتلا ہوئے۔قریش کو تنبیہ کی گئی ہے اگر تم نے کسی پہلی قوموں والا انداز رکھا تو تم بھی برباد ہو جاؤ گے۔حضورﷺ سے فرمایا گیا ہے محبوب تبلیغ اسلام کے سلسلہ میں آپ آنے والی مشکلات کو حوصلہ،صبر،ہمت سے برداشت کریں آخرکار کامیابی آپ کو ہی ہوگی۔

اس سورۂ پاک میں یہ بھی فرمایا گیا اے محبوب کریم!اگر کفار و مشرکین میری توحید کے قائل نہیں اور مجھے اپنا رب تسلیم نہیں کرتے تو کیا ہے بے شمار نوری مخلوق فرشتے میری حمد و ثناء میں لگے رہتے ہیں اور وہ فرشتے ایمانداروں کیلئے مجھ سے مغفرت بخشش طلب کرتے رہتے ہیں۔اس سورۂ پاک میں جب فرعونی قوم نے موسیٰ علیہ السلام کے خلاف فرعون کو بھڑکایا اور قتل کا منصوبہ بنایا تو اللہ تعالیٰ نے اسی قوم سے ایک مرد مومن کو موسیٰ علیہ السلام کی صفائی حمایت کیلئے بھیج دیا جس کی وضاحت سے فرعون لاجواب ہوا اور موسیٰ علیہ السلام کے خلاف فرعون کو بھڑکانے والے خاموش ہو گئے اس سے پتہ چلتا ہے جب حق گوئی ہوتی ہے تو باطل مرعوب ہو جاتا ہے۔اس سورۂ پاک میں قیامت کے دن کفار و مشرکین کے انجام کا بھی ذکر فرمایا گیا ہے اس سورۂ پاک میں ایک ایسے گروہ کو بھی جھنجھوڑا گیا ہے جو حق کو دیکھ کر خاموشی اختیار کرتے تھے، کفار کی

زیادتیاں دیکھ کر بھی نہ بولتے تھے حالانکہ جان چکے تھے کہ حق حضورﷺ کے ساتھ ہے کفار کا وہ جھگڑا جو حضور علیہ السلام سے جاری تھا اس پر مخالفین کو تنبیہہ کی گئی ہے کہ اللہ کی آیات کے مقابلہ میں جھگڑے سے باز آجاؤ ورنہ پہلی قوموں کی طرح برباد ہو جاؤ گے اور پھر پچھتاؤ گے مگر اس وقت پچھتانا مفید نہ ہوگا۔

وَصلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلىٰ حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلىٰ آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

سُوْرَةُ الْمُؤْمِنِ مَكِّيَّةٌ ۴۰ — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ — اٰيَاتُهَا ۸۵ رُكُوْعَاتُهَا ۹

اللہ کے نام سے جو نہایت رحم فرمانے والا بہت مہربان ہے

حٰمٓ ۝۱ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ۝۲ غَافِرِ الذَّنْۢبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِيْدِ الْعِقَابِ ذِي الطَّوْلِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ۝۳ مَا يُجَادِلُ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ اِلَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَلَا يَغْرُرْكَ تَقَلُّبُهُمْ فِي الْبِلَادِ ۝۴ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّالْاَحْزَابُ مِنْۢ بَعْدِهِمْ وَهَمَّتْ كُلُّ اُمَّةٍۢ بِرَسُوْلِهِمْ لِيَاْخُذُوْهُ وَجٰدَلُوْا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوْا بِهِ الْحَقَّ فَاَخَذْتُهُمْ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ ۝۵

صدق اللہ العظیم

حامیم (۱) اس کتاب کو نازل کرنا اللہ کی طرف سے ہے جو بہت غلبے والا اور علم والا ہے (۲) گناہوں کو بخشنے والا اور توبہ قبول کرنے والا بہت سخت عذاب دینے والا صاحب فضل ہے اس کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں اسی کی طرف سب کو لوٹنا ہے (۳) اللہ کی آیتوں میں صرف کفار جھگڑتے ہیں (۴) (اے مخاطب) شہروں میں ان کے چلنے پھرنے سے تم دھوکے میں نہ آنا ان سے پہلے بھی نوح کی قوم نے اور ان کے بعد دوسرے گروہوں نے تکذیب کی تھی اور ہر اُمت نے اپنے رسول پر قابو پانے کا ارادہ کیا اور باطل باتوں سے جھگڑا کیا تھا تاکہ

وہ اس کے ذریعہ حق کو مغلوب کر دیں، پس میں
نے ان کو پکڑ میں لے لیا تو کیسا تھا عذاب (۵)

تفسیر

حامیم کے بارہ میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کا نظریہ ہے کہ یہ قرآن مجید کا نام ہے۔حضرت ابن عباس فرماتے ہیں یہ اللہ تعالیٰ کے مبارک ناموں سے ایک نام ہے۔حم سے اللہ کی حمایت کی طرف اشارہ ہے، اللہ کی حمایت کی وجہ سے دشمنوں کی مدد نہیں کی جائے گی۔حٰم ،حروف مقطعات میں سے ہے پہلے وضاحت ہو چکی ہے۔حروف مقطعات اللہ اور اس کے رسول کے درمیان راز ہیں۔حضرت عکرمہ فرماتے ہیں حٰم رب قدوس کے خزانوں کی چابیاں ہیں۔علامہ اسماعیل حقی فرماتے ہیں یہ اسم الٰہی ہے اور اگر کوئی شخص اسم الٰہی کا وظیفہ کرتا ہے تو اُس کی روح اور اس اسم میں خاص ربط پیدا ہو جاتا ہے جو بندے کو خدا کا قرب بخش دیتا ہے اور بندے سے انوار الٰہی کا ظہور ہونے لگتا ہے۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا شروع دن میں آیۃ الکرسی اور سورۂ مومن کی ابتدائی تین آیتیں (حم سے الیہ المصیر) تک پڑھ لیں تو بندہ اس دن ہر برائی تکلیف سے محفوظ رہے گا۔ایک اور حدیث شریف میں جسے امام ترمذی نے روایت کیا ہے حضور ﷺ نے فرمایا اگر تم پر حملہ ہو تو حم لاینصرون تک پڑھ لینا تو دشمن کامیاب نہ ہو گا۔

اس آیہ مبارکہ کے اُترنے کا سبب یہ بنا، کفار و مشرکین نے جب اسلام کے خلاف طوفان بدتمیزی برپا کیا اور طرح طرح کے الزام شروع کیے تو یہ آیہ پاک نازل ہوئی جس میں فرمایا گیا جس اسلام، کتاب پر الزام لگا رہے ہو یہ کسی انسان کی تصنیف نہیں خدائے قدوس کا کلام ہے جو غالب ہے جو علیم ہے اس پر کوئی شے مخفی نہیں وہ گناہوں کو بخشنے والا ہے وہ توبہ کو قبول کرنے والا ہے وہ سخت گرفت والا ہے وہ فضل و کرم والا ہے اس کے سوا کوئی دوسرا قابل پرستش نہیں یہ کتاب اتارنے والے اللہ کی چھ صفات عظیمہ کا ذکر ہے جو ان صفات کا مالک ہے وہی عبادت کے لائق ہے اس کے سوا نہ کوئی ان صفات کا مالک ہے نہ کوئی عبادت کے

لائق ہے اسی کی طرف سب نے لوٹ کر جانا ہے۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ایک شامی دوست تھا وہاں سے ایک شخص آیا آپ نے اس سے اپنے شامی دوست کی خیریت پوچھی اُس نے بتایا حضرت وہ تو گمراہ ہو چکا ہے، شراب نوشی کا عادی بن گیا ہے گناہوں میں مصروف رہتا ہے آپ نے اس کی طرف خط لکھا جس میں اُسے گناہوں سے توبہ کا درس دیا اور اللہ رب العزۃ کی ان صفات کا ذکر کیا کہ وہ گناہوں کو بخشتا ہے توبہ قبول کرتا ہے سخت گرفت والا ہے، بڑے فضل وکرم کا مالک ہے یہ خط اسی شامی بندے کو دیا اور کہا میرے دوست کو دے دیں جب یہ خط فاروق اعظم کے دوست کے پاس پہنچا اور اس نے پڑھا تو وہ عجز وانکساری سے بے حد رویا، گناہوں کی معافی مانگی اور اپنے جرائم سے توبہ کی جب فاروق اعظم کو اس کی توبہ کا پتہ چلا تو آپ نے فرمایا اپنے دوستوں کو سمجھانے، سیدھی راہ پر لانے اور توبہ کرانے کیلئے کوشش کرنی چاہئے۔

اگلی آیہ پاک ''مایجادل فی آیات اللّٰہ'' میں قرآن پاک میں جھگڑا کرنے کو کفر فرمایا گیا، حدیث شریف میں ہے حضور ﷺ نے دو شخصوں کی آواز سنی جو کسی آیت میں جھگڑ رہے تھے آپ ناراض ہوئے چہرہ مبارک سرخ ہو گیا اور فرمایا تم سے پہلی اُمتیں اسی سے ہلاک ہوئیں کہ اللہ کی کتاب میں جھگڑا کرنے لگی تھیں۔ کفار ومشرکین اپنے مالدار ہونے، عزت وقار سے زندگی گزارنے پر کہتے تھے اگر خدا ہم پر ناراض ہوتا تو ہمیں یہ عزت کیوں ملتی تو ارشاد نازل ہوا وہ لوگ شہروں میں گھومنے پھرنے، تجارت کے کامیاب ہونے پر غرور نہ کریں یہ اللہ کی مصلحت ہے انہیں چند روزہ مہلت ہے، اس مہلت کے بعد ان پر عذاب آنے والا ہے اس کی ابتداء غزوۂ بدر سے ہوئی اور فتح مکہ تک اس کا پوری طرح ظہور ہو گیا، ان سے پہلے ہی بدبخت لوگوں کا یہ معاملہ بھی رہا، انہوں نے اپنے رسولوں کو جھٹلایا اُن سے جھگڑا کیا، وہ ایسا کرنے سے چاہتے تھے کہ رسول ناکام ہو جائیں لیکن ہمارے عذاب نے انہیں گھیر لیا اور برباد ہو گئے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

وَ كَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ ﴿۶﴾ اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَ مَنْ حَوْلَهٗ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَ يَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَّ عِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِيْنَ تَابُوْا وَ اتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ وَ قِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ﴿۷﴾ رَبَّنَا وَ اَدْخِلْهُمْ جَنّٰتِ عَدْنِ ِۨالَّتِيْ وَعَدْتَّهُمْ وَ مَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَ اَزْوَاجِهِمْ وَ ذُرِّيّٰتِهِمْ ؕ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۸﴾

صدق اللہ العظیم

اور اسی طرح اللہ کا فیصلہ کفار پر لازم ہو گیا کہ وہ دوزخی ہیں (۶) جو فرشتے عرش اٹھائے ہوئے ہیں اور جو عرش کے ارد گرد ہیں وہ اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کرتے ہیں اور اس پر ایمان رکھتے ہیں اور ایمانداروں کیلئے استغفار کرتے ہیں (اور کہتے ہیں) اے ہمارے رب تو اپنی رحمت اور علم کے ساتھ ہر شے کو گھیرے ہوئے ہے پس انہیں بخش دے جنہوں نے توبہ کی ہے اور تیرے راستہ کی پیروی کی ہے اور انہیں جہنم کے عذاب سے بچالے (۷) اے ہمارے رب انہیں عدن کے باغات میں داخل فرما جو تو نے ان کے والدین اور ان کی بیویوں اور اولاد سے وعدہ فرمایا ہے بیشک تو ہی غالب ہے اور حکمت والا ہے (۸)

تفسیر

اس آیہ مبارکہ میں کفار کیلئے عذاب کا ذکر فرمایا گیا ہے کہ کفار پر صرف دنیا میں ہی نہیں بلکہ اس کا حتمی فیصلہ ہے جو کفر پر مرے گا وہ ہمیشہ ہمیشہ کیلئے جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ اس سے پچھلی آیہ مبارکہ میں کفار کی سرکشی کا ذکر تھا کہ وہ ایمانداروں کو کس قدر تنگ کرتے ہیں ان پر زیادتیاں کرتے ''الذین یحملون العرش'' سے پوری آیہ مبارکہ میں ایمانداروں کو حوصلہ ہمت دی جارہی ہے کہ کفار تمہیں تنگ کرتے ہیں۔ مشکلات

میں پھنساتے ہیں تو پریشان نہ ہوں بدمعاش لوگ ایسا کرتے ہیں تو کیا ہوا تمہیں اللہ کے جلیل القدر فرشتے جو عرش اٹھائے ہوئے اپنے رب کی تسبیح میں مصروف رہتے ہیں اور ایمان رکھتے ہیں وہ ایمانداروں کیلئے دعائیں کرتے ہیں اور کہتے ہیں اے ہمارے رب! تو ہر شے کو رحمت اور علم سے گھیرے ہوئے ہے جن لوگوں نے توبہ کر لی ہے اور تیری راہ پر چلے ہیں انہیں جہنم سے بچالے یہ تسبیح پڑھنے والے فرشتوں کے حیاء ادب کا یہ عالم ہے کہ ہمیشہ سر جھکاتے رہتے ہیں آنکھ اوپر نہیں اُٹھاتے جلال الٰہی سے ہر لحہ ڈرتے ہیں جو تسبیح پڑھتے ہیں وہ یہ ہے "سبحان ذی العزة والجبروت سبحان ذی الملك والملكوت سبحان الحی الذی لا یموت سبوح قدوس رب الملائكة والروح" اللہ تعالیٰ نے تمام فرشتوں کو حکم دیا ہے کہ وہ حاملین عرش کو سلام کیا کریں اور ایک قول یہ ہے کہ عرش کے گرد ستر ہزار فرشتے صفیں باندھیں ہیں جو تسبیح پڑھ رہے ہیں لا اله الا الله الله اكبر۔

اس تسبیح کے ساتھ یہ فرشتے ایمانداروں کیلئے دعا مغفرت بھی کرتے ہیں صرف یہی نہیں کہ ایمانداروں کیلئے دعا کرتے ہیں بلکہ یہ بھی کہتے ہیں، اللہ ایمانداروں کے ماں باپ اور اور بیویوں کو بھی بخش دے۔ سعید بن جبیر سے روایت ہے مومن جب جنت میں داخل ہوگا تو پوچھے گا میرے ماں باپ کدھر ہیں اُسے جواب دیا جائے، انہوں نے تیری طرح اچھے کام نہیں کئے تھے، اس لئے یہاں نہیں ہیں تو وہ جنتی کہے گا میں تو اپنے لئے اپنے ماں باپ اولاد کیلئے نیک کام کیا کرتا تھا پھر کہا جائے گا اس کے ماں باپ اولاد کو بھی جنت میں داخل کرو۔

وَصلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلىٰ حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلىٰ آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

وَقِهِمُ السَّيِّاٰتِ ۭ وَمَنْ تَقِ السَّيِّاٰتِ
يَوْمَىٕذٍ فَقَدْ رَحِمْتَهٗ ۭ وَذٰلِكَ هُوَ
الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝۹ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
يُنَادَوْنَ لَمَقْتُ اللّٰهِ اَكْبَرُ مِنْ
مَّقْتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ اِذْ تُدْعَوْنَ اِلَى
الْاِيْمَانِ فَتَكْفُرُوْنَ ۝۱۰ قَالُوْا رَبَّنَآ اَمَتَّنَا
اثْنَتَيْنِ وَاَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ فَاعْتَرَفْنَا
بِذُنُوْبِنَا فَهَلْ اِلٰى خُرُوْجٍ مِّنْ سَبِيْلٍ ۝۱۱
ذٰلِكُمْ بِاَنَّهٗٓ اِذَا دُعِيَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ كَفَرْتُمْ ۚ
وَاِنْ يُّشْرَكْ بِهٖ تُؤْمِنُوْا ۭ فَالْحُكْمُ لِلّٰهِ
الْعَلِيِّ الْكَبِيْرِ ۝۱۲

صدق اللہ العظیم

اور انہیں سزاؤں سے بچالے اور جس کو تو نے اس دن سزاؤں سے بچالیا تو بڑی رحمت فرمائی اور یہی بہت بڑی کامیابی ہے(۹) بے شک جن لوگوں نے کفر کیا اُنہیں ندا دی جائے گی کہ اللہ تعالیٰ کی بیزاری تم سے بہت زیادہ ہے اس بیزاری سے جو تمہیں اپنے آپ سے ہے جب تم ایمان کی طرف بلائے جاتے تو کفر کیا کرتے تھے(۱۰) اور کہیں گے اے اللہ! تو نے ہمیں دو مرتبہ موت دی اور دو مرتبہ زندہ کیا پس ہم اپنے گناہوں کا اقرار کرتے ہیں کیا یہاں سے نکلنے کی بھی کوئی صورت ہے (۱۱) اس کا سبب یہ تھا کہ جب اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک پکارا جاتا تھا تو تم انکار کردیتے اور اگر کسی کو اس کا شریک بنایا جاتا تو تم مان لیتے پس حکم کا اختیار اللہ کیلئے ہے جو برتر و بزرگ ہے(۱۲)

تفسیر

اس آیہ مبارکہ میں فرشتوں کی ایک اور دعا کا ذکر فرمایا گیا ہے، فرشتے بارگاہِ قدس میں عرض کریں گے اللہ ہمارے ماں باپ، بیویوں اولاد کو سزاؤں سے بھی بچالے اور جس کو آج کے دن تو سزاؤں سے بچا لے گا اس پر تیری بڑی رحمت ہوگی اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔ اس کا ایک معنیٰ یہ بھی کیا گیا ہے اللہ اس

دنیا میں جس کو تو نے گناہوں سے محفوظ رکھا اس پر تیری بڑی رحمت ہوگی اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے اس کا ایک معنیٰ یہ بھی کیا گیا ہے اللہ اس دنیا میں جس کو تو نے گناہوں سے محفوظ رکھا اس پر تو نے بڑا احسان فرمایا، فرشتوں کی یہ دعائیں ہمارے حق میں کیوں ہیں اس کی وجہ وہ دولت ایمان ہے جو ایمانداروں کے سینوں میں محفوظ ہے۔

اگلی آیہ مبارکہ'' ان الذین کفروا ''میں قیامت کے دن کفار کی حالت کا ذکر فرمایا جا رہا ہے جب انہیں دوزخ میں ڈالا جائے گا اور انہیں اپنے کئے گئے جرموں کا احساس ہوگا۔اس صورت حال میں وہ اپنے آپ کو نفرت سے دیکھیں گے اور اپنی ضد پر شرم کریں گے،فرشتے ان کی یہ حالت دیکھ کر کہیں گے آج تم اپنے کردار پر پیچ وتاب کھا رہے ہو،افسوس کر رہے ہو جس کا کوئی فائدہ نہیں وقت گزر گیا ہے اُس وقت کو یاد کرو جب تم اللہ کے رسولوں کی مخالفت کرتے تھے،ان کا مذاق اُڑاتے تھے طنز کرتے تھے اس وقت تمہاری ان حرکات پر اللہ تعالیٰ کو بہت غصہ آتا تھا وہ ساری باتیں تم بھول چکے ہو، کفار کہیں گے اے اللہ تو نے ہمیں دومرتبہ مارا اور دومرتبہ زندہ کیا،اب ہم اپنے گناہوں کا اقرار کر رہے ہیں کیا اب یہاں سے بچ نکلنے کی کوئی صورت ہے۔دومرتبہ موت اور دومرتبہ زندگی کا عنوان اس آیہ مبارکہ سے ملتا ہے'' کنتم امواتا فاحیاکم ثم یمیتکم ثم یحییکم ''تم مردہ تھے تمہیں زندہ کیا تمہیں پھر مارے گا پھر زندہ کرے گا کفار کو جواب دیا جائے گا کہ تم آج بچ نکلنے کی صورتیں تلاش کرتے ہو،تمہیں پتہ ہے یہ سزا دی کیوں جا رہی ہے؟ اس لئے کہ جب اللہ کو ایک وحدہٗ لاشریک پکارا جاتا تھا تم انکار کر دیتے تھے،اگر اس کے ساتھ کسی کو شریک کیا جاتا تھا تو خوشی خوشی مان جاتے تھے،اب تمہارے سلسلہ میں مکمل اختیار اللہ کیلئے ہے جو بلند و بالا ہے عظیم ہے وہ تمہارے معبودان باطل آج کسی قسم کا اختیار نہیں رکھتے۔اس کے فیصلہ کو ردّ و بدل کی قوت نہیں رکھتے،آج تمہاری بخشش نہیں کہ تم ایمان ہی نہیں لاتے تھے۔

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ بِعَدَدِ خَلْقِہٖ

هُوَ الَّذِيْ يُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ وَيُنَزِّلُ لَكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ رِزْقًا ؕ وَمَا يَتَذَكَّرُ اِلَّا مَنْ يُّنِيْبُ ﴿۱۳﴾ فَادْعُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۱۴﴾ رَفِيْعُ الدَّرَجٰتِ ذُو الْعَرْشِ ۚ يُلْقِي الرُّوْحَ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ لِيُنْذِرَ يَوْمَ التَّلَاقِ ﴿۱۵﴾ يَوْمَ هُمْ بٰرِزُوْنَ ۚ لَا يَخْفٰى عَلَى اللّٰهِ مِنْهُمْ شَيْءٌ ؕ لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ؕ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ﴿۱۶﴾

صدق اللہ العظیم

وہی تم کو اپنی نشانیاں دکھاتا ہے اور تمہارے لئے آسمان سے رزق نازل فرماتا ہے اور صرف وہی لوگ نصیحت حاصل کرتے ہیں جو اللہ کی طرف رجوع کرنے والے ہیں (۱۳) اللہ کی عبادت کرو اخلاص کے ساتھ اس کی اطاعت کرتے ہوئے اگرچہ کفار برا منائیں (۱۴) وہ بلند درجات عطا فرمانے والا عرش کا مالک ہے وہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے اپنے حکم سے وحی نازل فرماتا ہے تاکہ وہ ملاقات کے دن سے ڈرائے جس دن سب لوگ ظاہر ہوں گے (۱۵) ان کی کوئی چیز اللہ سے چھپی ہوئی نہیں ہوگی آج کس کی بادشاہی ہے صرف اللہ کی، جو واحد سب پر غالب ہے (۱۶)

تفسیر

اس آیہ مبارکہ میں رب قدوس جل مجدہٗ اپنی قدرت کاملہ کی نشانیوں کا ذکر فرماتا ہے کہ اللہ تمہیں ایسی نشانیاں دکھاتا ہے جن پر غور کرنے کے بعد اس کی توحید پر یقین ہوتا ہے، ایک نشانی کا ذکر اس طرح فرمایا ہے کہ وہ اللہ تمہارے لیے آسمان سے رزق اُتارتا ہے، یہاں رزق سے مراد بارش ہے کہ بارش کے ذریعہ سے کھیتیاں باغات، سبزیاں، کھانے پینے کی اشیاء پیدا ہوتی ہیں۔ اس کی ایسی نشانیوں پر غور وخوض تو وہی کر سکے گا جو اللہ کی طرف رجوع کرنے والا ہے ان نشانیوں سے فائدہ وہی اٹھا سکتا ہے جو اللہ کی عبادت

اخلاص سے بجالاتا ہے اگرچہ اس کے اس عمل کو کفار پسند نہ کریں مشرکین کی بربادی تم نے دیکھ لی ہے اُن جیسی غلطی نہ کر بیٹھنا اپنے عقیدہ میں شرک کی ملاوٹ قطعی نہ کرنا، کفار کی برہمی ناراضگی کی قطعی پرواہ نہ کرنا، اگر تم نے بھی کفار و مشرکین کی راہ اختیار کی تو تمہارا انجام بھی وہی ہوگا۔

''رفیع الدرجات'' کے ارشاد میں رب قدوس جل مجدہٗ کی مزید تین نشانیوں کا ذکر ہے، پہلی نشانی یہ فرمائی کہ وہ اپنی مخلوق میں مراتب اور درجات کو بلند فرماتا ہے ایک معنی یہ بھی کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات بہت بلند و بالا ہے۔ کائنات کی کوئی شے اس کا مقابلہ نہیں کرسکتی۔ دوسری نشانی یہ ذکر فرمائی گئی ہے کہ وہ عرش کا مالک ہے کائنات کی ہر شے اس کے قبضۂ قدرت میں ہے۔ صحت، بیماری، موت و حیات، عزت و ذلت یہ سب کچھ اس کی شان ربوبیت کو کسی نہ کسی انداز میں نمایاں کررہی ہیں۔

اس آیہ مبارکہ میں تیسری نشانی کا ذکر اس طرح فرمایا گیا ہے جس طرح آسمان سے پانی اُتارتا ہے اور زمین میں گھاس، سبزہ، باغات پیدا ہوئے ہیں ایسے ہی اللہ وحی کے ذریعہ انسان کی اخلاقی برتری ترقی، روحانیت کیلئے وحی نازل فرماتا ہے۔ آیہ مبارکہ میں یہاں روح سے مراد وحیِ الٰہی ہے اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے نازل فرماتا ہے تاکہ ملاقات کے دن سے ڈرائے۔ اس دن لوگ اپنی اپنی قبروں سے نکل کر اللہ کے حضور حاضر ہوں گے اور ان کا کوئی عمل اللہ سے مخفی نہیں ہوگا، دنیا میں سرکشی اور تکبر اور غرور سے زندگی گزارنے والے بھی بے کس پریشان ہوں گے آج کا دن اسی کا دن ہوگا۔

''بارزون'' کا ایک معنیٰ یہ بھی کیا گیا ہے کہ لوگ قبروں سے اُٹھیں گے تو بے پردہ ہوں گے جیسے بخاری شریف میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ملتی ہے کہ لوگ بے لباس اُٹھیں گے، حضور ﷺ سے عرض کی یارسول اللہ جب مرد عورت بے لباس اُٹھیں گے تو ایک دوسرے کو دیکھیں گے فرمایا عائشہ! اس دن معاملہ اس سے بہت زیادہ سخت ہوگا ان کو ایسا خیال بھی نہیں آئے گا۔ ''بارزون'' کا معنی یہ بھی کیا گیا ہے تمام اعمال ظاہر ہوں گے قیامت کے دن اللہ خود فرمائے گا کہاں ہیں جبار کہاں ہیں سرکش کہاں ہیں متکبر۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

اَلْيَوْمَ تُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍۢ بِمَا كَسَبَتْ ؕ لَا ظُلْمَ الْيَوْمَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۱۷﴾ وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْاٰزِفَةِ اِذِ الْقُلُوْبُ لَدَى الْحَنَاجِرِ كٰظِمِيْنَ ؕ مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ حَمِيْمٍ وَّلَا شَفِيْعٍ يُّطَاعُ ﴿۱۸﴾ يَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِى الصُّدُوْرُ ﴿۱۹﴾ وَاللّٰهُ يَقْضِىْ بِالْحَقِّ ؕ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَقْضُوْنَ بِشَىْءٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ﴿۲۰﴾

آج ہر شخص کو اس کی کمائی کا صلہ دیا جائے گا آج کوئی ظلم نہیں ہوگا بے شک اللہ بہت جلد حساب لینے والا ہے (۱۷) اور آپ اُن کو قریب آنے والے دن سے ڈرایئے جب دل مونہوں کو آجائیں گے لوگ غم کے گھونٹ بھرے ہوئے خاموش ہوں گے (۱۸) ظالموں کا نہ کوئی دوست ہوگا نہ ایسا سفارشی جس کی سفارش قبول کی جائے ، خیانت کرنے والی آنکھوں کو اور سینہ میں چھپی ہوئی باتوں کو اللہ خوب جانتا ہے (۱۹) اور اللہ ہی حق کے ساتھ فیصلہ فرماتا ہے اور اللہ کو چھوڑ کر یہ جن کی پرستش کرتے ہیں وہ کسی چیز کا فیصلہ نہیں کر سکتے بے شک اللہ بہت سننے والا اور خوب دیکھنے والا ہے (۲۰)

صدق اللہ العظیم

تفسیر

پچھلی آیہ مبارکہ میں ذکر تھا کہ قیامت کا دن اللہ واحد قہار کا دن ہے اس آیہ مبارکہ میں اس دن کی ایک کیفیت کو بیان فرمایا گیا ہے کہ ہر شخص کو اس کے کیے کا صلہ دیا جائے گا اور کسی پر قطعی طور پر ظلم نہیں ہوگا، ظلم نہ ہونے کی کئی صورتیں ہیں کہ بندہ ثواب کا حقدار تھا مگر اُسے ثواب دیا نہ گیا ایسے نہیں ہوگا۔ یہ بھی ایک حالت ہے کہ بندے کو اس کا حق پورا نہ دیا جائے ایسا بھی نہیں ہوگا۔ ظلم کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ اس کے جرم سے زیادہ سزا دی جائے ایسا بھی نہیں ہوگا۔

اگلی آیہ پاک میں فرمایا قریب آنے والے دن سے ڈرایئے، یہ دن قیامت کا ہے جو بہت قریب ہے جیسے قرآن کریم نے اس قرب کو اس طرح بیان فرمایا ہے ’’اقتربت الساعۃ‘‘ قیامت قریب آ گئی معنی یہ ہوگا کفار کے جہنم میں جانے کا وقت قریب آ گیا ہے، یہ معنی بھی کیا گیا ہے کہ موت کا وقت قریب ہے کہ کفار جب موت کے فرشتوں کو دیکھیں گے تو ان کے دل حلق میں آ جائیں گے اور شدت خوف کی وجہ سے وہ بالکل خاموش ہوں گے، زبانیں گنگ ہو جائیں گی بعض لوگوں کو ’’ما للظلمین من حمیم‘‘ کے ارشاد سے غلط فہمی ہوگئی کہ قیامت کو ظالموں کا کوئی مددگار نہ ہوگا اور نہ ایسا سفارشی جس کی سفارش قبول ہو۔ اس آیہ کریمہ کا تعلق کفار و مشرکین کے متعلق ہے یعنی کفار اور مشرکین کا کوئی سفارشی نہ ہوگا وہ لوگ جن کی مغفرت ممکن ہوگی ان کی سفارش ہوگی، صغیرہ کبیرہ گناہ شرک سے کم گناہ ہیں لہذا ان کی سفارش ہوگی۔

اگلی آیہ پاک میں آنکھوں کی خیانت اور دل کی چھپی باتوں کے متعلق فرمایا کوئی کسی قسم کی برائی گناہ ظاہری اعضاء سے ہو یا وہ بات سینہ میں چھپی ہوئی ہو وہ سب باتیں اللہ جانتا ہے۔ آیہ کریمہ کے آخری حصہ میں فرمایا گیا اللہ ہی حق کے ساتھ فیصلہ فرماتا ہے۔ اللہ کے بغیر کوئی معبود باطل کسی چیز کا فیصلہ نہیں کر سکتا ہے۔ اس ارشاد میں بھی واضح اشارہ دیا گیا ہے کہ لوگوں کے دلوں میں اللہ کا ڈر ہونا چاہئے کہ اللہ حق کے ساتھ فیصلہ فرمائے گا۔ اللہ خوب دیکھ رہا ہے قیامت کے دن ان کی بت پرستی کی ان کو سخت سزا دے گا۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ كَانُوْا مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ كَانُوْا هُمْ اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَّاٰثَارًا فِى الْاَرْضِ فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ ۭ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ ﴿۲۱﴾

کیا انہوں نے زمین میں سفر نہیں کیا تا کہ یہ اپنے سے پہلے لوگوں کا انجام دیکھ لیتے جو ان سے زیادہ طاقتور تھے اور زمین میں ان کے اثرات بھی بہت زیادہ تھے اس کے باوجود اللہ نے ان کے گناہوں کی وجہ سے پکڑ لیا اور ان کو

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانَتْ تَّاْتِيْهِمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَكَفَرُوْا فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ ؕ اِنَّهٗ قَوِيٌّ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۲۲﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۲۳﴾ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَقَارُوْنَ فَقَالُوْا سٰحِرٌ كَذَّابٌ ﴿۲۴﴾

صدق اللہ العظیم

اللہ کے عذاب سے بچانے والا کوئی نہیں تھا (۲۱) اس کی وجہ یہ تھی کہ ان کے پاس اللہ کے رسول واضح دلائل لے کر آئے تھے انہوں نے انکار کر دیا تو اللہ نے ان پر گرفت کی بے شک وہ بہت قوت والا ہے سخت عذاب والا ہے (۲۲) اور بے شک ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیاں اور روشن معجزات دے کر بھیجا (۲۳) فرعون ہامان اور قارون کی طرف تو انہوں نے کہا یہ جادوگر ہے (۲۴)

تفسیر

اس آیہ مبارکہ میں کفار و مشرکین کو تنبیہ فرمائی جارہی ہے کہ تم مال و دولت کی فراوانی کی بناء پر رسول اللہ ﷺ سے دشمنی کر رہے ہو۔ اس قسم کی مالی فراوانی دولت کے ڈھیر باغات کا وجود فلک بوس محلات کی ملکیت تم سے پہلے لوگوں میں بھی تھی بلکہ وہ تم سے مال طاقت کے لحاظ سے آگے تھے، انہوں نے بھی یہی کچھ کیا تھا رسولوں کی مخالفت کی ان کی تعلیم کا مذاق اُڑایا اور طرح طرح کے طنز کئے کہ یہ رسول تو غریب لوگ ہیں اگر کوئی رسالت کا پیغام ہوتا تو وہ ہم مال داروں میں سے کسی کا انتخاب ہوتا۔ محبوب کریم! ان سے کہئے کیا انہوں نے تجارتی سفروں میں ادھر اُدھر جاتے آتے ان لوگوں کا حشر نہیں دیکھا ان گستاخوں کا انجام کیا ہوا، باغات اُجڑ گئے قلعے برباد ہو گئے، محلات کا نام و نشان مٹ گیا ان کے اُجڑے شہروں کے نشانات تم نے بھی دیکھے ہوں گے جب ان کی گستاخیاں حد سے بڑھ گئیں تو خدا کا غضب نازل ہو گیا۔ یاد رکھو اگر تم نے بھی وہی روش رکھی تو تم بھی اللہ کے عذاب سے بچ نہ سکو گے جیسے ان پر عذاب نازل ہوا اور

انہیں کوئی بچانہ سکا ایسے ہی تمہارا حشر ہوگا۔ان کی بربادی کا سبب یہی تھا کہ انہوں نے رسولوں کو جھٹلایا تو اللہ کے سخت عذاب نے پکڑ لیا۔اگلی آیہ کریمہ میں حضور علیہ السلام سے فرمایا جارہا ہے محبوب ! جیسے یہ لوگ تیری مخالفت کرر ہے ہیں ایسے ہی ہمارے ایک رسول موسیٰ علیہ السلام پر فرعون، ہامان، قارون الزام لگاتے تھے اوراس کی نبوت کو جھٹلایا تھا اور جھوٹا کہا تھا حالانکہ موسیٰ علیہ السلام ہماری طرف سے بہت سے معجزات لے کرآئے تھے۔موسیٰ علیہ السلام کو دیئے گئے معجزات کا ذکر ملتا ہے،فرعونیوں پر طوفان کا آنا،موسیٰ کی صداقت کا نشان تھا اُن پر جوؤں کی کثرت،مینڈکوں کی بہتات،آپ کے نشانات میں سے ہیں۔اُن پر خون کی کثرت،ٹڈیوں کی یلغار، بنی اسرائیل کیلئے سمندر کو چیرنا، پتھر پر لاٹھی مار کر ۱۲ / چشمے جاری کرنا، فرعونیوں کا قحط سالی میں مبتلا ہونا،موسیٰ علیہ السلام کے عصا کا اژدہا بن کر فرعونی سازش کو ختم کرنا یہ نشانات قدرت تھے جو موسیٰ علیہ السلام کو دیئے گئے مگر فرعونی ظالم یہ سب کچھ دیکھ کر بھی کبر وغرور میں پھنسے رہےاور موسیٰ علیہ السلام کو جادوگر کہتے رہے۔آیہ مبارکہ کے آخر میں ’’سلطان مبین ‘‘فرمایا،اس سے مراد عظیم معجزہ واضح غلبہ عصا کا اژدہا بن کر سامنے آنا ہے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْحَقِّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوا اقْتُلُوٓا اَبْنَآءَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ وَاسْتَحْيُوْا نِسَآءَهُمْ ؕ وَمَا كَيْدُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ﴿۲۵﴾ وَقَالَ فِرْعَوْنُ ذَرُوْنِيْٓ اَقْتُلْ مُوْسٰى وَلْيَدْعُ رَبَّهٗ ۚ اِنِّيْٓ اَخَافُ اَنْ يُّبَدِّلَ دِيْنَكُمْ اَوْ اَنْ يُّظْهِرَ فِي الْاَرْضِ

پھر جب موسیٰ علیہ السلام ہماری طرف سے ان کی طرف حق لے کر گئے تو انہوں نے کہا جو لوگ ان پر ایمان لا چکے ہیں ان کے بیٹوں کو قتل کردو اور ان کی بیٹیوں کو زندہ رہنے دو اور کافروں کی سازش محض گمراہی پر مبنی ہے (۲۵) اور فرعون نے کہا مجھے موسیٰ کو قتل کرنے دو اور موسیٰ کو چاہئے کہ اپنے رب سے دعا کرے

الْفَسَادَ ﴿٢٦﴾ وَقَالَ مُوسَىٰ إِنِّي عُذْتُ بِرَبِّي وَرَبِّكُم مِّن كُلِّ مُتَكَبِّرٍ لَّا يُؤْمِنُ بِيَوْمِ الْحِسَابِ ﴿٢٧﴾

مجھے ڈر ہے وہ تمہارے دین کو بدل ڈالے گا یا وہ اس ملک میں بڑا ہنگامہ کرے گا (۲۶) اور موسیٰ نے کہا میں ہر اُس متکبر سے جو روز حساب پر ایمان نہیں لاتا اپنے رب اور تمہارے رب کی پناہ میں ہوں (۲۷)

صدق اللہ العظیم

تفسیر

جب موسیٰ علیہ السلام ان کے پاس دین حق لے کر آئے اور اپنے واضح دلائل سے اپنا حق ہونا ثابت کیا تو انہوں نے کہا بنی اسرائیل کے بیٹوں کو قتل کر دو، فرعون اور اس کی قوم کا یہ فیصلہ دوسری مرتبہ تھا اس واقعہ سے پہلے بھی بیٹوں کے قتل کا حکم دیا گیا تھا جب نجومیوں نے فرعون کو بتایا تھا کہ عنقریب بنی اسرائیل میں ایک لڑکا پیدا ہوگا جس کی وجہ سے فرعون کی حکومت ختم ہو جائے گی۔ نجومیوں کے کہنے پر بنی اسرائیل کے بیٹے ذبح کر دیئے جاتے تھے پھر جب قبطیوں نے فرعون سے کہا اگر اسی طرح بنی اسرائیل کے بیٹے قتل کئے جاتے رہے تو بنی اسرائیل کی نسل ختم ہو جائے گی اور ہمارے کام کون کرے گا تو فرعون کا یہ فیصلہ رک گیا۔ یہ حکم دوسری مرتبہ تھا جب موسیٰ علیہ السلام اپنی شان نبوت کے ساتھ جلوہ گر ہوئے اور فرعون کو پتہ چلا کچھ لوگ موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لا چکے ہیں تو اس نے یہ حکم دیا کہ ایمان لانے والوں کے بیٹوں کو قتل کر دیا جائے اُسے خطرہ تھا یہ بچے موسیٰ علیہ السلام کی قوت بن جائیں گے تو ملک کو خطرہ لاحق ہو جائے گا۔ فرعون کے اس فیصلہ کے بعد فرمایا گیا کفار کی سازش محض گمراہی پر مبنی ہے۔ فرعونیوں کا جو منصوبہ تھا کہ آپ کی دعوت کو بے اثر کر دیا جائے ناکام ہو گیا، فرعون نے پھر تکبر اور غرور سے اپنے ایوان کے کارکنوں سے کہا اگر تم مجھے کچھ نہ کہو تو میں موسیٰ کو قتل کر دوں۔ میں تو تمہاری رائے کے پیش نظر خاموش ہوں حالانکہ فرعون دل میں ڈر رہا تھا مگر زبانی دعویٰ کر رہا تھا کہ موسی اپنی مدد کیلئے اپنے رب کو بلائے، فرعون نے اپنی قوم سے موسیٰ

علیہ السلام کے وجود سے دو خطروں کا ذکر کیا ایک تو یہ کہ اگر تم نے موسیٰ علیہ السلام کو برباد کرنے کیلئے کوئی بڑی کاروائی نہ کی تو وہ تمہارے عقائد کا محل مسمار کر دے گا، دوسرا خطرہ یہ بتایا کہ اب تم جس امن سکون سے رہ رہے ہو موسیٰ کے غالب آجانے کی صورت میں تمہارا یہ سکون، یہ امن اور بنی اسرائیل کی غلامی کا مسئلہ ختم ہو جائے گا۔ بہتر صورت یہی ہے کہ موسیٰ کے خلاف بھرپور کاروائی کی جائے اور اس کے نظریہ کو مکمل طور پر شکست دی جائے۔

جب موسیٰ علیہ السلام کو فرعونی لغویات کا پتہ چلا کہ وہ قتل وغارت پر اُتر آیا ہے اور بنی اسرائیل کی تباہی کا سوچ رہا ہے تو آپ پر کسی قسم کی گھبراہٹ طاری نہیں ہوئی، آپ نے فرمایا مجھے اکیلا مت سمجھو مجھے اس کی حمایت حاصل ہے جو میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی، میں نے ہر متکبر اور شر پسند کے شر سے اس کے دامن رحمت میں پناہ لی ہوئی ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کی دعا سے پتہ چلتا ہے مشکلات ومصائب میں پناہ اللہ کے حضور لی جائے۔ موسیٰ علیہ السلام نے اپنی دعا میں ہر متکبر اور منکر حساب سے پناہ کا ذکر کیا ہے، فرعون کا نام تک نہیں لیا یہ نبی کی ہمت تھی حوصلہ تھا۔ پتہ چلا دشمن سے خطرہ کے وقت اللہ کی پناہ طلب کرنا موسیٰ علیہ السلام کی بھی سنت ہے اور ہمارے نبی کریم ﷺ کی بھی۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

وَقَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ ۖ مِّنْ آلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ إِيمَانَهُ أَتَقْتُلُونَ رَجُلًا أَن يَقُولَ رَبِّيَ اللَّهُ وَقَدْ جَاءَكُم بِالْبَيِّنَاتِ مِن رَّبِّكُمْ ۖ وَإِن يَكُ كَاذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهُ ۖ وَإِن يَكُ صَادِقًا يُصِبْكُم بَعْضُ الَّذِي

فرعون کے متبعین سے ایک مرد مومن جو اپنا ایمان مخفی رکھتا تھا اس نے کہا کیا تم ایک مرد کو اس لئے قتل کر رہے ہو کہ اُس نے کہا میرا رب اللہ ہے حالانکہ وہ تمہارے رب کی طرف سے نشانیاں لا چکا ہے اگر وہ (بالفرض) جھوٹا ہے تو اس کے جھوٹ کا وبال اس پر ہے اور اگر وہ سچا

يَعِدُكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ ۝۲۸ يٰقَوْمِ لَكُمُ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ظٰهِرِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۡ فَمَنْ يَّنْصُرُنَا مِنْۢ بَاْسِ اللّٰهِ اِنْ جَاۗءَنَا ۭ قَالَ فِرْعَوْنُ مَآ اُرِيْكُمْ اِلَّا مَآ اَرٰى وَمَآ اَهْدِيْكُمْ اِلَّا سَبِيْلَ الرَّشَادِ ۝۲۹ وَقَالَ الَّذِيْٓ اٰمَنَ يٰقَوْمِ اِنِّىْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ مِّثْلَ يَوْمِ الْاَحْزَابِ ۝۳۰

صدق اللہ العظیم

ہے تو جس عذاب سے وہ ڈرا رہا ہے اس میں سے کچھ نہ کچھ (عذاب) تو تم پر آئے گا بے شک جو حد سے تجاوز کرنے والا بہت جھوٹا ہو، اللہ اس کو ہدایت نہیں دیتا (۲۸) اے میری قوم! آج تمہاری حکومت ہے کہ تم اس ملک پر غالب ہو لیکن اگر اللہ کا عذاب ہم پر آ گیا تو کون ہماری مدد کرے گا؟ فرعون نے کہا میں تمہیں وہی راستہ دکھا رہا ہوں جو میں خود دیکھ رہا ہوں اور میں تمہیں صرف کامیابی کی راہ دکھا رہا ہوں (۲۹) اور وہ ایمان والا بولا اے میری قوم! مجھے تم پر اگلے گروہوں کے دن کا سا خوف ہے (۳۰)

تفسیر

قبطی قوم کا ایک بندہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لا چکا تھا مگر اس نے اپنے ایمان کو قوم پر ظاہر نہ ہونے دیا جب اس نے سنا کہ فرعون موسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنے کا منصوبہ بنا رہا ہے تو اس نے فرعون کو سمجھایا کہ موسیٰ کا قتل کرنا اچھا کام نہیں اس نے کوئی جرم نہیں کیا کسی قسم کی قانون شکنی نہیں کی، موسیٰ کو قتل کرنے کا منصوبہ صرف اس لئے بنا رہے ہو کہ وہ کہتا ہے میرا رب اللہ ہے اگر وہ غلط کہہ رہا ہے تو خود ہی مار کھا جائے گا ہمیں اس کے قتل کا الزام اپنے ذمہ لینے کی کیا ضرورت ہے؟ یہ مرد مومن جس کا ذکر قرآن مقدس فرما رہا ہے یہ فرعون کا عزیز تھا اور موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لا چکا تھا، فرعون سے خطرہ محسوس کرتا تھا اس لئے ایمان کا

اظہار نہیں کیا تھا۔ بعض مفسرین نے یہ بھی کہا کہ وہ مرد محض قبطی نہیں تھا اسرائیلی تھا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس مردمومن کا نام حزبیل تھا، ابواسحٰق کہتے ہیں اس کا نام حبیب تھا یہ شخص کچھ دیر تو ایمان کو چھپاتا رہا مگر جب فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کے قتل کا ارادہ کیا تو پھر غیرت ایمانی کے سبب فرعون کے غیض وغضب کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اُسے اس حرکت سے منع کیا اور حضورﷺ کے ارشاد کا مصداق بن گیا۔ ابو سعید خدری فرماتے ہیں حضورﷺ نے فرمایا جب کسی شخص کو حق بات کا علم ہو تو وہ لوگوں کے خوف سے اظہار کرنا چھوڑ نہ دے، فرمایا سنو ظالم کے سامنے کلمۂ حق کہنا سب سے افضل جہاد ہے۔

اس مردمومن نے نہایت ہمت سے فرعون اور اس کی قوم کو ڈانٹا، موسیٰ تمہارے رب کی طرف سے واضح معجزات دلائل لے کر آیا ہے اس کے پیچھے نہ پڑو اگر وہ جھوٹا ہے تو اس کا وبال اسی پر ہوگا اور اگر وہ سچ کہہ رہا ہے اور تم نے اُسے تکلیف پہنچائی تو تمہیں عذاب کا کچھ حصہ تو پہنچے گا اللہ تعالیٰ کسی جھوٹے، حد سے بڑھنے والے کو ہدایت نہیں دیتا۔ اس مردمومن نے کہا حضرت موسیٰ اللہ کی طرف سے ہدایت یافتہ ہیں اور وہ اپنی حد سے گزر کر نبوت کا دعویٰ کرتے اور دعویٰ نبوت میں جھوٹے ہوتے تو اللہ ان کو ہدایت نہ دیتا۔ اس مردمومن نے موسیٰ علیہ السلام کو بچانے کی ایک اور کوشش کی اور کہا اے قوم اس ملک میں تمہارا اقتدار ہے غلبہ ہے قبضہ ہے تم موسیٰ کو قتل کر کے اپنے کو بدامنی میں کیوں ڈالتے ہو، فرعون نے اس مردمومن کی تقریر کے بعد کہا موسیٰ (علیہ السلام) کو قتل کرنے کا فیصلہ وہی ٹھیک ہے اور تمہاری کامیابی اسی میں ہے اس مرد مومن نے مزید کہا اے قوم! مجھے ڈر ہے پہلی قوموں کی طرح تم پر بھی عذاب آجائے گا۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

مِثْلَ دَاْبِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ
وَالَّذِيْنَ مِنْ بَعْدِهِمْ ؕ وَمَا اللّٰهُ يُرِيْدُ
ظُلْمًا لِّلْعِبَادِ ﴿۳۱﴾ وَيٰقَوْمِ اِنِّيْۤ اَخَافُ
عَلَيْكُمْ يَوْمَ التَّنَادِ ﴿۳۲﴾ يَوْمَ تُوَلُّوْنَ مُدْبِرِيْنَ ۚ
مَا لَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ ۚ وَمَنْ
يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ﴿۳۳﴾ وَلَقَدْ
جَآءَكُمْ يُوْسُفُ مِنْ قَبْلُ بِالْبَيِّنٰتِ
فَمَا زِلْتُمْ فِيْ شَكٍّ مِّمَّا جَآءَكُمْ بِهٖ ؕ
حَتّٰۤى اِذَا هَلَكَ قُلْتُمْ لَنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ
مِنْ بَعْدِهٖ رَسُوْلًا ؕ كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ
مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ مُّرْتَابُ ﴿۳۴﴾

صدق اللہ العظیم

جس طرح نوح کی قوم اور عاد اور ثمود اور ان
کے بعد کے لوگوں کا طریقہ تھا اور اللہ بندوں پر
ظلم کرنے کا ارادہ نہیں فرماتا (۳۱) اور اے
میری قوم مجھے تم پر چیخ و پکار کے دن کا ڈر ہے
(۳۲) جس دن تم پیٹھ پھیر کر بھاگو گے تمہیں
اللہ سے بچانے والا کوئی نہیں ہوگا اور جس کو اللہ
گمراہ کر دے اس کو کوئی ہدایت دینے والا نہیں
(۳۳) اور بے شک اس سے پہلے تمہارے پاس
یوسف کھلی نشانیاں لے کر آئے تھے پس تم ان کی
لائی ہوئی نشانیوں میں شک ہی کرتے رہے حتی
کہ جب وہ وفات پا گئے تو تم نے کہا اب اللہ ان
کے بعد ہرگز کوئی رسول نہیں بھیجے گا اور اللہ تعالیٰ
اسی طرح اس کو گمراہ کرتا رہے جو حد سے تجاوز
کر جاتا ہے اور شک میں مبتلا ہو (۳۴)

تفسیر

فرعون کے سامنے حق گوئی کا مظاہرہ کرنے والے مردمومن نے جب یہ دیکھا کہ اس کی حق گوئی کا اثر فرعون پر نہیں ہوا، تو اس نے پہلی قوموں کی بربادیاں تباہیاں بیان کرنا شروع کر دیں اور کہا مجھے ڈر ہے کہیں پہلی قوموں کی طرح تباہی کا دن نہ آجائے جیسے قوم نوح، عاد و ثمود کا حشر ہوا اور جو لوگ ان کے بعد آئے، اللہ نہیں چاہتا کہ بندوں پر ظلم کرے پھر اس مردمومن نے قوم کی اصلاح کیلئے کہا میں ڈر رہا ہوں کہیں شورو

پکار کا دن نہ آجائے جب کبھی کوئی اچانک واقعہ پیش آجائے تو کس قدر گھراہٹ ہوتی ہے۔ ''یوم التناد'' سے اشارہ قیامت کے دن کا ہے جب زمین آگ کی طرح گرم ہوگی سورج کی گرمی مزید تباہی کا سبب ہوگی دوزخ کے شعلے بھڑک رہے ہوں گے ہر طرف شور وغل ہوگا اسی دن تم پیٹھ پھیر کر بھاگو گے اور اللہ کے عذاب سے کوئی بچانے والا نہ ہوگا۔ مرد مومن کی اس تقریر سے انہیں قیامت کی ہولناکی سے ڈرانا مقصود ہے کہ وہ موسیٰ کی مخالفت سے بچیں اور یوم قیامت سے ڈریں۔ اس مرد مومن نے پہلے انداز میں قوم نوح، عاد ثمود کی بربادی کا ذکر کر کے ڈرایا یہ قومیں تو بہت پہلے ہوگئی تھیں اب انہیں ان کے دور کے قریبی نبی سیدنا یوسف علیہ السلام کا ذکر کر کے سمجھایا جا رہا ہے کہ یوسف علیہ السلام کی نبوت کا دور کس قدر حسین تھا، امن تھا راحت تھی انصاف تھا مگر قوم نے سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھا پھر ماننے کیلئے تیار نہ ہوئی، یوسف علیہ السلام کے معجزات میں ایک اہم معجزہ یہ تھا کہ خوابوں کی تعبیر فرماتے یہ بھی ایک معجزہ تھا کہ آپ کی پاکدامنی پر ایک دودھ پیتے بچے نے گواہی دی تھی۔

یہ قوم پوری زندگی گمراہی میں بھٹکتی رہی اس مرد صالح نے یوسف علیہ السلام کی قوم کا واقعہ سنا کر گمراہی سے بچانے کی کوشش کی، یوسف علیہ السلام کی قوم ہمیشہ شک وشبہات میں رہی، جب یوسف علیہ السلام دنیا سے رخصت ہو گئے تو افسوس کرنے لگے کہ اب ایسی ہستی دوبارہ پیدا نہیں ہوگی یہ کہہ کر مزید افسوس کیا کہ اب کوئی اور نبی آئے گا بھی نہیں کہ ہم اُسے مان کر اپنے گناہوں کی تلافی کر لیں بس یونہی اللہ تعالیٰ حد سے بڑھنے والوں، شک کرنے والوں کو گمراہ کر دیتا ہے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلىٰ حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلىٰ آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ بِغَيْرِ
سُلْطٰنٍ اَتٰىهُمْ ۭ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ
وَعِنْدَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۭ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ
اللّٰهُ عَلٰي كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ ۝ (۳۵)
وَقَالَ فِرْعَوْنُ يٰهَامٰنُ ابْنِ لِيْ صَرْحًا
لَّعَلِّيْٓ اَبْلُغُ الْاَسْبَابَ ۝ (۳۶) اَسْبَابَ السَّمٰوٰتِ
فَاَطَّلِعَ اِلٰٓى اِلٰهِ مُوْسٰى وَاِنِّىْ لَاَظُنُّهٗ
كَاذِبًا ۭ وَكَذٰلِكَ زُيِّنَ لِفِرْعَوْنَ سُوْۗءُ
عَمَلِهٖ وَصُدَّ عَنِ السَّبِيْلِ ۭ وَمَا كَيْدُ
فِرْعَوْنَ اِلَّا فِيْ تَبَابٍ ۝ (۳۷)

صدق اللہ العظیم

جولوگ بغیر کسی ایسی دلیل کے جواُن کے پاس آئی ہو جھگڑتے ہیں اللہ کے نزدیک اور مومنوں کے نزدیک ایسا جھگڑا سخت غصہ کا سبب ہے اور اسی طرح اللہ ہر جبار متکبر کے دل پر مہر لگا دیتا ہے (۳۵) اور فرعون نے کہا اے ہامان میرے لئے ایک بلند عمارت بنا، شاید کہ میں ان دوستوں تک پہنچ جاؤں (۳۶) جو آسمانوں کے راستے ہیں پھر میں موسیٰ کے خدا کو دیکھ لوں اور بے شک میں ضرور گمان کرتا ہوں کہ وہ جھوٹا ہے اور اسی طرح فرعون کے برے عمل کو ان کے نزدیک خوش نما بنا دیا گیا اور ان کو سیدھے راستہ سے روک دیا گیا اور فرعون کی ہر سازش ناکام ہونے والی تھی (۳۷)

تفسیر

اس سے پہلے دو عیوب کا ذکر فرمایا گیا ہے جن کی وجہ سے بندہ ہدایت سے محروم ہو جاتا ہے اور کسی قسم کی نصیحت اُسے ہدایت پر نہیں لا سکتی وہ ان عیوب کے ہوتے گمراہی میں بڑھتا جاتا ہے ہدایت سے نفرت کرتا ہے وہ دو عیوب یہ تھے، ''مُسرف' ' حد سے بڑھنے والا، ہٹ دھرم ضدی اور دوسرا عیب تھا ''مرتاب'' جو شک وشبہات کی بیماری میں مبتلا ہو گیا وہ بھی ہدایت سے محروم رہ جاتا ہے۔

''الذین یجادلون'' میں تیسری بیماری کا ذکر ہے آیات الٰہیہ میں جھگڑا، غلط مفہوم بے جا تاویلات یہ

بیماری اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا باعث ہے،اسی طرح اللہ ہر مغرور، سرکش کے دل پر مہر لگا دیتا ہے۔معنی یہ ہے ان کے دلوں میں جو کجی گمراہی اور کفر ہے وہ ان کے دلوں سے نہیں نکل سکتا اور باہر سے ان کے دلوں میں ہدایت ، اخلاص اور ایمان داخل نہیں ہوسکتا ۔اس آیہ مبارکہ میں جبار اور متکبر کی مذمت فرمائی گئی ہے ۔ حدیث شریف سے بھی متکبر کی مذمت معلوم ہوتی ہے ،سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضورﷺ نے فرمایا قیامت کے دن بعض لوگوں کو چیونٹیوں کی جسامت میں اُٹھایا جائے گا اور لوگ انہیں اپنے قدموں سے روندیں گے پھر کہا جائے گا یہ چیونٹیوں کی شکل میں کون لوگ ہیں تو بتایا جائے گا یہ وہ لوگ ہیں جو دنیا میں تکبر کرتے تھے ۔ایک اور حدیث شریف سے یہی عنوان اس طرح ملتا ہے جسے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے ، حضورﷺ نے فرمایا قیامت کے دن متکبرین کا حشر چیونٹیوں کی صورت میں کیا جائے گا۔

تکبر و غرور کی مذمت ایک اور حدیث شریف سے اس طرح ملتی ہے ،سیدنا عبداللہ ابن مسعود فرماتے ہیں حضورﷺ نے فرمایا جس شخص کے دل میں ایک ذرہ کے برابر بھی تکبر ہوگا وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا اور پھر فرمایا لوگوں کو حقیر جاننا حق کا انکار کرنا تکبر ہے،فرعون نے اپنے وزیر ہامان سے کہا میرے لئے بلند محل بناؤ کہ میں موسیٰ کے خدا کو دیکھ لوں چنانچہ ہامان نے ایک بلند عمارت تیار کروادی ۔سدی نے روایت کی ہے جب محل تیار ہوگیا تو فرعون اس پر چڑھا اور آسمان کی طرف تیر پھینکے وہ تیر خون میں لتھڑے ہوئے واپس ہوئے تو فرعون نے کہا میں نے موسیٰ کے خدا کو قتل کر دیا ہے۔(معاذاللہ) اس طرح فرعون کے برے عمل کو خوش نما بنا دیا گیا اُسے سیدھے راستہ سے روک دیا گیا اس کی ہر سازش ناکام ہونے والی تھی ۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلىٰ حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلىٰ آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

وَقَالَ الَّذِيْٓ اٰمَنَ يٰقَوْمِ اتَّبِعُوْنِ اَهْدِكُمْ
سَبِيْلَ الرَّشَادِ ﴿۳۸﴾ يٰقَوْمِ اِنَّمَا هٰذِهِ
الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا مَتَاعٌ ۡوَّاِنَّ الْاٰخِرَةَ
هِيَ دَارُ الْقَرَارِ ﴿۳۹﴾ مَنْ عَمِلَ سَيِّئَةً فَلَا
يُجْزٰٓى اِلَّا مِثْلَهَا ۚ وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا
مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ
يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ يُرْزَقُوْنَ فِيْهَا بِغَيْرِ
حِسَابٍ ﴿۴۰﴾ وَيٰقَوْمِ مَا لِيْٓ اَدْعُوْكُمْ
اِلَى النَّجٰوةِ وَتَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَى النَّارِ ﴿۴۱﴾

صدق اللہ العظیم

اور اس مرد مومن نے کہا اے میری قوم میری اتباع کرو میں نیکی کی راہ پر تمہاری رہنمائی کروں گا(۳۸)اے میری قوم یہ دنیا کی زندگی تو محض عارضی فائدہ ہے دائمی قیام کی جگہ آخرت ہی ہے (۳۹) جس نے برا کام کیا اُسے صرف اسی کی سزا دی جائے گی اور جس مرد یا عورت نے اچھے کام کیے بشرطیکہ وہ مومن ہو تو وہ لوگ جنت میں داخل ہوں گے جس میں اُنہیں بے حساب رزق دیا جائے گا(۴۰)اے میری قوم تجھے کیا ہوا میں تمہیں نجات کی طرف بلا رہا ہوں اور تم مجھے دوزخ کی طرف بلا رہے ہو(۴۱)

تفسیر

فرعون اور اس کی قوم کو ہدایت دینے والے ایماندار آدمی نے ان کی اصلاح کیلئے ایک اور بات کہی اے میری قوم میری بات مانو! میری اتباع کرو تمہاری کامیابی کا راز اسی میں ہے میرے پیچھے چلو، جس راہ پر تمہیں فرعون چلا رہا ہے وہ راہ تباہی کی ہے نجات کی نہیں۔ میں تمہیں سیدھی راہ بتاتا ہوں جس پر چل کر کامیابی حاصل کر سکتے ہو، اس مرد ایماندار نے قوم کو ہدایت دینے کی کوئی کسر نہ چھوڑی پھر کہا اے میری قوم تم دنیا کی زندگی کو ترجیح دے رہے ہو یہ دنیا تو چند روزہ ہے اور ہمیشہ رہنے کی جگہ تو آخرت ہی ہے اس ایماندار آدمی نے قوم کو دنیا سے بے رغبتی کا درس دیا ہے۔ دنیا سے بے رغبتی کا درس ایک حدیث شریف سے اس طرح ملتا ہے، سیدنا عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں، حضور ﷺ ایک چٹائی پر لیٹ گئے اور اُسے بستر

کے طور پر استعمال فرمایا، حضور ﷺ کے جسم مبارک پر اس چٹائی کے نشان پڑ گئے صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ ہم آپ کیلئے ایک بستر بنا دیں، حضور ﷺ نے فرمایا مجھے دنیا سے کیا لینا ہے میں دنیا میں ایک سوار کی طرح ہوں، جو کسی درخت کے نیچے سائے کو طلب کرے پھر اس درخت کے سائے کو چھوڑ کر روانہ ہو جائے۔

یہی عنوان ایک اور حدیث شریف سے اس طرح ملتا ہے حضور ﷺ نے فرمایا بیٹے قرآن کے پڑھنے سے غافل نہ ہو کہ قرآن پاک دل کو زندہ کرتا ہے بیٹے موت کو زیادہ یاد کیا کرو جب تم قرآن پاک زیادہ پڑھو گے تو دنیا سے بے رغبتی ہو گی جو آخرت کا اقرار ہے۔ فرمایا گیا برا کام کرنے والے کو اسی کام کے مطابق سزا دی جائے گی اور جس نے نیک کام کیا، مرد ہو یا عورت وہ لوگ جنت میں داخل ہوں گے اور بے حساب رزق سے نوازے جائیں گے، جنت میں بے شمار نعمتوں میں ایک بڑی نعمت جنتیوں کو اللہ کا دیدار بھی ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کیا ہم اپنے رب کو دیکھیں گے آپ نے فرمایا ہاں کیا تمہیں سورج کو دیکھنے سے یا چودہویں کا چاند دیکھنے سے کوئی تکلیف ہوتی ہے ہم نے عرض کی جی نہیں، آپ نے فرمایا اسی طرح تمہیں اپنے رب کو دیکھنے میں کوئی تکلیف نہیں ہو گی۔ اس مرد مومن نے ناصحانہ انداز میں پھر کہا اے میری قوم میں تمہیں نجات کی طرف بلاتا ہوں اور تم مجھے دوزخ کی دعوت دیتے ہو۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

تَدْعُوْنَنِيْ لِاَكْفُرَ بِاللّٰهِ وَاُشْرِكَ بِهٖ مَا لَيْسَ لِيْ بِهٖ عِلْمٌ وَّاَنَا اَدْعُوْكُمْ اِلَى الْعَزِيْزِ الْغَفَّارِ ﴿۴۲﴾ لَا جَرَمَ اَنَّمَا تَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَيْهِ لَيْسَ لَهٗ دَعْوَةٌ فِي الدُّنْيَا وَلَا فِي

مجھے اس طرف بلاتے ہو کہ اللہ کا انکار کروں اور ایسے کو اس کا شریک کروں جو میرے علم میں نہیں اور میں تمہیں اس عزت والے بہت بخشنے والے کی طرف بلاتا ہوں (۴۲) سچ تو یہ ہے کہ تم مجھے جس چیز کی طرف بلاتے ہوا سے بلانا

الْاٰخِرَةِ وَاَنَّ مَرَدَّنَاۤ اِلَى اللّٰهِ وَاَنَّ الْمُسْرِفِيْنَ
هُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ ﴿۴۳﴾ فَسَتَذْكُرُوْنَ مَاۤ اَقُوْلُ
لَكُمْ ؕ وَاُفَوِّضُ اَمْرِيْۤ اِلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ
بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ﴿۴۴﴾ فَوَقٰىهُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِ مَا
مَكَرُوْا وَحَاقَ بِاٰلِ فِرْعَوْنَ سُوْٓءُ الْعَذَابِ ﴿۴۵﴾
اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّعَشِيًّا ۚ
وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ ۫ اَدْخِلُوْۤا اٰلَ فِرْعَوْنَ
اَشَدَّ الْعَذَابِ ﴿۴۶﴾

صدق الله العظیم

کہیں کام کا نہیں دنیا میں نہ آخرت میں، اور یہ ہمارا پھرنا اللہ کی طرف ہے اور یہ کہ حد سے گزرنے والے ہی دوزخی ہیں (۴۳) تو جلد وہ وقت آتا ہے کہ جو میں تم سے کہہ رہا ہوں، اسے یاد کرو گے اور میں اپنے کام اللہ کو سونپتا ہوں بے شک اللہ بندوں کو دیکھتا ہے (۴۴) تو اللہ نے اسے بچالیا ان کے مکر کی برائیوں سے اور فرعون والوں کو برے عذاب نے آگھیرا (۴۵) آگ جس پر صبح و شام پیش کئے جاتے ہیں اور جس دن قیامت قائم ہوگی، حکم ہوگا فرعون والوں کو سخت تر عذاب میں داخل کرو (۴۶)

تفسیر

اس ایماندار مرد نے فرعون اور اس کی قوم کی اصلاح کیلئے اپنے وعظ کو جاری رکھا اور پھر توجہ دلائی اے قوم! تم مجھے دعوت دیتے ہو کہ میں اللہ کا انکار کردوں اور اس کے ساتھ شریک ٹھہراؤں جس کا مجھے علم ہی نہیں اور میں تمہیں پھر بھی اس خدا کی طرف بلاتا ہوں جو عزت والا ہے اور بہت بخشنے والا ہے، اس مرد مومن نے اپنی قوم سے مزید کہا اے قوم جن معبودانِ باطل کی طرف تم مجھے بلا رہے ہو انہیں تو کوئی حق ہی نہیں پہنچتا کہ اُسے دنیا یا آخرت میں پکارا جائے نہ انہوں نے کبھی خود خدائی کا دعویٰ کیا، یہ اس قدر بے بس ہیں اس قدر بے اختیار ہیں کہ نہ دنیا میں انہیں پکارنے کا کوئی فائدہ ہے نہ ہی یہ آخرت میں کسی کی فریاد سن سکیں گے اور بے شک ہم سب کو اللہ کی طرف لوٹنا ہے، حد سے گزرنے والے ہی جہنمی ہیں۔

اس آیہ مبارکہ میں فرعون کوملامت کی ہے کہ دیکھو کیا حال ہے تمہارا میں تمہیں خیر کی طرف بلا رہا ہوں اورتم مجھے شر کی طرف دعوت دیتے ہو، مرد مومن نے کہا قوم عنقریب تم میری باتوں کو یاد کرو گے جو تمہیں کہہ رہا ہوں جب تم آخرت کے عذاب کو دیکھو گے تو اس وقت تم ایک دوسرے سے میری کہی ہوئی باتوں کا ذکر کرو گے میری نصیحت کو یاد کرو گے مگر اس وقت اس یاد کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔

اب مرد مومن نے کہا میں نے تمہیں بہت کچھ سمجھایا ہے بتایا ہے تم نہیں مانے اب میں نے اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کر دیا ہے وہ اللہ بندوں کو خوب دیکھنے والا ہے وہ جانتا ہے کون حق پر ہے کون جھوٹا ہے۔ قوم فرعون سے وعظ ونصیحت کا نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ نے اُسے قوم کی سازشوں سے محفوظ کیا اور آل فرعون کو سخت عذاب نے گھیر لیا اور انہیں صبح وشام دوزخ کی آگ پر پیش کیا جاتا ہے اور قیامت کے دن یہ حکم دیا جائے گا آل فرعون کو سخت عذاب میں مبتلا کر دو۔ نتیجہ یہ ہوا آل فرعون کے مرد مومن کو اللہ نے شر سے بچالیا، امام ابن جریر طبری حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ مرد مومن حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ سمندر پار کر گیا اور غرق ہونے سے بچ گیا، فرعون غرق ہوا اور برباد ہو گیا۔ امام رازی فرماتے ہیں فرعون نے سازش کی تھی کہ اس مرد مومن کو حق سے ہٹا کر کفر میں لایا جائے مگر ان کی سازش ناکام ہوئی۔

وَصلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلیٰ حَبِیْبِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلیٰ آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ بِعَدَدِ خَلْقِہٖ

وَإِذْ يَتَحَاجُّونَ فِي النَّارِ فَيَقُولُ الضُّعَفَاءُ
لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا إِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا
فَهَلْ أَنتُم مُّغْنُونَ عَنَّا نَصِيبًا مِّنَ النَّارِ ﴿٤٧﴾
قَالَ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا إِنَّا كُلٌّ فِيهَا
إِنَّ اللَّهَ قَدْ حَكَمَ بَيْنَ الْعِبَادِ ﴿٤٨﴾ وَقَالَ

جب وہ دوزخ میں ایک دوسرے سے بحث کریں گے کمزور لوگ متکبرین سے کہیں گے ہم دنیا میں تمہارے پیروکار تھے کیا تم ہم سے آگ کا کوئی حصہ دور کرنے والے ہو (۴۷) متکبرین کہیں گے بیشک ہم سب دوزخ میں ہیں بیشک اللہ بندوں کے درمیان فیصلہ کر چکا

الَّذِيْنَ فِي النَّارِ لِخَزَنَةِ جَهَنَّمَ ادْعُوْا رَبَّكُمْ يُخَفِّفْ عَنَّا يَوْمًا مِّنَ الْعَذَابِ ﴿۴۹﴾ قَالُوْٓا اَوَلَمْ تَكُ تَاْتِيْكُمْ رُسُلُكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۭ قَالُوْا بَلٰى ۭ قَالُوْا فَادْعُوْا ۚ وَمَا دُعٰۗؤُا الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ﴿۵۰﴾

صدق اللہ العظیم

ہے(۴۸)اور دوزخی جہنم کے محافظین سے کہیں گے تم اپنے رب سے دعا کرو کہ کسی ایک دن تو ہم سے عذاب ہلکا کردے(۴۹) محافظ کہیں گے کیا تمہارے پاس تمہارے رسول نشانیاں لے کر نہیں آتے تھے دوزخی کہیں گے کیوں نہیں محافظ کہیں گے پھر تم خود ہی دعا کرو اور کافروں کی دعا محض گمراہی میں ہوتی ہے(۵۰)

تفسیر

اس آیہ مبارکہ میں دوزخیوں کی ایک کیفیت کو بیان فرمایا گیا ہے کہ یہ دوزخی جہنم میں ایک دوسرے سے بحث کریں گے، کمزور دوزخی متکبر دوزخیوں سے کہیں گے ہم دنیا میں تمہارے پیروکار تھے عذاب کا کچھ حصہ ہی ہم سے ہٹادو۔ ان پیروکاروں کو یہ علم تھا کہ متکبر کفار ہماری مدد نہیں کرسکیں گے ہم سے دوزخ کا عذاب ٹال نہیں سکیں گے، سوال سے ان کا مقصد ہوگا کہ کافر سرداروں کو شرمندگی دلائی جائے کہ انہوں نے ہمیں گمراہی میں مبتلا کیا، غلط راستہ پر چلایا ان کے جواب میں متکبرین کہیں گے ہم سب دوزخ میں ہیں اگر ہم تمہارے عذاب میں کمی کراسکتے تو ہم خود اپنے عذاب میں کمی نہ کرالیتے، پس اللہ تعالیٰ بندوں میں فیصلہ کرچکا ہے جب پیروکار متکبرین کے جواب سے مایوس ہوجائیں گے تو جہنم کے محافظین سے کہیں گے تم اپنے رب سے دعا کرو کہ کسی ایک دن ہم سے عذاب کم ہوجائے۔ محافظین کہیں گے کیا تمہارے پاس تمہارے رسول نشانیاں لے کر نہیں آئے تھے، دوزخی کہیں گے ہاں آئے تھے، محافظ کہیں گے پھر تم خود ہی دعا کرو۔

محافظوں کا یہ کہنا کیا تمہارے پاس رسول نہیں آئے تھے یہ کہنا بتاتا ہے آدمی مکلّف تب ہوتا ہے پابند تب ہوتا ہے جب اس کے پاس اللہ کا رسول احکام شریعت لے کر آجائے، اس کے آنے سے پہلے کوئی کام

اس کیلئے ممنوع نہیں۔ رب قدوس کا کفار کی دعاؤں کو قبول نہ کرنا اس کے رحیم وکریم ہونے کے خلاف نہیں یہ اس کی شان ہے کہ وہ جس وقت رحیم وکریم ہے اسی وقت قہار و جبار بھی ہے اس کی کوئی صفت اس کی ذات سے کبھی بھی الگ نہیں ہوتی۔

مومنوں کی دُعا کے بارہ میں فرمایا ''ادعونی استجب لکم'' دعا مانگو میں قبول کرتا ہوں، حضرت قتادہ کعب سے روایت کرتے ہیں کہ پہلے زمانہ میں یہ خصوصیت انبیاء کی تھی کہ انہیں حکم ہوتا تھا دعا کرو میں قبول کروں گا، اللہ کا عظیم احسان ہے کہ یہ حکم اُمت محمدیہ کیلئے عام کر دیا گیا۔ دعا کے فضائل وکمالات کے بارہ میں بہت سی روایات واحادیث ملتی ہیں۔ ترمذی نے اس حدیث کو نقل کیا ہے حضور ﷺ نے فرمایا اللہ کے نزدیک دعا سے زیادہ کوئی شے مکرم نہیں ایک اور حدیث کے یہ الفاظ ہیں ''الدعاء مخ العبادة'' دعا عبادت کا مغز ہے۔ ایک اور حدیث شریف اس طرح ملتی ہے، حضور علیہ السلام نے فرمایا جو شخص اللہ سے اپنی حاجت کا سوال نہیں کرتا، اللہ اس پر ناراض ہوتا ہے۔ (ترمذی) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور ﷺ نے فرمایا ''الدعاء سلاح المومن'' دعا مومن کا ہتھیار ہے۔ ایک اور حدیث شریف میں یہ عنوان اس طرح ملتا ہے جس کیلئے دعا کے دروازے کھول دیئے گئے اس کے واسطے رحمت کے دروازے کھل گئے۔ (ترمذی)

وَصلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلىٰ حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلىٰ آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُوْمُ الْاَشْهَادُ ﴿۵۱﴾ يَوْمَ لَا يَنْفَعُ الظّٰلِمِيْنَ مَعْذِرَتُهُمْ وَلَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ ﴿۵۲﴾ وَلَقَدْ

بے شک ہم اپنے رسولوں اور مومنوں کی مدد کرتے ہیں اس دنیوی زندگی میں اور اس دن بھی مدد کریں گے جب گواہ گواہی دینے کیلئے کھڑے ہوں گے (۵۱) اس دن ظالموں کو ان کی عذر خواہی نفع نہ دے گی اور ان کیلئے لعنت

اٰتَیْنَا مُوْسَى الْهُدٰى وَ اَوْرَثْنَا بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ الْكِتٰبَۙ(۵۳) هُدًى وَّ ذِكْرٰى لِاُولِی الْاَلْبَابِ(۵۴) فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّ اسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَ سَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ بِالْعَشِیِّ وَ الْاِبْكَارِ(۵۵)

ہوگی اور ان کیلئے دوزخ کا بدترین گھر ہوگا (۵۲) اور ہم نے موسیٰ کو ہدایت عطا کی اور بنی اسرائیل کو کتاب کا وارث بنایا (۵۳) جو عقلمندوں کیلئے سراپا ہدایت تھی اور نصیحت تھی (۵۴) (اے محبوب!) آپ کفار کی اذیتوں پر صبر کریں بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے اور آپ اپنی بظاہر کوتاہیوں پر اپنے رب سے اس کی حمد کے ساتھ بخشش طلب کیجئے اور صبح وشام تسبیح کیجئے (۵۵)

صدق اللہ العظیم

تفسیر

پچھلی آیہ مبارکہ میں تھا اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو اور آل فرعون کے مرد مومن کو فرعون کی سازشوں سے محفوظ رکھا، اس آیہ پاک میں ارشاد ہے اللہ اپنے رسولوں اور ایمانداروں کی مدد فرمائے گا یہ معنی بھی کیا گیا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام اور آل فرعون کے مرد مومن کی مدد فرمائے گا اور دوسرا معنی یہ ہے کہ عام رسولوں اور ایمانداروں کی مدد فرمائے گا اللہ کی طرف سے رسولوں اور ایمانداروں کی یہ بھی مدد ہے کہ ظالم اُن پر قادر نہیں ہوسکیں گے، یہ بھی مدد ہے کہ لوگوں کی زبانوں پر ان کی تعریف جاری رہے گی یہ بھی مدد ہے کہ رسول اور ایماندار مشکلات ومصائب میں ہوتے ہیں تو اللہ ان کو صبر کی توفیق بخشتا ہے، یہ بھی مدد ہے کہ آخر کار کامیاب ہی ہوتے ہیں دشمن رُسوا ہوتا ہے، یہ بھی مدد ہے کہ رسولوں مومنوں کو تکلیف پہنچانے والوں سے اللہ خود انتقام لیتا ہے۔ اس عنوان کی تائید اس حدیث شریف سے بھی ہوتی ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جس نے میرے ولی سے عداوت رکھی اس نے مجھ سے

اعلان جنگ کر دیا۔ آیہ مبارکہ کے اگلے حصہ میں فرمایا قیامت کے دن کفار و مشرکین کے عذر نا قابل قبول ہوں گے، ان پر لعنت ہوگی موسیٰ اور بنی اسرائیل کی دنیا میں مدد فرمائی گئی، بنی اسرائیل کو تورات کا وارث بنایا گیا یہ تیری مدد تھی کہ بنی اسرائیل نے تورات کے سارے احکام قواعد و ضوابط کا علم حضرت موسیٰ علیہ السلام سے حاصل کرلیا، پھر یہ نظام نسل در نسل منتقل ہوتا رہا پھر حکم فرمایا گیا یہ کتاب عقل والوں کیلئے ہدایت اور نصیحت ہے۔ انبیاء کرام کی کتابوں میں یہ دونوں چیزیں ہیں ہدایت بھی ہے اور نصیحت بھی۔ احکام پر دلائل بھی ہیں اور ان پر عمل کرنے کی نصیحتیں بھی۔

موسیٰ علیہ السلام کی مدد کے بعد حضور ﷺ سے فرمایا جارہا ہے محبوب کفار کی اذیتوں پر آپ صبر کریں اللہ کا وعدہ برحق ہے، اللہ تعالیٰ آپ کی مدد فرمائے گا۔ حضور ﷺ کو فرمایا گیا آپ اپنے بظاہر خلاف اولیٰ کاموں کی مغفرت طلب کریں اور صبح وشام اللہ کی تسبیح بیان کریں آپ کو استغفار کا جو حکم دیا گیا ہے آپ تو معصوم ہیں پھر استغفار کا ہے کا، ایک معنی یہ ہے کہ محبوب اپنی اُمت کے گناہوں کیلئے استغفار کیجئے، یہ معنی بھی کیا گیا ہے کہ آپ کو دعا کرنے کا حکم دیا گیا ہے کہ آپ کے بعد طلب مغفرت کی دعا آپ کی سنت ہو جائے یہ معنی بھی کیا گیا ہے کہ استغفار کریں اس میں ترقی درجات ہوگی۔ قرآن مقدس نے فرمایا تیرے لئے ہر پچھلا لمحہ پہلے سے بہتر ہے یہ ترقی درجات ہے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

إِنَّ الَّذِينَ يُجَادِلُونَ فِيٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰىهُمْ ۙ اِنْ فِيْ صُدُوْرِهِمْ اِلَّا كِبْرٌ مَّا هُمْ بِبَالِغِيْهِ ۚ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ﴿۵۶﴾ لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ

بے شک جو لوگ بغیر کسی ایسی دلیل کے جو اُن کے پاس آتی ہو اللہ کی آیتوں میں جھگڑا کر رہے ہیں ان کے دلوں میں صرف بڑا بننے کی ہوس ہے جس تک وہ پہنچنے والے نہیں ہیں سو آپ اللہ سے پناہ طلب کیجئے بے شک وہ خوب

وَالْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَمَا يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۙ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَلَا الْمُسِيْٓءُ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۵۸﴾

صدق اللہ العظیم

سننے والا بہت دیکھنے والا ہے (۵٦) آسمانوں اور زمینوں کا پیدا کرنا لوگوں کو پیدا کرنے سے ضرور بہت بڑا ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے (۵۷) اور اندھا اور دیکھنے والا برابر نہیں ہے اور نہ مومنین صالحین بدکاروں کے برابر ہیں تم بہت کم نصیحت حاصل کرتے ہو (۵۸)

تفسیر

اس آیہ مبارکہ میں پھر کفار کا ذکر فرمایا گیا جو بلاوجہ آیات کے بارے میں جھگڑتے ہیں اس آیہ مبارکہ میں ان کے جھگڑنے کی وجہ بیان فرمائی گئی کہ جھگڑتے کیوں ہیں، ان کے جھگڑا کرنے سے مقصد یہ ہے کہ یہ اپنے دلوں میں بڑا بننے کی ہوس رکھتے ہیں وہ جانتے ہیں اگر انہوں نے حضورﷺ کو نبی مان لیا تو ظاہر ہے ان کی اطاعت کرنا پڑے گی اور آپ کی عظمت کا قائل ہونا پڑے گا اب جن لوگوں کے سامنے وہ بڑا بنتے رہے اُنہیں کے سامنے حضور کو بڑا ماننا ہوگا اور ان کی بڑائی کی خواہش ختم ہو جائے گی۔ اس آیہ پاک میں ارشاد فرمایا جا رہا ہے جس بڑائی کی کوشش کرتے ہیں، ہوس رکھتے ہیں وہ بڑائی ان کے ہاتھ نہیں آئے گی بالآخر حضورﷺ کو فتوحات سے نوازا جائے گا مکہ مکرمہ فتح ہوگا یہ سارے کے سارے حضور کے تابع ہوں گے اگرچہ آیہ کریمہ کفار کے حق میں نازل ہوئی مگر یہ عنوان ان تمام باطل پرستوں کیلئے ہے کہ جو محض دلائل حق کو اس لئے نہیں مانتے کہ ماننے میں ان کی رُسوائی ہوگی اور ان کی بڑائی میں فرق آئے گا۔ اس آیہ کریمہ سے ہٹ دھرم اور جھگڑالو لوگ عبرت حاصل کریں اور نصیحت لیں۔

آیہ کریمہ کے آخری میں فرمایا گیا محبوب! آپ فتن و فسادات سے محفوظ رہنے کیلئے اللہ سے پناہ مانگیں، گمراہوں فتنہ پسندوں، فتنہ بازوں سے محفوظ رہنے کیلئے اللہ سے پناہ مانگنے کا حکم دیا جا رہا ہے، ہر دور

کے ضدی، ہٹ دھرم اور معاند لوگ بہت بڑا فتنہ ہیں ہم اللہ اور اس کے رسول کے حکم کے مطابق ان کے فتنوں سے اللہ سے پناہ مانگتے ہیں۔ حضرت زید بن ثابت فرماتے ہیں حضورﷺ ایک مرتبہ بنونجار کے ایک باغ سے گزرے، وہاں چند قبریں دیکھیں فرمایا یہ قبریں کن کی ہیں، عرض کی گئی مشرکین کی فرمایا ان کی قبروں میں آزمائش ہوتی ہے، پھر آپ نے صحابہ کی طرف توجہ کر کے فرمایا آگ کے عذاب سے اللہ کی پناہ طلب کرو، حاضرین نے کہا ہم پناہ طلب کرتے ہیں پھر فرمایا ظاہری باطنی فتنوں سے پناہ طلب کرو، حاضرین نے کہا ہم فتنوں سے پناہ طلب کرتے ہیں پھر فرمایا دجال کے فتنہ سے پناہ طلب کرو، حاضرین نے کہا ہم دجال کے فتنہ سے پناہ طلب کرتے ہیں۔

اگلی آیہ مبارکہ" فخلق السموات و الارض "میں قیامت واقع ہونے کی دلیل فرمائی گئی ہے، کفار کہتے تھے یہ کیسے ممکن ہے ہڈیاں دوبارہ زندہ ہو جائیں۔ اس آیہ میں فرمایا گیا وہ اللہ تعالیٰ جو زمین و آسمان بنانے پر قادر ہے وہ اس پر بھی قادر ہے کہ انسان کو فنا کے بعد پھر بنائے۔ زمین و آسمان کا بنانا تو لوگوں کے بنانے سے بہت بڑا کام ہے جب بڑا کام کرنے پر قادر ہے تو چھوٹا دوبارہ پیدا کرنا تو آسان ہے۔ اگلی آیہ پاک میں فرمایا ایماندار صالحین بدکاروں کے برابر نہیں، معنی یہ ہے کہ عالم اور جاہل برابر نہیں ہو سکتے تم بہت کم نصیحت حاصل کرتے ہو۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

اِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ ﴿۶۰﴾

بے شک قیامت ضرور آنے والی ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے لیکن اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے (۵۹) اور تمہارے رب نے فرمایا تم مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعا کو قبول کروں گا بے شک جو لوگ میری عبادت سے تکبر

کرتے ہیں وہ عنقریب ذلت سے جہنم میں
داخل ہوں گے(۶۰)

تفسیر

اس آیہ مبارکہ کا پچھلی آیات مبارکہ سے تعلق یہ ہے پہلی آیات میں قیامت کے امکان پر دلائل تھے اس آیہ مبارکہ میں قیامت واقع ہونے کی خبریں ہیں مگر اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے، کفار میں تو ایمان ہے ہی نہیں اکثر مسلمانوں میں بھی ایمان کامل نہیں۔ حدیث شریف میں کامل ایمان کی چند نشانیاں فرمائی گئی ہیں، یہ نشانیاں نہ ہوں تو ایمان کامل نہیں، اللہ کے حکم کو ماننا، تقدیر پر راضی ہونا، اپنے معاملات کو اللہ کے سپرد کر دینا، اللہ پر توکل کرنا، صدمے پر صبر کرنا۔ عرض کی گئی یارسول اللہ ایمان کا کون سا وصف سب سے افضل ہے فرمایا جس کی زبان اور ہاتھوں سے لوگ سلامت رہیں، فرمایا ایمان کی علامت یہ بنیادیں ہیں، لا الہ الا اللہ کی شہادت دینا، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا، کتاب اللہ کے مطابق حکم دینا، نبی اُمی کی اطاعت کرنا، جب بنو آدم سے ملاقات ہو تو ان کو سلام کرنا۔

اگلی آیہ مبارکہ میں ارشاد ہے دعا مانگو میں قبول کروں گا، اگر کوئی دعا قبول نہیں ہوتی تو اسے اللہ کے اس ارشاد کے خلاف نہ سمجھا جائے کہ رب تو فرماتا ہے دعا قبول کروں گا مگر میری دعا تو قبول نہیں ہو رہی، ہو سکتا ہے وہ دعا جو میں مانگ رہا ہوں میرے لئے بہتر ہی نہ ہو اللہ رحیم ہے غفور ہے وہ قبول نہیں فرماتا کہ مجھے نقصان نہ ہو۔ بعض اوقات دعا کا قبول نہ ہونا میرے اپنے کسی عمل کا نتیجہ بھی ہوتا ہے جیسے بنی اسرائیل میں بارش نہ ہوئی دعا کرتے رہے، بارش نہ ہوئی فیصلہ کیا کلیم علیہ السلام سے دعا کروائیں قبول ہوگی، کلیم علیہ السلام نے بارگاہِ قدس میں عرض کی اللہ بنی اسرائیل کی دعا کو قبول فرما، حکم ہوا میرے کلیم میں ان کی دعا کو قبول نہیں کروں گا، یا اللہ کیوں؟ فرمایا ان کے پیٹوں میں رزق حرام ہے دعا قبول نہیں کروں گا، معلوم ہوا میرا رزق حرام بھی میری دعا کیلئے رکاوٹ بن جاتا ہے۔ ایک اور حدیث میں ہے پھر ایک موقع بنی اسرائیل

نے موسیٰ علیہ السلام سے درخواست کی دُعا فرمائیں، بارش ہو ہماری دعا تو قبول نہیں ہوتی آپ نے بارگاہ قدس میں درخواست کی حکم ہوا کلیم! دعا قبول نہیں کروں گا، ان میں ایک چغل خور غیبت کرنے والا موجود ہے عرض کی یا اللہ تو بتادے میں اُسے نکال دیتا ہوں فرمایا کلیم جس کام کو میں خود برا جانتا ہوں وہی خود کرنے لگ جاؤں، اس بندے کی نشاندہی کرنا بھی تو غیبت ہے۔ دعا کرنے والے کیلئے ضروری ہے کہ دعا کرتے یقین کرے کہ اس کی دعا قبول ہوگی، رزق حلال ہو دل میں خلوص ہو، دعا کرتے لاپرواہی نہ ہو، عجز وانکساری سے دعا کرے۔ دعا کے آغاز میں اللہ کی حمد کرے، دعا کے اول وآخر درود شریف پڑھا جائے۔

آیہ کے آخری حصہ میں فرمایا گیا جو لوگ میری عبادت سے تکبر کرتے ہیں اس کی بارگاہ میں مانگنے کو اپنی توہین سمجھتے ہیں ایسے مغرور وسرکش لوگوں کو عنقریب دوزخ میں رُسوا کرکے ڈالا جائے گا۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

اَللّٰهُ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿٦١﴾ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ ۘ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۡ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ﴿٦٢﴾ كَذٰلِكَ يُؤْفَكُ الَّذِيْنَ كَانُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ﴿٦٣﴾ اَللّٰهُ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّالسَّمَاۗءَ بِنَاۗءً وَّصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ۭ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ښ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٦٤﴾

اللہ وہ ذات ہے جس نے تمہارے لئے رات بنائی تاکہ تم اس میں سکون پاؤ اور دیکھنے کیلئے دن بنایا بیشک اللہ لوگوں پر فضل کرنے والا ہے لیکن لوگ شکر نہیں کرتے (۶۱) یہی اللہ ہے جو تم سب کا رب ہے ہر چیز کا خالق ہے اس کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں، تم کہاں بھٹک رہے ہو (۶۲) اسی طرح وہ لوگ بھٹک رہے تھے جو اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے تھے (۶۳) اللہ ہی نے تمہارے لیے زمین کو ٹھہرنے کی جگہ بنایا اور آسمان کو چھت بنایا اور تمہاری صورتیں

صدق اللہ العظیم

بنائیں سو سب سے اچھی صورتیں بنائیں اور تم
کو پاکیزہ چیزوں سے رزق دیا یہی اللہ ہے جو
تمہارا رب ہے سو اللہ بہت برکتوں والا ہے جو
تمام جہانوں کا رب ہے (۶۴)

تفسیر

اس سے پہلی آیہ مبارکہ میں بندوں کو دعا کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور فرمایا گیا اللہ سے مانگو وہ عطا کرتا ہے حکم تھا میرے بندو مجھ سے مانگو میں دوں گا، اس آیہ پاک میں ارشاد فرمایا جارہا ہے کہ تمہارے سوالات کو میں پورا کرنے والا ہوں کہ میری قدرت کا یہ عالم ہے رات تمہارے لئے بنائی کہ سکون حاصل کرو اور دن بنایا کہ دیکھ سکو جب میرا اتنا بڑا کرم ہے کہ تمہیں سکون مہیا کرتا ہوں دیکھنے کیلئے دن کو بنایا جو چاہو مانگو میں فضل والا ہوں مگر لوگ شکر نہیں کرتے۔

رات سکون کیلئے ہے کہ دن کی مشقتوں مصیبوں کے بعد آرام سے سو جاؤ اور دن بنایا کہ روشنی میں اپنے کام کاج پورے کرو، اہل اللہ رات کو آرام کے بعد اپنے رب کی عبادت میں بھی رات گزارتے ہیں توبہ واستغفار میں مصروف ہوتے ہیں، غافل لوگ اپنی راتوں کو لہو ولعب میں گزار دیتے ہیں۔

اگلی آیہ پاک میں فرمایا یہی اللہ ہے جو تم سب کا رب ہے اور ہر شے کا خالق ہے اس کے بغیر کسی کی عبادت نہیں کوئی الٰہ نہیں تم کہاں پھر رہے ہو، اس طرح تم سے پہلے لوگ بھی بہک گئے وہ بھی آیات کا انکار کرتے تھے تم بھی اسی طرح اپنے باپ دادا کی تقلید کر رہے ہو اور گمراہی میں گرے جا رہے ہو یہ فرما کر حضور ﷺ کو تسلی دی جارہی ہے محبوب آپ پریشان نہ ہوں ان کے باپ دادا بھی ایسے ہی سرکش تھے بت پرست تھے۔

اگلی آیہ مبارکہ ''اللہ الذی جعل لکم الارض ----'' میں انسان پر کئی قسم کی نعمتوں کا ذکر فرمایا گیا ہے پہلی نعمت یہ ہے کہ اللہ نے تمہارے ٹھہرنے کیلئے زمین بنائی۔ دوسری نعمت یہ کہ آسمان کو تمہارے لئے

چھت بنایا، تیسری نعمت کا ذکر اس طرح فرمایا کہ اللہ نے تمہاری اچھی صورتیں بنائیں، پوری مخلوق میں سب سے زیادہ حسین شکل انسان کی ہی ہے اس کے قد میں حسن ہے، اعضاء میں حسن ہے، دو آنکھیں دو کان دو ہاتھ دو پاؤں سے حسن نمایاں ہوتا ہے۔ اللہ نے انسان کی صورت جب جانوروں سے اعلیٰ بنائی اسے سوچنے سمجھنے کی عقل عطا فرمائی، ہاتھ پاؤں ایسے بنا کر ان سے طرح طرح کی مصنوعات بنا کر اپنی راحت کے سامان پیدا کر لیتا ہے جانوروں کی غذا مفردات سے ہے کوئی گھاس کھاتا ہے کوئی پتے مگر انسان اپنی غذا کیلئے ایک پھل سے طرح طرح کی چیزیں تیار کر لیتا ہے اور لطف اُٹھاتا ہے۔

حضور سید عالم ﷺ کا ایک فرمان اس کے حسن کو اور نمایاں کرتا ہے، ابن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص کسی سے لڑے تو اس کے چہرے پر مارنے سے پرہیز کرے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم کو اپنی صورت پر پیدا فرمایا ہے، انسان کی صورت کو جو اپنی طرف منسوب فرمایا کہ انسانی عزت ہے شرف ہے پھر ایک اور نعمت کا ذکر فرمایا کہ تم کو پاکیزہ چیزوں سے رزق دیا ہے اور اللہ برکتوں والا ہے اور جہانوں کا رب ہے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

هُوَ الْحَيُّ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۗ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٦٥﴾ قُلْ اِنِّيْ نُهِيْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَمَّا جَآءَنِيَ الْبَيِّنٰتُ مِنْ رَّبِّيْ وَاُمِرْتُ اَنْ اُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٦٦﴾

صدق اللہ العظیم

وہی ہمیشہ زندہ ہے اس کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں سو تم اس کی اطاعت کرتے ہوئے اخلاق کے ساتھ اس سے دعا کرو تمام تعریفیں اللہ ہی کیلئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے (٦٥) (محبوب) آپ کہئے مجھے اس سے روک دیا گیا ہے کہ میں ان کی عبادت کروں جن کی تم اللہ کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہو جبکہ

میرے پاس میرے رب کے دلائل آچکے ہیں
اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں رب العالمین کے
سامنے جھک جاؤں (٦٦)

تفسیر

پچھلی آیہ مبارکہ میں انسانوں پر کئی انعامات کا ذکر فرمایا گیا، اس آیہ مبارکہ میں رب قدوس کی صفات مبارکہ کا ذکر ہے وہ ہمیشہ زندہ رہنے والا ہے اس کے بغیر کوئی عبادت کا مستحق نہیں، ان صفات مقدسہ والی ذات گرامی کا شریک ٹھہرانا کہاں کی دانش مندی ہے، انسان کو چاہئے اپنے عقیدہ کی اصلاح کرلے اور شرک سے پاک صاف کرتے ہوئے اسی کی عبادت کرے۔ اگلی آیہ مبارکہ "قل انی نھیت" کے اُترنے کا سبب یہ بنا سیدنا ابن عباس فرماتے ہیں ولید بن مغیرہ اور شیبہ بن ربیعہ حضور ﷺ کے ہاں آئے اور حضور ﷺ کو اپنے دین کی دعوت دی، رب قدوس جل مجدہٗ نے اپنے محبوب کریم علیہ السلام سے فرمایا، محبوب آپ انہیں صاف صاف بتا دیں مجھے میرے رب نے تمہارے خداؤں کی عبادت سے روک دیا ہے میں اپنے رب کے حکم کی خلاف ورزی نہیں کرسکتا، مجھے میرے رب نے توحید کے ایسے ایسے دلائل دیئے ہیں کہ میں اب تمہاری طرف ذرا بھی توجہ نہیں کرسکتا، تمہاری لغو اور بیہودہ گفتگو پر توجہ ہی نہیں دے سکتا اور پھر مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں رب العالمین کے ہر حکم کے سامنے سرِ تسلیم خم کردوں۔

وَصلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلىٰ حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلىٰ آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

هُوَ الَّذِیۡ خَلَقَکُمۡ مِّنۡ تُرَابٍ ثُمَّ مِنۡ نُّطۡفَۃٍ ثُمَّ مِنۡ عَلَقَۃٍ ثُمَّ یُخۡرِجُکُمۡ طِفۡلًا ثُمَّ لِتَبۡلُغُوۡۤا اَشُدَّکُمۡ ثُمَّ لِتَکُوۡنُوۡا شُیُوۡخًا ۚ وَ مِنۡکُمۡ مَّنۡ یُّتَوَفّٰی مِنۡ قَبۡلُ وَ لِتَبۡلُغُوۡۤا اَجَلًا مُّسَمًّی وَّ لَعَلَّکُمۡ تَعۡقِلُوۡنَ ﴿۶۷﴾ هُوَ الَّذِیۡ یُحۡیٖ وَ یُمِیۡتُ ۚ فَاِذَا قَضٰۤی اَمۡرًا فَاِنَّمَا یَقُوۡلُ لَہٗ کُنۡ فَیَکُوۡنُ ﴿۶۸﴾

وہی ہے جس نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا پھر نطفہ سے پھر جمے ہوئے خون سے پھر تمہیں بچہ کی حالت میں ماں کے پیٹ سے نکالتا ہے تا کہ تم جوانی کو پہنچو (پھر زندہ رکھتا ہے) تا کہ بڑھاپے کو پہنچو اور تم میں سے بعض اس سے پہلے فوت ہو جاتے ہیں (تمہیں اس لئے بھی زندہ رکھتا ہے) تا کہ تم اپنی مقرر میعاد تک پہنچ جاؤ اور تا کہ تم عقل سے کام لو (۶۷) وہی ہے جو زندہ رکھتا ہے اور مارتا ہے جب وہ کسی چیز کا فیصلہ فرماتا ہے تو اس سے صرف یہ فرماتا ہے کہ ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے (۶۸)

صدق اللہ العظیم

تفسیر

اس آیہ مبارکہ میں رب قدوس جل مجدہٗ نے پیدائش انسانی کے کئی مرحلوں کا ذکر فرمایا ہے ان مراحل میں پہلا مرحلہ یہ ہے کہ اُس کے بچپن کو ذکر فرمایا ہے اس پہلے مرحلہ میں انسان اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو پاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے کسی حکم کا مکلّف نہیں ہوتا نماز، روزہ حج زکوٰۃ کے احکام اس پر لاگو نہیں ہوتے، نہ یہ ان کا پابند ہوتا ہے اس کا دوسرا مرحلہ جوانی کا ہے اس عرصہ میں یہ احکام کا مکلّف ہے، نماز روزہ کی ادائیگی کا پابند ہے احکام بجالانے سے خدا کا قرب حاصل کرتا ہے سرکشی اور تکبر سے خدا کی دوری ملتی ہے، تیسرا مرحلہ جس کا ذکر فرمایا گیا ہے وہ بڑھاپا ہے جس میں کمزوری آجاتی ہے۔ حضور سید عالم ﷺ پر بڑھاپا آنے سے پہلے ہی بڑھاپے کے آثار پیدا ہو گئے تھے، ایک موقعہ پر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کی حضور آپ

بوڑھے ہوگئے ہیں، فرمایا مجھے سورۂ ہود، المرسلات اور عم یتساءلون نے بوڑھا کر دیا ہے، ان سورتوں میں قیامت کے حالات ، قیامت کی سختیوں کا ذکر ہے۔اس ذکر نے میرے اندر خوف خدا کی ایسی شدت پیدا کر دی ہے جس نے مجھے کمزور کر دیا ہے اور قیامت کا دن ایسا ہے جو بچوں کو بوڑھا کر دے گا۔ بعض لوگوں کے متعلق فرمایا وہ بڑھاپے سے پہلے ہی فوت ہو جاتے ہیں اور کچھ اپنی مقررہ میعاد تک زندہ رہتے ہیں۔ اِن مراحل کے ذکر کے بعد فرمایا گیا لوگو! ہماری قدرت کو دیکھو اور عقل و فکر سے کام لو۔ اپنی قدرت کا ذکر فرمایا کہ وہ انسان پر موت و حیات کی حالتیں پیدا کرتا ہے، اس کی قدرت جب کسی شے کو پیدا کرنا چاہتا ہے تو صرف ''کن'' فرمائے گا، تو وہ شے ہو جائے گی، جب وہ چاہے گا اس کیلئے قیامت کو تمہارا اٹھانا کوئی مشکل مسئلہ نہیں۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ
اللّٰهِ ؕ اَنّٰى يُصْرَفُوْنَ ﴿٦٩﴾ اَلَّذِيْنَ كَذَّبُوْا
بِالْكِتٰبِ وَبِمَآ اَرْسَلْنَا بِهٖ رُسُلَنَا ۫ۛ
فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿٧٠﴾ اِذِ الْاَغْلٰلُ فِيْٓ
اَعْنَاقِهِمْ وَالسَّلٰسِلُ ؕ يُسْحَبُوْنَ ﴿٧١﴾
فِي الْحَمِيْمِ ۙ ثُمَّ فِي النَّارِ يُسْجَرُوْنَ ﴿٧٢﴾
ثُمَّ قِيْلَ لَهُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ ﴿٧٣﴾
مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا بَلْ
لَّمْ نَكُنْ نَّدْعُوْا مِنْ قَبْلُ شَيْـًٔا ؕ كَذٰلِكَ
يُضِلُّ اللّٰهُ الْكٰفِرِيْنَ ﴿٧٤﴾

صدق اللہ العظیم

کیا آپ نے ان لوگوں کی طرف نہیں دیکھا جو اللہ کی آیتوں میں جھگڑ رہے ہیں وہ کہاں پھیرے جا رہے ہیں (٦٩) جن لوگوں نے کتاب اللہ کی تکذیب کی اور اس پیغام کی تکذیب کی جس کے ساتھ ہم نے اپنے رسولوں کو بھیجا تھا عنقریب اُنہیں معلوم ہو جائے گا (٧٠) جب ان کی گردنوں میں طوق ہوں گے اور ان کو زنجیروں کے ساتھ گھسیٹا جائے گا سخت گرم پانی میں (٧١) پھر ان کو دوزخ کی آگ میں جھونک دیا جائے گا (٧٢) پھر ان سے پوچھا جائے گا اب وہ کہاں ہیں

جنہیں تم دنیا میں اللہ کا شریک قرار دیتے تھے
(۷۳) وہ کہیں گے وہ ہم سے گم ہو گئے بلکہ ہم
اس سے پہلے کسی کی عبادت نہیں کرتے تھے اسی
طرح اللہ کافروں کو گمراہ کرتا ہے (۷۴)

تفسیر

اس آیہ مبارکہ میں کفار کی سرکشی ضد اور ہٹ دھرمی کی وجہ بیان فرمائی گئی کہ وہ دلائل کے ہوتے ہوئے ہدایت پر نہیں آتے وہ اس لئے کہ آیات خداوندی میں جھگڑا کرنا، اللہ کے رسولوں سے دشمنی کرنا، اور حق کو جھٹلانا ان کی طبیعت میں رچ بس گیا ہے اس لئے ہدایت حاصل نہیں کر سکتے تھے۔ آیہ مبارکہ میں ایسے سرکش ضدی لوگوں کے انجام کا ذکر فرمایا گیا ہے کہ جن لوگوں نے انبیاء علیہم السلام کو جھٹلایا، اللہ کی آیات کی تکذیب کی عنقریب وہ اس گستاخی کی سزا دیکھ لیں گے، ان کی گردنوں میں طوق ہوں گے انہیں گھسیٹ کر لے جایا جائے گا، آگ میں جھونک دیئے جائیں گے اور جہنم کا ایندھن بن جائیں گے، اس قید و بند اور مصیبت کے وقت ان سے پوچھا جائے گا، اب بتاؤ تمہارا کیا حال ہے تم ہمارے انبیاء کو جھٹلاتے تھے تمہیں رسولوں نے بار بار سمجھایا کہ خدا کے ساتھ شریک ٹھہرانے سے باز آجاؤ، مگر تم انکار کرتے رہے اور بت پرستی پر ڈٹے رہے، اب بتاؤ وہ تمہارے بت کہاں گئے جن کی عبادت کرتے تھے، آج تم مشکل میں مبتلا ہو وہ تمہاری مدد کو کیوں نہیں آتے، اس سوال پر وہ شدید پریشان ہوں گے اور کہیں گے آج وہ ہمیں نظر نہیں آرہے اور کہیں گے کہ ہم تو کسی غیر خدا کی پرستش نہیں کرتے تھے یہ صریح جھوٹ ہوگا، اب جھوٹ انکار بہانہ بازی ان کے کام نہ آسکیں گے۔ اللہ ایسے ہی کافروں کو گمراہ کرتا ہے۔

اس آیہ مبارکہ میں جھگڑالو متعصب لوگوں کی مذمت ہے کہ آیات خداوندی میں جھگڑتے ہیں یہ جھگڑا کرنے والے کون ہیں، ایک تفسیر یہ ہے کہ ان سے مراد مشرکین ہیں ایک معنی یہ بھی کیا گیا ہے ان سے مراد

تقدیر کے منکرین ہیں ایک موقع پر حضورﷺ نے فرمایا عنقریب میری اُمت میں اہل کتاب اور اہل لین ہلاک ہوجائیں گے عرض کی یارسول اللہ اہل کتاب کون ہیں، فرمایا جو کتاب کا علم حاصل کرتے ہیں اور پھر مسلمانوں سے بحث جھگڑا کرتے ہیں، عرض کی اہل لین کون ہیں؟ فرمایا جو لوگ اپنے نفس کی پیروی کرتے ہیں اور نمازوں کو ضائع کرتے ہیں۔

اس آیہ مبارکہ اور اس حدیث پاک میں واضح اشارہ ملتا ہے ایسے لوگوں کی صحبت محفل سے کنارہ کیا جائے ان سے تعلقات محبت کے جذبات نہ بڑھائے جائیں یہ لوگ ظالم ہیں اور ظالموں کے قریب بھی نہ جانے کا درس ملتا ہے۔

وَصلَّى اللّٰـهُ تَعَالىٰ عَلىٰ حَبِيْبِـهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلىٰ آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

ذٰلِكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَفْرَحُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنْتُمْ تَمْرَحُوْنَ ﴿٧٥﴾ اُدْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ﴿٧٦﴾ فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ ۚ فَاِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِيْ نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِلَيْنَا يُرْجَعُوْنَ ﴿٧٧﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ مِنْهُمْ مَّنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ ۗ وَمَا

تمہارا یہ عذاب اس لئے کہ تم ذہن میں اپنی عارضی کامیابی پر ناحق اتراتے تھے اور بے جا اکڑتے پھرتے تھے (۷۵) اب جہنم کے دروازوں میں ہمیشہ کیلئے داخل ہو جاؤ پس تکبر کرنے والوں کا کیسا برا ٹھکانا ہے (۷۶) (محبوب) آپ صبر کیجئے بے شک اللہ کا وعدہ برحق ہے ہم نے ان کو جس عذاب سے ڈرایا ہوا ہے وہ آپ کو کچھ دکھائیں یا اس سے پہلے آپ کو وفات دے دیں انہیں ہماری طرف لوٹایا جائے گا (۷۷) اور بے شک ہم نے آپ سے پہلے بھی بہت رسول بھیجے ان میں سے بعض کے

وَمَا كَانَ لِرَسُولٍ أَنْ يَأْتِيَ بِآيَةٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ ۚ فَإِذَا جَاءَ أَمْرُ اللَّهِ قُضِيَ بِالْحَقِّ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْمُبْطِلُونَ ﴿٧٨﴾

صدق اللہ العظیم

واقعات آپ پر بیان کئے اور بعض کے واقعات بیان نہیں کئے اور کسی رسول کیلئے یہ ممکن نہیں کہ وہ اللہ کی اجازت کے بغیر کوئی معجزہ لے آئے پھر جب اللہ کا حکم ہو گا تو حق کے ساتھ فیصلہ کر دیا جائے گا اور اس وقت باطل پرست نقصان اٹھانے والے ہوں گے (۷۸)

تفسیر

پچھلی آیہ مبارکہ میں کفار و مشرکین کے جہنم میں داخل ہونے کا ذکر تھا، اس آیہ پاک میں ان کی سزا کی وجہ بیان کی جارہی ہے کہ ان کی یہ رُسوائی سزا ہے کیوں؟ فرمایا چونکہ یہ لوگ انبیاء و رُسل کی کوششوں کے باوجود متعصب رہے ہٹ دھرم رہے اور اپنی بری عادات کو چھوڑنے کیلئے تیار نہ ہوئے اور اپنے ناجائز اقتدار پر نازاں رہے، خوشیاں مناتے رہے، آج ان کے جہنم میں جانے کا سبب ان کی یہ اکڑ بازی، سرکشی اور انبیاء کی مخالفت ہے۔

اگلی آیہ مبارکہ میں حضور ﷺ کو فرمایا جارہا ہے، محبوب! آپ ان کی قبیح حرکات پر صبر کریں، اسلام کی کامیابی دین کی سربلندی کیلئے آپ کے رب نے جو آپ سے وعدہ کیا ہے وہ سچا ہے پورا ہو کر رہے گا، دنیا کی کوئی طاقت اس وعدہ کے پورا کرنے میں رکاوٹ نہیں بن سکتی، بہت جلد وہ خود دیکھ لیں گے ان کی بت پرستی نے کس طرح مار کھائی ہے اور کس طرح رسوائی اُن پر مسلط ہوتی ہے۔ اور اسلامی عظمت کو کس طرح فروغ ملتا ہے اگر کچھ کفار اسلام کی عظمت دیکھنے سے پہلے مر جائیں یا ہم آپ کو دنیا سے پہلے اُٹھا لیں یہ لوگ سزا سے بچ سکتے آخر کار انہوں نے ہماری طرف لوٹنا ہے، حضور ﷺ کو صبر کا حکم محض اطمینان کیلئے ہے ورنہ حضور پاک ﷺ تو صبر کا دامن پہلے ہی مضبوطی سے تھامے ہوئے تھے۔

"ولقد ارسلنا " فرما کر پھر حضورﷺ کو اطمینان دلایا جا رہا ہے محبوب! آپ سے پہلے بھی انبیاء علیہم السلام آئے قوموں نے ان سے بھی اچھا سلوک نہیں کیا بعض انبیاء کا ذکر آپ پر کر دیا ہے، بعض کا ذکر قرآن مقدس میں نہیں کیا گیا۔ اس ارشاد سے یہ نہ سمجھ لیا جائے کہ بعض رسولوں کو حضور نہ جانتے تھے، معراج کی رات تمام انبیاء علیہم السلام کا حضور کے پیچھے نماز پڑھنا پھر آل انبیاء کانفرنس کا انعقاد، انبیاء علیہم السلام کی تقاریر اور نبی پاک علیہ السلام کا آخری اور صدارتی خطبہ بتاتا ہے، حضور علیہ السلام تمام انبیاء کو جانتے تھے۔ قرآن مقدس کا یہ ارشاد "كلا نقص عليك من انباء الرسول" سے بھی ظاہر ہے کہ حضور کو تمام انبیاء کا علم ہے، حضرت ابوذر سے روایت ہے کہ عرض کی گئی یا رسول اللہﷺ انبیاء کتنے ہیں فرمایا ایک لاکھ چوبیس ہزار عرض کی گئی حضور رسول کتنے ہیں فرمایا تین سو تیرہ اگر یہ حدیث ضعیف بھی ہو تو فضائل میں معتبر ہے۔

کفار مکہ کا بے تکے سوالات بے معنی معجزات کے مطالبہ کے جواب میں فرمایا گیا کوئی بھی نبی اللہ کے اذن کے بغیر معجزہ نہیں دکھاتا، جب اللہ کا اذن ہو اور نبی معجزہ دکھادے پھر وہ لوگ ایمان لانے میں پس و پیش کریں تو اُن پر عذاب مسلط ہو جاتا ہے اور وہ خسارے میں رہتے ہیں۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

اَللّٰهُ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَنْعَامَ لِتَرْكَبُوْا مِنْهَا وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ﴿٧٩﴾ وَلَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ وَلِتَبْلُغُوْا عَلَيْهَا حَاجَةً فِيْ صُدُوْرِكُمْ وَعَلَيْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُوْنَ ﴿٨٠﴾ وَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ فَاَيَّ اٰيٰتِ اللّٰهِ تُنْكِرُوْنَ ﴿٨١﴾ اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ

اللہ ہی نے تمہارے لئے چوپائے پیدا کئے تا کہ اُن میں سے بعض پر تم سواری کرو اور بعض کو تم کھاتے ہو (۷۹) اور تمہارے لئے اُن چوپائیوں میں اور بھی بہت سے فائدے ہیں اور تا کہ تم ان کے ذریعہ اپنی اُن ضروریات کو پورا کرو جو تمہارے دلوں میں ہیں اور ان چوپایوں پر اور کشتیوں پر تم سوار کر دیئے جاتے

فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ كَانُوْٓا اَكْثَرَ مِنْهُمْ وَاَشَدَّ قُوَّةً وَّاٰثَارًا فِي الْاَرْضِ فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۸۲﴾

صدق الله العظیم

ہو (۸۰) اور وہ تمہیں اپنی نشانیاں دکھاتا ہے پس تم اللہ کی کون کون سی آیتوں کا انکار کرو گے (۸۱) کیا انہوں نے زمین میں سفر نہیں کیا کہ وہ دیکھتے اُن سے پہلے لوگوں کا کیسا انجام ہوا جو ان سے تعداد میں زیادہ تھے اور قوت میں بھی بہت سخت تھے اور ان کی زمین میں یادگاریں بھی بہت تھیں پس ان کے کارناموں نے انہیں کوئی فائدہ نہ پہنچایا (۸۲)

تفسیر

اس آیہ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اپنے انعامات کا ذکر فرما رہا ہے کہ وہ انعامات الٰہیہ کو دیکھ کر خدائے وحدہٗ لاشریک کو اپنا الٰہ، خدا مانیں۔ جانوروں کا ذکر فرمایا کہ ان میں سے بعض جانوروں پر تم سواری کرتے ہو جہاں چاہتے ہو لے جاتے ہو اور بڑے بڑے طاقت ور قوت والے جانور تمہارے سامنے عاجز ہیں اُن جانوروں پر سواری کرو یا کوئی اور بوجھ لادلو وہ تابع ہیں۔ کچھ جانور ایسے ہیں جو تمہیں خوراک کے طور پر کام دیتے ہیں ان کا گوشت استعمال کرتے ہو اور ان جانوروں میں تمہارے لئے طرح طرح کے فوائد ہیں ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ ان پر سوار ہو کر اس منزل تک پہنچو جو تمہارے میلوں میں ہے، جانوروں اور کشتیوں پر لدے پھرتے ہو، کشتیاں ہزاروں من وزن اٹھائے دریاؤں میں تیرتی جا رہی ہیں، بھاری سامان ان کے ذریعہ دنیا کے ایک گوشے سے دوسرے گوشے تک لے جاتے ہو اور تمہیں اپنی نشانیاں دکھاتا ہے کہ ان پر غور وفکر کرو اور سیدھی راہ پر آؤ، اللہ کی لاتعداد نشانیاں تمہارے سامنے ہیں تم کس کس کا انکار کرو گے۔ اللہ تعالیٰ توحید اور قدرت کی نشانیاں صرف آسمانوں اور زمینوں میں ہی نہیں بلکہ

تمہارے وجود میں بھی ہیں۔قدرت کی طرف سے نشانیوں میں انبیاء علیہم السلام کا وجود، اُن سے معجزات کا صادر ہونا، قرآن مقدس کا نزول زبردست نشانی ہے، جس کا مقابلہ نہ ہوسکا۔

اسلام کے سچا ہونے کی یہ زبردست دلیل ہے قیامت تک اس کا جواب نہ ہو سکے گا، پھر ایک اور واضح دلیل دے کر سمجھایا گیا ہے کہ صبح وشام دنیا میں گھومتے ہیں، تجارت کیلئے ملک در ملک جاتے ہیں انہوں نے اپنے سے پہلوں کا حشر نہ دیکھا کہ وہ کس طرح برباد ہو گئے حالانکہ وہ قوت میں زیادہ تھے، تعداد میں زیادہ تھے جب ہمارا عذاب آیا تو ان کے معبودان کے نظریات انہیں قطعی کوئی فائدہ نہ پہنچا سکے۔اس آیہ مبارکہ میں کفار مکہ کو عبرت حاصل کرنے کی نصیحت کی جارہی ہے، یہ لوگ شام یمن کی طرف جاتے ہیں، عادو ثمود کی بربادی کے نشانات دیکھتے ہیں کیا ان سے عبرت حاصل نہیں کرتے کہ ان کی شان وشوکت، مالی فراوانی تعداد کی کثرت، محلات کی بلندی لشکروں کی فراوانی انہیں ہمارے عذاب سے بچا نہ سکی۔

وَصلَّی اللّٰـهُ تَعَالیٰ عَلیٰ حَبِیْبِهٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلیٰ آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ
فَرِحُوْا بِمَا عِنْدَهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ وَ
حَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۸۳﴾
فَلَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ
وَحْدَهٗ وَكَفَرْنَا بِمَا كُنَّا بِهٖ مُشْرِكِيْنَ ﴿۸۴﴾
فَلَمْ يَكُ يَنْفَعُهُمْ اِيْمَانُهُمْ لَمَّا
رَاَوْا بَاْسَنَا ؕ سُنَّتَ اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ
خَلَتْ فِيْ عِبَادِهٖ ۚ وَخَسِرَ هُنَالِكَ
الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۵﴾

صدق اللہ العظیم

جب اُن کے پاس ان کے رسول واضح دلائل لے کر آئے تو اس علم پر اترانے لگے جو اُن کے پاس تھا اور اس عذاب نے انہیں گھیر لیا جس کا وہ مذاق اُڑاتے تھے (۸۳) پھر جب انہوں نے ہمارا عذاب دیکھ لیا تو کہنے لگے ہم اللہ پر ایمان لائے جو واحد ہے اور اب ہم ان کا انکار کرتے ہیں جن کو ہم اس کا شریک قرار دیتے تھے (۸۴) پس ان کے ایمان نے اُن کو اس وقت کوئی فائدہ نہ پہنچایا جب انہوں نے ہمارا عذاب دیکھ لیا یہ اللہ کا اس

کے بندوں میں پرانا دستور ہے اور اس وقت کافر

بہت نقصان میں رہے (۸۵)

تفسیر

پچھلی آیہ مبارکہ میں پہلی قوموں کی ایک حالت ارشاد فرمائی گئی کہ وہ طاقت ور تھیں لشکری قوت بہت تھی اور زمین میں اپنی نشانیوں کے لحاظ سے جانیں پہچانیں تھیں۔ اس آیہ مبارکہ میں اُن قوموں کی ایک اور حالت کا ذکر فرمایا جارہا ہے کہ وہ اپنے رسولوں کے آنے پر اپنے علم پر ناز کرتی تھیں۔ انبیاء کے علم کو جھٹلاتی تھیں، مذاق کرتی، ان کے پاس جب رسول دلائل لائے تو رد کر دیا، اپنے علم کے مقابلہ میں انبیاء کے علم کو رد کیا وہ باطل کو حق سمجھ بیٹھے اور حق کا انکار کرتے رہے۔ موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں سقراط فلسفی تھا لوگوں نے اُسے مشورہ دیا کہ تو موسیٰ علیہ السلام کے ہاں حاضر ہو جا اور فیض حاصل کر اس نے کہا ہم لکھے پڑھے لوگ ہیں ہمیں کسی کی ضرورت نہیں۔

ان کے علم سے مراد یا تو تجارتی کاروبار ہے کہ وہ اس میں دلچسپی رکھتے تھے، دنیا کی ظاہری زندگی اور اس کے منافع حاصل کرنے کو تو کچھ جانتے تھے مگر آخرت جہاں ہمیشہ رہنا ہے جہاں کی راحت تکلیف دائمی ہے اس سے بالکل جاہل و غافل تھے اسی لئے وہ اپنی ظاہری زندگی پر خوش ہو کر انبیاء کے علوم کی طرف توجہ نہیں دیتے تھے اور جب ان پر عذاب آیا تو کہنے لگے ہم ایک خدا پر ایمان لائے اور معبودان باطل کا انکار کیا مگر اب اُن کا یہ کہنا انہیں کوئی فائدہ نہ پہنچا سکا۔ منکرین پر خدا کے غضب کا یہ دستور قدیمی ہے جو اس کے بندوں میں جاری ہے۔ حدیث پاک میں ارشاد ہے اللہ تعالیٰ بندے کی توبہ موت کے سامنے آجانے سے پہلے قبول کرتا ہے ایسے ہی جب آسمانی عذاب سامنے آجائے تو توبہ اور ایمان قبول نہیں ہوتا کہ اللہ کے نزدیک ایمان وہ معتبر ہے جو ایمان بالغیب ہو موت کے وقت کافر کو عذاب کے فرشتے دکھائی دیتے ہیں تو یہ عذاب کے فرشتوں کو دیکھ کر ایمان لاتا ہے، اس کا ایمان قبول نہیں کیا جاتا۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

سورۂ حٰم السجدہ

اس سورۂ پاک کے چھ رکوع ہیں اور ۵۴ آیات۔ اس سورۃ کا ایک نام ’’فصلت‘‘ بھی ہے اس میں سجدہ آتا ہے اس لئے نام السجدہ ہوا، یہ سورۂ پاک مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی یہ سورۂ پاک سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کے بعد نازل ہوئی، آپ کے اسلام قبول کرنے پر کفار کو شدید صدمہ ہوا کہ اسلام آئے دن بڑھتا جا رہا ہے۔

اس صورت حال پر غور کرنے کیلئے کفار مکہ میں ایک اہم میٹنگ ہوئی، اس میٹنگ میں عتبہ بن ربیعہ بھی شامل تھا لوگوں نے مختلف تجویزیں پیش کیں کہ اسلام کے بڑھتے ہوئے سیلاب کو روکا کیسے جائے مگر اس کا روکنا ان کے بس کی بات نہ تھی، عتبہ نے کہا میری تجویز ہے کہ میں محمد (ﷺ) کے پاس جاؤں اور انہیں سمجھاؤں کہ وہ ہماری مخالفت نہ کریں اور اپنے اس نظام کو بند کریں، چنانچہ یہ حضور کے ہاں حاضر ہوا اور بڑی لمبی چوڑی تقریر کی جب اس نے اپنے دلائل ختم کر لئے اور وعظ و نصیحت مکمل کر لی تو حضور ﷺ نے یہ سورۂ پاک تلاوت کی جسے سن کر وہ کچھ بول نہ سکا اور مایوس ہو گیا۔ اس سورۂ پاک میں کفار کی طرف سے حضور ﷺ پر کئے جانے والے اعتراضات کے جوابات دیئے گئے ہیں وہ کہتے تھے قرآن کلام الٰہی نہیں کہ ان کا اپنا بنایا ہوا کلام ہے، وہ توحید باری پر اعتراض کرتے تھے اور کہتے تھے خدا ایک نہیں اس سورۂ پاک میں ایسے اعتراضات کے جوابات فرمائے گئے ہیں، اس سورۂ پاک میں اہل اللہ کی ثابت قدمی بیان فرمائی گئی ہے کہ وہ حق کیلئے کس قدر ہمت، محنت، استقامت سے کام کرتے ہیں۔ اس سورۂ پاک میں قیامت کا ذکر کیا گیا ہے کہ لوگ غور و فکر کریں اور آخرت کیلئے سامان اکٹھا کریں۔

اس سورۃ میں بتایا گیا ہے کہ کائنات کو بنانا کوئی معمولی کام نہیں، اس عظیم الشان مخلوق کا خالق صرف اللہ ہی ہے جس کا کوئی شریک نہیں، اس سورۃ پاک میں بت پرستوں کی سرزنش کی گئی ہے ان کے اس عقیدہ

کی تردید کی گئی ہے کہ قیامت کے دن ان کے معبودان کی امداد کریں گے، اس سورۂ پاک میں ان لوگوں کا ذکر کیا گیا ہے جو کفار کی زیادتیوں کے باوجود حق پر ثابت قدم رہے انہیں فرشتے رحمت کی خوشخبری سنائیں گے اور قیامت کا مذاق اڑانے والوں کو عذاب کی وعید ہے۔

وَصلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلیٰ حَبِیْبِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلیٰ آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ بِعَدِدِ خَلْقِہٖ

سُورَةُ حٰمٓ السَّجْدَة ٤١ مَكِّيَّة ٦١ | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ | اٰيَاتُهَا ٥٤ رُكُوْعَاتُهَا ٦

اللہ کے نام سے جو نہایت رحم فرمانے والا بہت مہربان ہے

حٰمٓ ﴿١﴾ تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿٢﴾
كِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ
يَّعْلَمُوْنَ ﴿٣﴾ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۚ فَاَعْرَضَ
اَكْثَرُهُمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ﴿٤﴾ وَقَالُوْا
قُلُوْبُنَا فِيْٓ اَكِنَّةٍ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَيْهِ
وَفِيْٓ اٰذَانِنَا وَقْرٌ وَّمِنْۢ بَيْنِنَا وَبَيْنِكَ
حِجَابٌ فَاعْمَلْ اِنَّنَا عٰمِلُوْنَ ﴿٥﴾

صدق اللہ العظیم

حامیم (۱) یہ الرحمان الرحیم کی طرف سے نازل کیا ہوا کلام ہے (۲) یہ ایسی کتاب ہے جس کی آیتوں کی تفصیل کی گئی ہے علم والوں کیلئے عربی قرآن ہے (۳) ثواب کی خوشخبری دینے والا اور عذاب سے ڈرانے والا پس ان میں سے اکثر نے منہ پھیر لیا کہ وہ نہیں سنیں گے (۴) اور انہوں نے کہا جس دین کی طرف آپ ہمیں بلا رہے ہیں ہمارے دلوں میں اس پر پردے ہیں اور ہمارے کانوں میں ڈاٹ ہے اور ہمارے اور آپ کے درمیان پردہ ہے سو آپ اپنا کام کیجئے اور ہم اپنا کام کرنے والے ہیں (۵)

تفسیر

حامیم حروف مقطعات ہیں یہ اللہ اور اس کے رسول کے درمیان راز ہیں، یہ معنی بھی کیا گیا ہے ح سے مراد حبیب ہے اور م سے مراد محبوب ہے۔ یہ معنی بھی کیا گیا ہے کہ ح سے مراد حکمت ہے اور میم سے مراد منّت (احسان) ہے۔اس آیہ مبارکہ میں قرآن مقدس کی کئی صفات کا ذکر ہے۔حم قرآن مقدس کا نام ہے ایک صفت یہ ہے قرآن پاک اللہ کی طرف سے اُتارا گیا ہے،ایک صفت یہ ہے کہ یہ تھوڑا تھوڑا نازل ہوا، یہ منزّل ہے ایک صفت یہ ہے اس کتاب کو الرحمان الرحیم نے نازل فرمایا ہے ایک صفت یہ ہے کہ کتاب ہے، کتاب وہ شے ہے جو کئی مضامین کو جامع ہو یہ کتاب ہدایت کی تمام اقسام کو جامع ہے، ایک صفت یہ ہے کہ اس کلام کی آیات کی تفصیل کی گئی ہے،اس کتاب میں کئی آیات ہیں توحید خداوندی پر دلائل انبیاء ورسل کے واقعات،شریعت مطہرہ کے احکامات،حشرنشر کا ذکر،حساب وکتاب کی تفصیل، جنت دوزخ کا ذکر غرضیکہ یہ کتاب کئی آیات کیلئے جامع ہے۔قرآن مقدس کی ایک صفت کا ذکر اس طرح ہے کہ وہ علم والوں کیلئے عربی قرآن ہے۔اس کے علوم قواعد اصول عربی جاننے والے ہی سمجھتے ہیں،ایک صفت یہ فرمائی گئی ہے کہ یہ کتاب بشارت دینے والی ہے کہ اپنے ماننے والوں کو آخرت کی بہتری کی خوشخبری سناتی ہے، ایک صفت یہ ہے کہ یہ کتاب اپنے نہ ماننے والوں کو آخرت کے عذاب کا ڈر سناتی ہے، کفار ومشرکین کی اکثریت اسے سنتی تو ہے مگر ایمان نہیں لاتی۔

کفار ومشرکین نے کہا ہمارے دلوں پر پردے ہیں اور کان بند ہیں، ہمارے آپ کے درمیان حجاب ہے آپ اپنا کام کریں ہم اپنا کرتے رہیں گے۔حجاب سے مراد اُن کی اندھی تقلید ہے جو اپنے باپ داداؤں کی کرتے تھے، تمام ذریعے جو انہیں حاصل تھے اس اندھی تقلید کی وجہ سے معطل ہو چکے ہیں۔اس سورۂ پاک کے اُترنے کا شان نزول یہ ہے اسلام کی بڑھتی ہوئی رفتار نے کفار کو پریشان کر دیا کہ آئے دن لوگ اسلام میں داخل ہو رہے ہیں۔محمد بن اسحاق نے بیان کیا محمد بن کعب قرظی کہتے ہیں ایک دن عتبہ بن ولید

نے حضور ﷺ سے کہا آپ نے اپنی تبلیغ سے پورے خاندان میں تفرقہ ڈال دیا ہے اور قوم کو مشکل میں مبتلا کر دیا ہے اس پریشانی کے حل کیلئے میں چند ایک تجویزیں دیتا ہوں کہ آپ اُن میں سے جسے چاہیں پسند کرلیں ایک یہ اگر آپ مال جمع کرنا چاہتے ہیں تو ہم آپ کو اتنا مال جمع کر دیتے ہیں، آپ سب سے زیادہ مال دار ہوں گے اگر آپ حکمرانی چاہتے ہیں تو ہم آپ کو قریش کا سردار مان لیتے ہیں اگر آپ بیمار ہیں تو ہم آپ کا علاج کرا دیتے ہیں، جب عتبہ نے اپنی تقریر مکمل کر لی تو حضور ﷺ نے فرمایا اب میری بات سنو آپ نے اس کے جوابات دینے کے بجائے اس سورۂ پاک کی تلاوت کردی۔ سجدہ کی آیہ آئی تو آپ نے سجدہ کیا اور پھر عتبہ نے کہا، اللہ کی قسم میں نے ایسا کلام سنا ہے جو پہلے کبھی نہیں سنا تھا، اللہ کی قسم نہ وہ جادو ہے نہ شعر ہے نہ کسی کاہن کا کلام ہے، قریش نے عتبہ کی باتیں سن کر کہا اے عتبہ بن ربیعہ تجھ پر محمد نے جادو کر دیا، عتبہ نے کہا میری رائے تو یہی ہے کہ اس کے مقابلہ سے باز آجاؤ، آگے تمہیں اختیار ہے جو چاہو کرو۔ (ابن کثیر جلد ۴)

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ
اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَاسْتَقِيْمُوْٓا
اِلَيْهِ وَاسْتَغْفِرُوْهُ ۗ وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِيْنَ ﴿٦﴾
الَّذِيْنَ لَا يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ
هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿٧﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ
عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ﴿٨﴾

(محبوب) آپ کہہ دیجئے میں تمہاری مثل بشر ہوں میری طرف یہ وحی کی جاتی ہے کہ بے شک تمہارا معبود واحد معبود ہے تم اس کی طرف مستقیم رہو اور اسی سے استغفار کرو اور مشرکین کیلئے تباہی ہے (٦) جو زکوٰۃ (خیرات) ادا نہیں کرتے اور وہ آخرت کا انکار کرنے والے ہیں (٧) بے شک جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کئے ان کیلئے ایسا اجر ہے جو ختم نہیں ہوگا (٨)

صدق اللہ العظیم

تفسیر

اس آیہ مبارکہ کا پچھلی آیہ پاک سے ربط یہ ہے کفار نے کہا ہمارے دلوں پر پردہ ہے، کان بہرے ہیں ہمارے تمہارے درمیان پردہ حائل ہے، آپ سے فائدہ نہیں اُٹھا سکتے نہ آپ کا پیغام ہم تک پہنچ سکتا ہے، اس آیہ مبارکہ میں ان کی تردید کی جارہی ہے، اگر میں فرشتہ یا جن ہوتا تو پھر تو یہ بات درست ہوتی کہ تم لوگ میری بات نہیں سمجھ سکتے، جب میں بھی تمہاری طرح انسان ہوں پھر میری بات کیوں نہیں سمجھی جاسکتی، تمہاری باتیں سراسر لغو ہیں جن کی کوئی حقیقت نہیں۔

حضرت حسن بصری فرماتے ہیں، حضورﷺ کو یہ کہنے کا حکم عجز وانکساری تواضع کے اظہار کیلئے دیا گیا، بعض لوگوں کو غلط فہمی ہوگئی کہ حضورﷺ بھی ہماری طرح عام انسان ہیں اور ہم جیسے ہیں (معاذ اللہ) اس غلط نظریہ کی تردید کیلئے حضورﷺ کا یہ ارشاد کافی ہے "ایکم مثلی ابیت عند ربی یطعمنی و یسقینی او کما قال ﷺ" تم میں سے میری مثل کون ہوسکتا ہے میں تو اپنے رب کے حضور رات گزارتا ہوں وہ مجھے کھلاتا بھی ہے پلاتا بھی ہے اگر حضورﷺ ہم جیسے ہیں تو کس بات میں، وہ آیہ کا آخری حصہ بتاتا ہے "الھکم الہ واحد" تمہارا خدا واحد ہے یکتا ہے (الہٰ میں بھی نہیں تم بھی نہیں) اگر میں تمہیں کسی ایسی بات پر ایمان لانے کی دعوت دیتا جسے عقل سلیم نہ مانتی تو پھر تمہاری بے رُخی کچھ معنی رکھتی، میں تو تمہیں سچائی کی دعوت دے رہا ہوں، خدا کی توحید کی طرف بلا رہا ہوں، تمہاری بہتری اسی میں ہے کہ میری دعوت کو قبول کرو اسی کی طرف متوجہ ہوجاؤ، اسی سے معافی مانگو۔

اور مشرکین کیلئے ہلاکت ہے کہ انہیں کسی غریب پر رحم نہیں آتا وہ اپنی دولت کو خرچ نہیں کرتے بخل سے کام لیتے ہیں انکی سنگ دلی کی وجہ یہ ہے کہ وہ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے۔ یہاں پر زکوٰۃ نہ دینے کا معروف معنی نہیں بلکہ اس سے مراد تزکیہ نفس ہے یعنی وہ اپنے اعمال کا تزکیہ نہیں کرتے، اپنے نفسوں کو شرک سے پاک نہیں کرتے یہ معنی بھی ہے کہ غرباء کو خیرات نہیں دیتے۔ ان کے علاوہ ایک دوسرا گروہ بھی ہے جو

نورِ ایمان سے بہرہ ور ہے نیکیوں میں مصروف رہتا ہے، برائیوں سے بچتا ہے اس گروہ کو جو اجر ملے گا وہ کبھی ختم نہ ہوگا۔اس کا ایک معنی یہ بھی کیا گیا ہے کہ مومن جن اعمال کا عادی ہوتا ہے اگر کسی بیماری یا سفر یا کسی دوسرے عذر کے باعث یہ عمل ترک ہو جائے تو بھی اس عمل کا اجر قطع نہیں کیا جاتا فرشتوں کو حکم ہوتا ہے کہ میرا بندہ جو عمل صحت میں کرتا تھا وہ اعمال اس کے نامہ عمل میں لکھے جائیں۔

وَصلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلیٰ حَبِیۡبِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلیٰ آلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ بِعَدَدِ خَلۡقِہٖ

قُلۡ اَئِنَّكُمۡ لَتَكۡفُرُوۡنَ بِالَّذِىۡ خَلَقَ الۡاَرۡضَ فِىۡ يَوۡمَيۡنِ وَتَجۡعَلُوۡنَ لَهٗۤ اَنۡدَادًا ؕ ذٰلِكَ رَبُّ الۡعٰلَمِيۡنَ ۚ‏ ﴿۹﴾ وَجَعَلَ فِيۡهَا رَوَاسِىَ مِنۡ فَوۡقِهَا وَبٰرَكَ فِيۡهَا وَقَدَّرَ فِيۡهَاۤ اَقۡوَاتَهَا فِىۡۤ اَرۡبَعَةِ اَيَّامٍ ؕ سَوَآءً لِّلسَّآئِلِيۡنَ ﴿۱۰﴾ ثُمَّ اسۡتَوٰۤى اِلَى السَّمَآءِ وَهِىَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَلِلۡاَرۡضِ ائۡتِيَا طَوۡعًا اَوۡ كَرۡهًا ؕ قَالَتَاۤ اَتَيۡنَا طَآئِعِيۡنَ ﴿۱۱﴾

صدق اللہ العظیم

آپ کہیے کیا تم واقعی اس ذات کا کفر کر رہے ہو جس نے دو دنوں میں زمین کو پیدا کیا اور تم اس کے شریک قرار دے رہے ہو حالانکہ وہی تمام جہانوں کا رب ہے(۹) اور اس نے زمین کے اوپر بھاری پہاڑ نصب کر دیئے اور اس میں برکت رکھی اور زمین میں رہنے والوں کی غذا بھی چار دنوں میں مقرر کی جو طلب کرنے والوں کیلئے برابر ہے(۱۰) پھر اس نے آسمان کی طرف قصد فرمایا اور وہ اس وقت دھواں تھا پھر اس نے آسمان اور زمین سے فرمایا کہ تم دونوں خوشی یا ناخوشی سے حاضر ہو ان دونوں نے کہا ہم دونوں بہ خوشی حاضر ہیں(۱۱)

تفسیر

ان آیات مبارکہ میں رب قدوس جل مجدہٗ نے اپنی قدرت کاملہ کے دلائل فرمائے ہیں تم لوگ جو میرے شریک ٹھہرا رہے ہو، ذرا یہ تو بتاؤ اُن میں کسی کے اندر میری صفات میں سے ذرہ بھر بھی پرتَو ہے، ہرگز نہیں پھرانہیں میرا شریک گردانتے ہو جس ذات گرامی نے زمین کو دو دن کے اندر پیدا فرما دیا اس کے شریک بناتے ہو یہ اس کی قدرت کا عالم ہے افسوس ہے تم غور و فکر نہیں کرتے اس کی قدرت کا تو یہ عالم ہے وہ چاہے تو چشم زدن میں بھی پیدا کر دے مگر آہستہ بہ تدریج اس کی حکمت کا تقاضا ہے اپنی قدرت کاملہ کا دوسرا پہلو یہ ارشاد فرمایا کہ زمین پر پہاڑ قائم کر دیئے تا کہ زمین حرکت کرنے سے محفوظ رہے، پہاڑوں کو ''رواسی'' اس لئے فرمایا گیا کہ ان کی جڑیں زمین میں دور تک پھیلی ہوئی ہیں، زمین میں پہاڑ اس کے توازن کو درست رکھنے کیلئے پیدا کئے گئے جیسے متعدد آیات مبارکہ میں ذکر ملتا ہے۔ یہ پہاڑ میخوں کی طرف زمین میں دھنسے ہوئے نہیں بلکہ زمین سے بہت اونچے ہیں ان کی اونچائی میں بھی حکمت ہے کہ ان پہاڑوں کے اندر کئی قسم کی معدنیات موجود ہیں اگر یہ پہاڑ زمین میں دھنسے ہوئے تو معدنیات کا نکالنا مشکل ہوتا، ان پہاڑوں میں بے شمار برکتیں رکھ دی گئی ہیں اور اندازہ سے مقرر کر دی گئی ہیں ان میں جانوروں کی غذائیں رکھ دی گئی ہیں، گویا زمین انسانوں، جانوروں کی ضروریات کیلئے زبردست گودام ہے جس سے ہر ایک کو ہر شے مل رہی ہے اور یہ سٹاک ختم ہونے والا نہیں۔

زمین پر رہنے والے تمام قسم کے جانوروں کیلئے خوراک موجود ہے جس جانور کو جتنی غذا مطلوب ہے اہتمام کر دیا گیا ہے یہ سارے انتظامات چار دنوں میں یعنی چار دوروں میں مکمل کر دیئے گئے۔ حافظ ابن کثیر نے ابن عباس کے حوالہ سے یہ روایت بھی نقل کی ہے یہود مدینہ نے حضور ﷺ سے زمین و آسمان کی پیدائش کا سوال کیا تو آپ نے یہ آیات پڑھیں۔ یہ تمام انعامات کسی ایک مخلوق کیلئے نہیں جو بھی حوصلہ ہمت کرے گا حاصل کر سکے گا، ان کمالات قدرت کے بعد فرمایا پھر آسمان بنانے کی طرف توجہ فرمائی یہ پہلے

ایک دھواں سا تھا اس نے اپنی قدرت کاملہ سے سات آسمان پیدا فرمائے پھر زمین و آسمان کو حکم دیا کہ جس کام کیلئے تمہیں پیدا کیا گیا ہے وہ اپنی ذمہ داری پوری کرنے کیلئے حاضر ہو جاؤ، یہ حکم کی تعمیل ہے جو تمہیں کرنا ہوگی، زمین و آسمان نے جواب میں کہا ہمارے رب ہم خوشی سے حاضر ہیں تابع فرمان ہیں۔ اس سے معلوم ہوا اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان میں شعور پیدا فرمایا ہے کہتے ہیں سمجھتے ہیں ادراک رکھتے ہیں۔

وَصلّٰی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ بِعَدَدِ خَلْقِہٖ

فَقَضٰهُنَّ سَبْعَ سَمٰوَاتٍ فِیْ یَوْمَیْنِ
وَاَوْحٰی فِیْ كُلِّ سَمَآءٍ اَمْرَهَا ؕ وَزَیَّنَّا
السَّمَآءَ الدُّنْیَا بِمَصَابِیْحَ ۖۗ وَحِفْظًا ؕ
ذٰلِكَ تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ ﴿۱۲﴾
فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَقُلْ اَنْذَرْتُكُمْ صٰعِقَةً
مِّثْلَ صٰعِقَةِ عَادٍ وَّثَمُوْدَ ﴿۱۳﴾ ؕ
اِذْ جَآءَتْهُمُ الرُّسُلُ مِنْۢ بَیْنِ
اَیْدِیْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا
اِلَّا اللّٰهَ ؕ قَالُوْا لَوْ شَآءَ رَبُّنَا لَاَنْزَلَ
مَلٰٓىِٕكَةً فَاِنَّا بِمَاۤ اُرْسِلْتُمْ
بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴿۱۴﴾

صدق اللہ العظیم

تو اسی نے دو دن میں ان کو پورے سات آسمان بنا دیا اور ہر آسمان میں اس کے متعلق احکام بھیجے اور ہم نے آسمان دنیا کو چراغوں سے مزین کیا اور اس کو محفوظ فرما دیا یہ بہت غالب بے حد علم والے کا مقرر کیا ہوا انداز ہے (۱۲) پھر بھی اگر وہ اعراض کریں تو آپ کہئے کہ میں نے تمہیں ایسے ہولناک کڑک والے عذاب سے ڈرایا ہے جیسا ہولناک کڑک والا عذاب عاد اور ثمود پر آیا تھا (۱۳) جب ان سے پہلے زمانہ میں اور ان کے بعد زمانہ میں رسول آئے کہ تم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو تو انہوں نے کہا اگر ہمارا رب چاہتا تو ضرور فرشتے نازل فرماتا سو تمہیں جو پیغام دے کر بھیجا گیا ہے ہم اس کا انکار کرنے والے ہیں (۱۴)

تفسیر

چنانچہ سات آسمان بنا دیئے گئے اور ہر آسمان کے حسب حال وہاں احکام نازل فرمائے گئے تا کہ ہر آسمان کی مخلوق قدرت کی منشاء کے مطابق اپنی زندگی گزار سکے، آسمانوں کی تخلیق اور ان میں وحی فرمانے کے کرم کے بعد دوسرے فضل وکرم کا ذکر فرمایا کہ ہم نے آسمان دنیا کو ستاروں سے سجایا، جس سے حسن وکمال کی جھلک واضح ہوتی ہے، ان ستاروں کی روشنی سے رات کی گھٹن کم ہوتی ہے، پھر آسمانوں کے اس حسن کو قائم رکھنے کیلئے آسمانوں کو مضبوط بنا دیا۔ اس تخلیق میں نہ تو کسی قسم کی دراڑ ہے نہ کجی ہے نہ ٹیڑھا پن ہے ہر طرح سے محفوظ کر دیا ہے۔ آیہ کے آخر میں فرمایا یہ سارا نظام حیران کن اشیاء ہر چیز کا محل اور مقام ساری منصوبہ بندی خدائے قدوس کی قدرت کا کرشمہ ہے غالب اور علیم کا ہے، زمین وآسمان کی تخلیق کو دیکھ کر بھی اگر کفار توحید کی طرف نہ آئیں اور سرگردانی کریں تو آگاہ رہیں جس عذاب نے عادوثمود کو برباد کیا تھا وہ عذاب ان کی تباہی کا بھی سبب بنے گا اور پھر یہ لوگ یہ نہ کہہ سکیں گے ہمیں کسی نے توجہ ہی نہیں دلائی تھی ورنہ ہم سنبھل جاتے۔

ان سرکشوں کی ایک عادت کا ذکر فرمایا جارہا ہے جب ان کے آگے پیچھے ہر طرف سے رسول آئے اور انہیں سمجھایا کہ اللہ کے بغیر کسی کی پرستش نہ کرو تو انہوں نے کہا اگر اللہ کو یہ منظور ہوتا کہ ہم کو اس راستہ پر چلائے جو تم ہمیں بتا رہے ہو تو آسمان سے فرشتے نازل کر دیتا، فرشتے نازل نہیں ہوئے لہذا ہم تمہاری تعلیم کا انکار کرتے ہیں یعنی یہ نہیں مانتے کہ خدا ایک ہے جس نے زمین وآسمان بنائے ہیں اور اپنی اس جہالت پر اصرار ہی کرتے ہیں کہ خدا کے ساتھ دوسروں کو شریک ٹھہرائیں گے اور اپنے باپ دادا کی روش ختم نہیں کریں گے، تم بھی تو ہماری طرح انسان ہو ہم نہیں مانتے کہ تمہیں خدا نے بھیجا ہے اور اس غرض کیلئے بھیجا ہے کہ ہم اپنا مذہب چھوڑ کر تمہارا دین اختیار کر لیں، ایسا کبھی نہیں ہوسکتا۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

فَاَمَّا عَادٌ فَاسْتَكْبَرُوْا فِي الْاَرْضِ
بِغَيْرِ الْحَقِّ وَقَالُوْا مَنْ اَشَدُّ مِنَّا
قُوَّةً ۭ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ
خَلَقَهُمْ هُوَ اَشَدُّ مِنْهُمْ قُوَّةً ۭ وَ
كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ﴿۱۵﴾
فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا صَرْصَرًا فِيْٓ
اَيَّامٍ نَّحِسَاتٍ لِّنُذِيْقَهُمْ عَذَابَ
الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۭ وَلَعَذَابُ
الْاٰخِرَةِ اَخْزٰى وَهُمْ لَا يُنْصَرُوْنَ ﴿۱۶﴾
وَاَمَّا ثَمُوْدُ فَهَدَيْنٰهُمْ فَاسْتَحَبُّوا
الْعَمٰى عَلَي الْهُدٰى فَاَخَذَتْهُمْ
صٰعِقَةُ الْعَذَابِ الْهُوْنِ بِمَا كَانُوْا
يَكْسِبُوْنَ ﴿۱۷﴾ وَنَجَّيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ﴿۱۸﴾

صدق اللہ العظیم

عاد کا حال یہ تھا کہ وہ زمین میں کسی حق کے بغیر بڑے بن بیٹھے اور کہنے لگے ہم سے زیادہ طاقت ور کون ہے ان کو یہ نہ سوجھا کہ جس خدا نے انہیں پیدا کیا ہے وہ اُن سے زیادہ طاقتور ہے وہ ہماری آیات کا انکار ہی کرتے رہے (۱۵) آخر کار ہم نے چند منحوس دنوں میں سخت طوفانی ہوا ان پر بھیج دی تا کہ انہیں دنیا ہی کی زندگی میں ذلت و رُسوائی کے عذاب کا مزہ چکھا دیں اور آخرت کا عذاب تو اس سے بھی زیادہ رُسوا کن ہے وہاں کوئی ان کا مددگار نہیں ہوگا (۱۶) ثمود تو ان کے سامنے ہم نے سیدھی راہ پیش کی مگر اُنہوں نے راستہ دیکھنے کے بجائے اندھا بنا رہنا پسند کیا، آخر ان کے کرتوتوں کی بدولت ذلت کا عذاب ان پر ٹوٹ پڑا (۱۷) اور ہم نے ان لوگوں کو بچا لیا جو ایمان لاتے تھے اور گمراہی سے بچتے تھے (۱۸)

تفسیر

پچھلی آیہ مبارکہ میں کفار کی سرکشی کا ذکر تھا اس آیہ پاک میں خصوصاً عاد کی بربادی کا ذکر فرمایا گیا ہے کہ وہ سرکش تھے متکبر تھے اپنے مال و دولت پر مغرور تھے اپنے سوا کسی کو کچھ سمجھتے ہی نہ تھے، خدا کا غضب،

عذاب قہران کے دلوں سے اُٹھ گیا تھا اور کہتے تھے ہم سے زیادہ کوئی طاقت ور نہیں، اُنہیں توجہ دلائی گئی ہے کہ ظالمو! تمہیں یہ علم نہیں کہ جس اللہ نے تمہیں پیدا کیا ہے وہ تم سے زیادہ طاقت ور ہے وہ ہمیشہ آیات الٰہیہ کا انکار کرتے تھے، ان کے اس اکڑ وغرور کے سبب ہم نے ان پر سخت ٹھنڈی ہوا بھیج دی، ایسی سخت ٹھنڈی ہوا تھی جس سے کانوں کے پردے پھٹے جاتے تھے یہ عذاب ان پر سات دن اور آٹھ رات تک رہا، مکان اُکھڑ گئے خود برباد ہو گئے یہ تو ان پر دنیا کی ذلت تھی اور آخرت کا عذاب اس سے بھی زیادہ رُسوا کن ہو گا اور ان کی کسی طرح بھی مدد نہ کی جائے گی۔

اس عذاب کا ذکر کرتے فرمایا گیا یہ عذاب منحوس دنوں میں آیا اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ دن منحوس تھے صحیح مطلب یہ ہے کہ ان ایام میں چونکہ اس قوم پر عذاب آیا اس بناء پر وہ قوم عاد کیلئے منحوس تھے، یہ معنی بھی کیا گیا ہے کہ یہ دن گرد وغبار والے دن تھے اس لئے نحس کہا گیا، گرد وغبار کے سبب کوئی چیز دکھائی نہ دیتی تھی۔ عروہ بن عامر فرماتے ہیں جب کبھی حضور کے سامنے کسی منحوس چیز کا ذکر ہوتا تو آپ دعا فرماتے، اللہ تو ہی اچھائیوں کو لانے والا ہے تو ہی تمام برائیوں کو دور کرنے والا ہے (ولاحول ولاقوۃ)

سورۃ الحاقہ شریف میں اس عذاب کی کیفیت اس طرح ذکر ہے وہ لوگ اس تیز ٹھنڈی ہوا سے گر گر کر مر گئے، جیسے کھجور کے تنے گر پڑے ہوں۔ جس چیز پر بھی یہ ہوا گزر گئی اسے بوسیدہ کر کے رکھ دیا اس ہوا کے چلنے پر عاد خوشیاں منانے لگے کہ گھٹا بہترین ہے بارش ہو گی، حالات بہتر ہو جائیں گے مگر وہ اس طرح آئی کہ پورے علاقے کو تباہ کر کے رکھ دیا اور یہ رُسوائی ان کے تکبر کا نتیجہ تھا، اور جو تھوڑا سا حصہ بربادی سے بچ گیا وہ دنیا کی قوموں کے سامنے رُسوا ہوا۔ اگلی آیہ پاک میں ثمود کا واقعہ فرمایا گیا کہ ہم نے انہیں انبیاء علیہم السلام کے ذریعہ سیدھی راہ بتائی کہ اس پر چل کر نجات پالیں مگر انہوں نے گمراہی کے راستہ کو پسند کیا، ان پر عذاب کی کڑک آئی اور وہ اپنے کردار کی وجہ سے رُسوا ہو گئے اور اللہ تعالیٰ کی قدرت نے اس عظیم عذاب اور جھکڑ میں ایمانداروں کو بچا لیا۔ حضرت صالح علیہ السلام اور ان کے پیروکار محفوظ رہے۔

وَصلّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلیٰ حَبِیْبِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلیٰ آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ بِعَدَدِ خَلْقِہٖ

وَيَوْمَ يُحْشَرُ اَعْدَآءُ اللّٰهِ اِلَى
النَّارِ فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ﴿١٩﴾ حَتّٰٓى اِذَا
مَا جَآءُوْهَا شَهِدَ عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ
وَاَبْصَارُهُمْ وَجُلُوْدُهُمْ بِمَا
كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿٢٠﴾ وَقَالُوْا لِجُلُوْدِ
هِمْ لِمَ شَهِدْتُّمْ عَلَيْنَا ؕ قَالُوْٓا اَنْطَقَنَا
اللّٰهُ الَّذِيْٓ اَنْطَقَ كُلَّ شَيْءٍ
وَّهُوَ خَلَقَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّاِلَيْهِ
تُرْجَعُوْنَ ﴿٢١﴾ وَمَا كُنْتُمْ
تَسْتَتِرُوْنَ اَنْ يَّشْهَدَ عَلَيْكُمْ
سَمْعُكُمْ وَلَآ اَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُوْدُ
كُمْ وَلٰكِنْ ظَنَنْتُمْ اَنَّ اللّٰهَ
لَا يَعْلَمُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿٢٢﴾

صدق اللہ العظیم

اور جس دن اللہ کے دشمنوں کو آگ کی طرف لایا جائے گا پھر ان کو جمع کیا جائے گا (۱۹) جب وہ دوزخ کی آگ تک پہنچ جائیں گے تو ان کے کان اور ان کی آنکھیں اور ان کی کھالیں ان کے خلاف ان کاموں کی گواہی دیں گے جو وہ دنیا میں کیا کرتے تھے (۲۰) اور وہ اپنی کھالوں سے کہیں گے تم نے ہمارے خلاف گواہی کیوں دی، وہ جواب دیں گے ہمیں اسی اللہ نے قوت گویائی بخشی جس نے ہر چیز کو گویا کر دیا اور اسی نے تم کو پہلی بار پیدا کیا تھا اور تم سب اُسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے (۲۱) اور تم اس سے کہاں چھپ کر جاتے کہ تم پر گواہی دیں تمہارے کان اور تمہاری آنکھیں اور تمہاری کھالیں، لیکن تم تو یہ سمجھے بیٹھے تھے کہ اللہ تمہارے بہت سے کام نہیں جانتا (۲۲)

تفسیر

پہلی آیہ کریمہ سے تعلق یہ ہے اس آیہ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے کفار کے اس عذاب کو بیان فرمایا ہے جو دنیا میں اُن پر اُتارا گیا تھا، ان آیات مبارکہ میں کفار کے اس عذاب کو بیان فرمایا جا رہا ہے جو آخرت میں اُن پر نازل کیا جائے گا، کفار کو قبروں سے نکال کر جہنم کے کنارے تک لے جائیں گے وہاں پر پہلے نیچے

والوں کو روک لیا جائے گا تا کہ بعد میں آنے والے بھی آ جائیں، پھر ایک ساتھ سب کا حساب شروع ہو گا، تمام حاضرین کی موجودگی میں ہی فیصلہ کامیاب رہتا ہے اور انصاف کا تقاضا بھی یہی ہے کہ سب حاضر ہوں جب وہ دوزخ کی آگ تک پہنچ جائیں گے تو ان کے کان اُن کی آنکھیں ان کی کھالیں ان کے خلاف ان کاموں کی گواہی دیں گے جو وہ دنیا میں کیا کرتے تھے۔

مسلم شریف کی ایک طویل حدیث شریف کا آخری حصہ اس طرح ہے اللہ تعالیٰ سے ایک بندہ عرض کرے گا، یا اللہ میں نے نماز پڑھی، روزہ رکھا، صدقہ کیا اور وہ بند حسب طاقت اللہ کی حمد وثناء کرے گا پھر اس بندے سے کہا جائے گا ہم ابھی تیرے خلاف گواہ بھیجتے ہیں وہ دل میں خیال کرے گا میرے خلاف کون گواہی دے گا پھر اس کے منہ پر مہر لگا دی جائے گی اور اس کی ران سے اس کے گوشت سے اس کی ہڈیوں سے کہا جائے گا، اب تم کلام کرو پھر اس کے یہ حصے اعضاء بتائیں گے اس نے کیا کیا تھا اللہ تعالیٰ ان اعضاء میں فہم قدرت بولنے کی طاقت پیدا کر دے گا یہ معنی بھی کیا گیا ہے، اعضاء میں آوازیں پیدا کر دے گا۔ آیہ مبارکہ میں کان آنکھ کھال کی گواہی کا ذکر کر دیا، باقی کسی عضو کا نہیں کی یہ اعضاء اہمیت رکھتے ہیں، کفار اعضاء سے کہیں گے تم نے ہمارے خلاف گواہی کیوں دی اعضاء کہیں گے ہمیں اُسی اللہ نے قوت گویائی بخشی ہے جس نے ہر چیز کو قوت گویائی بخشی ہے، اسی نے تم کو پہلی بار پیدا کیا اور دوبارہ تم کو گویائی دی۔

اس آیہ مبارکہ سے معلوم ہوا قیامت کے دن صرف اعضاء ہی گواہی نہیں دیں گے بلکہ ہر وہ چیز بول اُٹھے گی جس کے سامنے انسان نے کسی فعل کا ارتکاب کیا ہے۔ سورہء زلزال شریف میں اس نظریہ کی تائید موجود ہے۔ ''یومئذ تحدث اخبارھا ''اس روز زمین اپنی ساری سرگزشت سنا دے گی جو کچھ انسان نے اس کی پیٹھ پر کیا ہے اس کی ساری داستان بیان کر دے گی کیونکہ تیرا رب اُسے بیان کرنے کا حکم دے چکا ہو گا۔ حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضورﷺ نے فرمایا ہر آنے والا دن انسان کو ندا دیتا ہے میں نیا دن ہوں تو جو کچھ میرے اندر عمل کرے گا قیامت کے دن میں اس پر گواہی دوں گا تجھے چاہیے

کہ میرے ختم ہونے سے پہلے نیکی کرلے کہ میں اس کی گواہی دوں۔(قرطبی)

وَصلَّی اللّٰـہُ تَعَالیٰ عَلیٰ حَبِیْبِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلیٰ آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ بِعَدَدِ خَلْقِہٖ

وَذٰلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِىْ ظَنَنْتُمْ بِرَبِّكُمْ اَرْدٰىكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۲۳﴾ فَاِنْ يَّصْبِرُوْا فَالنَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ وَاِنْ يَّسْتَعْتِبُوْا فَمَا هُمْ مِّنَ الْمُعْتَبِيْنَ ﴿۲۴﴾

اور تمہارا رب کے ساتھ یہی گمان ہے جس نے تمہیں ہلاک کر دیا پس تم نقصان اُٹھانے والوں سے ہوگئے (۲۳) اب اگر یہ صبر کریں تب بھی ان کا ٹھکانا دوزخ ہی ہے اور اگر وہ اللہ کی ناراضگی دور کرنے کو طلب کریں تب بھی وہ ان لوگوں میں سے نہیں ہوں گے جن سے ناراضگی دور کی جائے (۲۴)

صدق اللہ العظیم

تفسیر

اس آیہ مبارکہ میں ہے کہ کفار سے قیامت کے دن کہا جائے گا کہ تم اس وجہ سے گناہ نہیں چھپاتے تھے کہ تمہارے خلاف تمہارے کان تمہاری آنکھیں تمہاری کھالیں گواہی دیں گے، تمہارا گمان یہ تھا کہ تم جو کچھ کر رہے ہو اللہ اس سے بے خبر ہے، تمہارے کردار کو جانتا نہیں، انہیں اپنے اعضا کی گواہی کا خطرہ نہ تھا کہ وہ قیامت کے قائل ہی نہ تھے نہ مرنے کے بعد جی اُٹھنے کا عقیدہ تھا نہ ہی یہ آخرت میں حساب کتاب کے قائل تھے۔ان کا یہ گمان تھا کہ ان کے کاموں کی اللہ کو خبر ہی نہیں۔ان کا یہ خیال اللہ تعالیٰ سے بدگمانی تھی

اس آیہ مبارکہ کے اترنے کا سبب یہ بنا، سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بیت اللہ شریف کے پاس دو بندے اس طرح گفتگو کر رہے تھے کہ ایک نے کہا کیا تمہارا یہ گمان ہے کہ اللہ ہماری باتوں کو سن رہا ہے، دوسرے نے کہا ہاں اگر اونچی آواز سے بات کریں تو سن لیتا ہے آہستہ کریں تو نہیں سنتا دوسرے نے کہا اگر وہ اونچی آواز سے کی گئی باتیں سن لیتا ہے تو پھر آہستہ آواز والی بھی سن سکتا ہے تو یہ آیہ

مبارکہ نازل ہوئی۔اگلے حصہ میں فرمایا گیا تمہارا اپنے رب کے ساتھ ہونے میں گمان ہے جس نے تمہیں ہلاک کر دیا تم نقصان اُٹھانے والوں سے ہوں گے، اللہ تعالیٰ سے برے گمان کی مثال بھی ہے اچھا گمان بندے کی عظمت ہے، رب قدوس سے ایک اچھا تعلق ہے مثلاً وہ برکت والا ہے اور مجھ پر رحم فرمائے گا، فضل سے نوازے گا اس کی توبہ قبول فرمائے گا، قیامت کو معاف فرمادے گا یہ حسن ظن ہے۔

حدیث شریف میں ہے ''انا عند ظن عبدی بی'' میں اپنے بندے کے ظن کے ساتھ ہوں جو مجھ سے رکھتا ہے، اس حدیث کو واثلہ بن اسقع نے بیان کیا ہے، اگر وہ خیر کا گمان کرے تو خیر ہے اور اگر وہ شر کا گمان کرے تو شر ہے۔

یزید بن اسود فرماتے ہیں میں بیمار تھا حضرت واثلہ میری بیمار پرسی کیلئے آئے اور پوچھا تمہارا اللہ کے ساتھ کیا گمان ہے؟ میں نے کہا میں اللہ کی رحمت کی اُمید رکھتا ہوں، حضرت واثلہ نے اور باقی گھر والوں نے اللہ اکبر کہا پھر حضرت واثلہ نے فرمایا میں نے حضور ﷺ سے سنا ہے اللہ فرماتا ہے میں اپنے بندے کے گمان کے پاس ہوں۔ایک اور حدیث شریف ہے حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے فرماتے ہیں میں نے حضور ﷺ سے سنا ہے کہ تم میں سے کسی شخص پر ہرگز موت نہیں آئے گی مگر اس حال میں کہ وہ اللہ کے ساتھ حسن ظن رکھتا ہو، اللہ تعالیٰ سے بدگمانی کرنے والوں کے متعلق فرمایا گیا اگر یہ لوگ صبر کریں تب بھی ان کا ٹھکانا دوزخ ہے اور اگر اللہ کی ناراضگی دور کرنے کو طلب کریں تب بھی یہ ان لوگوں سے نہ ہوں گے جن کی ناراضگی دور کی جائے گی۔ یہ معنی بھی ہوسکتا ہے وہ معذرت کرنا چاہیں گے تو قبول نہ ہوگی یہ بھی ہوسکتا ہے دوزخ سے نکلنا چاہیں گے تو نہ نکل سکیں گے یہ بھی ہوسکتا ہے دوبارہ دنیا میں آنا چاہیں گے تو نہ آسکیں گے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

وَقَيَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَاءَ فَزَيَّنُوا لَهُم مَّا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ فِي أُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِم مِّنَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ ۖ إِنَّهُمْ كَانُوا خَاسِرِينَ ﴿٢٥﴾

اور ہم نے ان کیلئے کچھ ایسے ساتھی مسلط کر دیئے ہیں جنہوں نے ان کیلئے سامنے کے اور بعد کے اُمور کو ان کی نگاہوں میں اچھا بنا دیا تھا اور ان کے حق میں اللہ کا وہ قول ثابت ہو گیا جو اُن سے پہلے جنوں اور انسانوں کے گروہ میں ثابت ہو چکا تھا اور بے شک وہ نقصان اُٹھانے والوں میں سے تھے (۲۵)

صدق اللہ العظیم

تفسیر

آیہ مبارکہ کا معنی یہ ہے کہ ہم نے جنات اور انسانوں میں سے بعض شیاطین کو ان کافروں کا دوست بنا کر ان پر مسلط کر دیا، جو ان کیلئے دنیا اور آخرت کی چیزوں کو اچھا دکھاتے ہیں، دنیا کی چیزوں میں گناہوں کی لذتوں کو اور آخرت کی چیزوں میں سے حشر ونشر اور حساب و کتاب کے انکار کو پیش کرتے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ کسی شخص کے ساتھ خیر کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے ساتھ ایسے ساتھی مسلط کر دیتا ہے جو اُسے اللہ کی اطاعت عبادت کی دعوت دیتے ہیں اور اس کی مدد کرتے ہیں اور جب اللہ کسی کے ساتھ اس کی بربادی کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے ساتھ بدخواہ ساتھی مسلط کر دیتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے احکام کی مخالفت کی طرف توجہ دلاتے رہتے ہیں، فسق و فجور میں اس کی مدد کرتے ہیں، انہیں تو شاید کبھی یہ خیال آتا ہو کہ وہ سیدھی راہ سے بھٹک گئے ہیں اپنے برے کاموں پر کبھی شرمندگی محسوس ہوتی ہو مگر ان پر مسلط ان کے بدخواہ دوست کبھی نیکی کی طرف آنے ہی نہیں دیتے اور برے کاموں کو حسین پیرائے میں پیش کرتے ہیں۔

ان بدخواہ ساتھیوں میں شیطان ہے جو اُسے برے کاموں کے وسوسے ڈالتا رہتا ہے اور گناہوں کی ترغیب دیتا رہتا ہے، آخر انسان دوزخ کے عذاب کا مستحق ہو جاتا ہے، شیطان کی اس گرفت سے بچنے کیلئے

یہی راستہ ہے کہ انسان نفس امارہ اوراس کی خواہشات کی مخالفت کرے اورنفس سے جہاد کرے۔حضورعلیہ صلی اللہ وسلم نے فرمایا مجاہدوہ ہے جواپنے نفس سے جہاد کرے۔سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضورعلیہ صلی اللہ وسلم کی بارگاہ میں مجاہدین کاایک وفدحاضرہوا آپ نے فرمایاتمہارا آنامبارک ہوتم جہاداصغرسے جہاداکبرکی طرف آئے ہو،وہ جہاداکبرکیاہے؟'' مجاهدة العبد هواه ''بندہ کااپنی خواہشات کے خلاف جہادکرناہے۔

سیدناصدیق اکبررضی اللہ عنہ کےایک آزادہ شدہ غلام نے کہاحضرت صدیق اکبررضی اللہ عنہ نے فرمایاجوشخص اللہ کی اطاعت میں اپنے نفس پرغضب ناک ہوا،اللہ اس کواپنے غضب سےامن میں رکھے گا آیہ مبارکہ میں یہ جوفرمایاگیاکہ ان پرمسلط ان کے دوست انہیں ہرچیزخوش نمابناکردکھاتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ انہیں یقین دلاتے ہیں کہ آپ کاماضی بھی بڑاشاندارتھااورمستقبل بھی بڑاشاندارہےوہ ان کی آنکھوں پرایسی عینک چڑھاتے ہیں کہ ہرطرف ان کوعمدہ شاندارماحول نظرآتاہے۔

وَصلّی اللّٰہُ تعالیٰ علیٰ حبیبِہٖ سیّدِنا مُحمّدٍ وّعلیٰ آلِہٖ وَاَصحابِہٖ بِعدَدِ خَلقِہٖ

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَا تَسْمَعُوا
لِهَٰذَا الْقُرْآنِ وَالْغَوْا فِيهِ لَعَلَّكُمْ
تَغْلِبُونَ ﴿٢٦﴾ فَلَنُذِيقَنَّ الَّذِينَ
كَفَرُوا عَذَابًا شَدِيدًا وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ
أَسْوَأَ الَّذِي كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٢٧﴾ ذَٰلِكَ
جَزَاءُ أَعْدَاءِ اللَّهِ النَّارُ لَهُمْ فِيهَا
دَارُ الْخُلْدِ جَزَاءً بِمَا كَانُوا بِآيَاتِنَا
يَجْحَدُونَ ﴿٢٨﴾

صدق اللہ العظیم

کفارکہتے ہیں اس قرآن کوہرگزنہ سنواوراس کی تلاوت کے درمیان شوروغل مچاؤ،شائدتم غالب آجاؤ(۲۶) ہم کفارکوسخت عذاب کامزہ ضرورچکھائیں گےاورنافرمانی کابدلہ دیں گے جووہ کیاکرتے تھے(۲۷) یہ ہے جزا(آگ) اللہ کے دشمنوں کی ان کیلئے اس میں ہمیشہ ٹھہرنا ہے یہ اس بات کی جزاہے کہ وہ ہماری آیات کا انکارکیاکرتے تھے(۲۸)

تفسیر

کفار مکہ نے حضورﷺ کی تبلیغ کو ناکام بنانے کیلئے کئی منصوبے تیار کئے جو بری طرح ناکام ثابت ہوئے ان میں سے ایک منصوبہ یہ تھا کہ قرآن کی تلاوت کے وقت شور مچاؤ کہ وہ کسی کو سنایا نہ جا سکے اس طرح اس شخص کی تبلیغ ناکام ہوگی، ہوسکتا ہے تم کامیاب ہوجاؤ کفار کے اس منصوبہ سے واضح ہورہا ہے کہ وہ لوگ قرآن پاک کی تاثیر کے قائل تھے، انہیں یہ یقین تھا کہ حضورﷺ کی زبان میں کس قدر تاثیر ہے، وہ جانتے تھے یہ قرآن جو سن لے گا وہ اس کا فریفتہ ہوجائے گا انہوں نے یہ سوچا تالی بجاؤ، شور مچاؤ کہ قرآن کے ارشادات دب جائیں۔اس تجویز سے وہ پُر اُمید تھے کہ حضورﷺ کو شکست دے دیں گے ان کے اس منصوبہ کے جواب میں فرمایا گیا ہم کفار کو شدید عذاب کا مزہ چکھائیں گے اور اس کا بدلہ دیں گے جو کچھ وہ کرتے تھے، یہ آگ اللہ کے دشمنوں کی سزا ہے جس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔

آیہ مبارکہ سے واضح ہورہا ہے وہ لوگ دشمنی حضور سے کررہے تھے مگر آیہ پاک میں اُسے اللہ نے اپنی دشمنی فرمایا، اس عذاب کا سبب یہ ہے کہ کفار ہماری آیات کا انکار کرتے تھے، کفار کی یہ حرکت کہ تلاوت قرآن کے وقت شور وغل، لغو باتیں بے ہودہ گفتگو سے معلوم ہوتا ہے وہ تاثیر قرآن سے ڈرتے تھے اس کی فصاحت و بلاغت سے خائف تھے وہ سمجھتے تھے کہ اس کلام کے معانی پر جو غور کرے گا وہ ماننے پر مجبور ہوگا، یہ کتاب حق ہے اور کفر سے تائب ہوجائے گا۔

آیہ مبارکہ میں کفار کو سخت عذاب دینے کا ذکر فرمایا گیا ہے، زندگی میں اُن کے اچھے کام قیامت کے دن اُنہیں عذاب سے نہ بچاسکیں گے، ان کا غلام آزاد کرنا، بھوکوں کو کھلانا، مظلوموں کی مدد، یتیموں سے ہمدردی، ان پر کسی قسم کا اجر نہیں ہوگا کہ توحید و رسالت پر ایمان لائے بغیر کوئی نیکی قبول نہیں ہوتی۔

آیہ کریمہ کے آخری حصہ میں فرمایا گیا کہ انہیں عذاب اس لئے ہے کہ وہ آیات کا انکار کرتے تھے اس انکار سے مراد قرآن پاک کی تلاوت پر شور وغل مچانا ہے، ان کے اس عمل کو انکار سے تعبیر فرمایا گیا ہے کہ

انہیں یقین تھا کہ قرآن پاک کی تاثیر انہیں ماننے پر مجبور کردے گی، اس لئے وہ حسد وعناد کے سبب اس کے کلام ہونے کا انکار کررہے ہیں۔ آیہ مبارکہ سے یہ بھی واضح ہورہا ہے تلاوت قرآن کے وقت خاموش ہوکر سننا واجب ہے، تلاوت کے وقت شور وغل مچانا کفار کی عادت ہے، قرآن مقدس کا ارشاد واضح ہے جب قرآن پڑھا جائے تو غور سے سنو اور چپ رہو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

وَصلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلیٰ حَبِیْبِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلیٰ آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ بِعَدَدِ خَلْقِہٖ

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا رَبَّنَآ اَرِنَا
الَّذَيْنِ اَضَلّٰنَا مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ
نَجْعَلْهُمَا تَحْتَ اَقْدَامِنَا لِيَكُوْنَا
مِنَ الْاَسْفَلِيْنَ ﴿۲۹﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا
رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ
عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا
تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ
تُوْعَدُوْنَ ﴿۳۰﴾ نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ
فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ
وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ
وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ ﴿۳۱﴾
نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ ﴿۳۲﴾

صدق اللہ العظیم

اور کافر کہیں گے اے ہمارے رب ہمیں جنوں، انسانوں سے وہ دونوں (شیطان) دکھا جنہوں نے ہمیں گمراہ کیا، ہم انہیں روند ڈالیں گے تا کہ وہ پست ترین لوگوں سے ہو جائیں (۲۹)
بیشک وہ لوگ جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے پھر وہ اس پر پکے رہ گئے ان پر فرشتے اُترتے ہیں اور کہتے ہیں نہ ڈرو نہ غم کرو تمہیں جنت کی خوشخبری ہو جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا (۳۰)
ہم تمہارے دوست ہیں دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں اور تمہارے لیے ہے اس میں جو تمہارا جی چاہے اور تمہارے لیے اس میں جو تم مانگو (۳۱) مہمانی بخشنے والے مہربان کی طرف سے (۳۲)

تفسیر

جب کفار کو دوزخ میں ڈال دیا جائے گا اور وہ اپنے کردار کی سزا بھگتنے لگیں گے تو اُنہیں اپنے سرکردہ گمراہ کرنے والے یاد آئیں گے، اب بارگاہ قدس میں عرض کریں گے اے اللہ! ہمیں وہ شیطان دکھا جو جنوں اور انسانوں میں سے ہمیں گمراہ کرتے تھے۔ اگر وہ آج ہمیں مل جائیں تو اُنہیں رُسوا کریں گے، پاؤں تلے روندیں گے تاکہ ان کی رُسوائی ہو، کفار کی رسوائی اور ذلت کے ذکر کے بعد ان نیک بندوں کا ذکر ہو رہا ہے اور ان انعامات کا ذکر ہو رہا ہے جو انہیں دیئے جائیں گے وہ عزت و سرفرازی جو انہیں نصیب ہو گی۔ آیہ مبارکہ میں ان پاکیزہ لوگوں کا ذکر ہے جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر زندگی بھر قائم رہے، دنیا کا کوئی جھگڑا انہیں اس راہ سے ہٹا نہ سکا۔ لفظ استقامت تمام شرائع اسلامیہ کو جامع ہے، جس میں تمام احکام الٰہیہ پر عمل اور تمام محرمات، مکروہات سے اجتناب دائمی طور پر شامل ہے۔

صاحب کشاف فرماتے ہیں انسان کا ربنا اللہ کہنا جبھی صحیح ہوسکتا ہے جب وہ دل سے یقین کرے کہ ہر حال اور ہر قدم میں اللہ تعالیٰ کی زیر تربیت ہوں، مجھے ایک سانس بھی اس کی رحمت کے بغیر نہیں آ سکتا۔ سفیان بن عبداللہ ثقفی نے حضور ﷺ سے عرض کی حضور مجھے اسلام کی کوئی جامع بات فرما دیجئے جس کے بعد مجھے کسی اور سے کچھ نہ پوچھنا پڑے، فرمایا اللہ پر ایمان لانے کا اقرار کرو پھر اس پر مستقیم رہو (مسلم شریف)

سیدنا علی المرتضےٰ رضی اللہ عنہ نے استقامت کا معنی فرمایا کہ فرائض کی ادائیگی میں کوتاہی نہ ہو، حسن بصری فرماتے ہیں استقامت یہ ہے کہ تمام اعمال میں اللہ کی اطاعت کرو اور اس کی معصیت سے بچو، صدیق اکبر، فاروق اعظم، عثمان غنی (رضی اللہ عنہم) کے معنی بھی اسی تعریف سے ملتے جلتے ہیں۔

ابن جریر، نسائی نے حضرت انس کی روایت نقل کی ہے حضور ﷺ نے فرمایا بہت سے لوگوں نے ربنا اللہ کہا مگر ان میں سے کافر ہو گئے فرمایا جو آخر دم تک ربنا اللہ کے عقیدے پر رہا یہ استقامت ہے۔ ان صاحب استقامت لوگوں کی عظمت کو اس طرح بیان فرمایا گیا کہ ان پر فرشتے اُترتے ہیں اور انہیں تسلی

دیتے ہیں کہ تمہیں قبر، حشر، نشر سے ڈرنے کی ضرورت نہیں اور نہ ہی اپنے پیچھے چھوڑے جانے والوں کی پریشانی ہے کہ اللہ ان کا حافظ ہے، یہ فرشتوں کا نزول کس وقت ہوگا؟۔ یہ موت کے وقت بھی ہوسکتا ہے قبر سے اٹھتے بھی، حشر میں جاتے بھی۔ صحیح معنی تو یہی ہے کہ زندگی بھر یہ نزول رہتا ہے، مصیبت کے وقت فرشتے آجاتے ہیں، دل جوئی کرتے ہیں فرشتے انہیں کہتے ہیں ہم تمہارے دنیا میں دوست ہیں اور آخرت میں بھی۔ یہ بات ان کے دلوں میں ڈال دیتے ہیں، آخرت میں دوستی کا حق اس طرح ادا ہوگا کہ تمہارے لئے ہر طرح کی نعمتیں میسر ہوں گی جو مانگو گے وہ دیا جائے گا، یہ میزبانی بخشنے والے ہمیشہ رحم فرمانے والے کی طرف سے ہے۔

وَصلَّى اللّٰـهُ تَعَالىٰ عَلىٰ حَبِيْبِـهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلىٰ آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۳۳﴾ وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ؕ اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِيْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ ﴿۳۴﴾ وَمَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا ۚ وَمَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ ﴿۳۵﴾ وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۳۶﴾

صدق اللہ العظیم

اس شخص سے بہتر کس کا کلام ہے جس نے اللہ کی طرف بلایا اور نیک کام کئے اور کہا بیشک میں تو اپنے رب کے فرمانبردار بندوں سے ہوں (۳۳) نیکی اور برائی برابر نہیں ہوتی برائی کا جواب اس نیکی سے کرو جو بہتر ہے (اس صورت حال سے) اچانک وہ شخص جو تیرے اور اس کے درمیان دشمنی ہے ایسے ہو جائے گا جیسے تمہارا دوست ہے (۳۴) ایسے کاموں کی توفیق انہیں دی جاتی ہے جو صبر کرتے ہیں اور یہ توفیق نہیں دی جاتی مگر بڑے خوش نصیب کو (۳۵) اور اگر شیطان کی طرف سے تیرے دل میں کوئی

وسوسہ پیدا ہو تو اللہ کی پناہ مانگ یقیناً وہی سب
کچھ سننے والا سب کچھ جاننے والا ہے(۳۶)

تفسیر

پچھلی آیہ مبارکہ میں ایمان کی عظمت اور جزا کا ذکر فرمایا گیا اور ایمانداروں کیلئے جنت میں شاندار میزبانی کا ذکر ہے اس آیہ مبارکہ میں ارشاد ہے کہ ایمان لانا بھی بہت بڑی بات ہے مگر لوگوں کو حق کی دعوت دینا اللہ کی طرف بلانا عمل صالح کی توجہ دلانا پھر اس کا یہ کہنا میں اللہ کے فرمانبردار بندوں سے ہوں اور زیادہ اونچا مقام ہے۔ کفر کے سامنے اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کوئی معمولی بات نہیں یہ تو دشمن کو دعوت دینا ہے کہ مجھے مارو پیٹو سزا دو میں تو مسلمان ہی ہوں۔ جلیل القدر صحابہ کی زندگی مشعل راہ ہے۔ بلال حبشی کا انداز تسلیم کھلی دلیل ہے۔

نیکی اور برائی یکساں نہیں ہوسکتی، نیکی نیکی ہی ہے لوگ اُسے نیکی سمجھیں یا نہ سمجھیں، حق حق ہی ہے سچ سچ ہی ہے برائی برائی ہی ہے اگرچہ معاشرہ اُسے کتنا ہی فروغ دے اور لوگوں کی کثرت اُسے اچھا بھی کہنے لگ جائے تو وہ برائی اچھائی نہیں ہوسکتی۔

اگلی آیہ پاک میں برائی ختم کرنے کا طریقہ فرمایا جارہا ہے کہ برائی کو ختم اس طرح کرو کہ اس کا جواب نیکی سے دو، جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تمہارے دشمن اور تمہارے درمیان کوئی عداوت ہے وہ بہتر دوستی میں بدل جائے گی۔ یہ عنوان حدیث شریف سے اس طرح ملتا ہے، اور جو تجھ سے کٹتا ہے تو اس سے مل جا جو ظلم کرتا ہے اسے معاف کر دے جو برائی کرتا ہے اس سے اچھائی کر۔ شیخ سعدی فرماتے ہیں برے کو برائی سے جواب دے دینا کوئی بڑا مسئلہ نہیں، آسان ہے اگر تو مرد مومن ہے تو جس نے تجھ سے برائی کی ہے اُسے اچھائی سے جواب دے۔ اور یہ مقام اُسے حاصل ہوتا ہے جو صبر کا دامن مضبوطی سے پکڑ لے یہ درجہ کسی بڑے خوش نصیب کو ملتا ہے ہر شخص کے بس کی بات نہیں، اس مقام کو حاصل کرنے کیلئے ہدایت دی جارہی

ہے اگراس اچھے کام میں شیطان تجھے وسوسہ ڈالے تو اللہ رب العزۃ سے پناہ مانگ۔ شیطان کب چاہتا ہے کہ تیرے اندر اخلاص، اخلاق، اچھائی کا جذبہ پیدا ہو چونکہ شیطان بہت بڑا دشمن ہے اس لئے اس سے پناہ بھی بہت بڑی ذات سے لی جائے وہ رب ہے جو سمیع ہے بصیر ہے۔

وَصلَّی اللّٰـہُ تَعَالیٰ عَلیٰ حَبِیْبِـہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلیٰ آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ بِعَدِدِ خَلْقِہٖ

وَمِنْ اٰیٰتِهِ الَّیْلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُؕ لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَهُنَّ اِنْ كُنْتُمْ اِیَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ﴿۳۷﴾ فَاِنِ اسْتَكْبَرُوْا فَالَّذِیْنَ عِنْدَ رَبِّكَ یُسَبِّحُوْنَ لَهٗ بِالَّیْلِ وَالنَّهَارِ وَهُمْ لَا یَسْـَٔمُوْنَ ﴿۳۸﴾ وَمِنْ اٰیٰتِهٖۤ اَنَّكَ تَرَى الْاَرْضَ خَاشِعَةً فَاِذَاۤ اَنْزَلْنَا عَلَیْهَا الْمَآءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْؕ اِنَّ الَّذِیْۤ اَحْیَاهَا لَمُحْیِ الْمَوْتٰىؕ اِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿۳۹﴾

صدق اللہ العظیم

اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں یہ رات اور دن اور سورج اور چاند۔ سورج اور چاند کو سجدہ نہ کرو بلکہ اس خدا کو سجدہ کرو جس نے انہیں پیدا کیا ہے اگر واقعی تم اس کی عبادت کرنے والے ہو (۳۷) اگر یہ لوگ غرور میں اکڑ کر اپنی ہی بات پر اڑے ہیں تو پرواہ نہیں، جو فرشتے تیرے رب کے مقرب ہیں وہ دن رات اس کی تسبیح کر رہے ہیں اور کبھی نہیں تھکتے (۳۸) اور اللہ کی نشانیوں میں ایک یہ ہے کہ تم دیکھتے ہو جو زمین برباد پڑی ہوئی ہے پھر جونہی ہم نے اس پر پانی برسایا یکایک وہ آباد ہو جاتی ہے اور پھول جاتی ہے یقیناً جو خدا اس مردہ زمین کو جلا اٹھاتا ہے وہ مردوں کو بھی زندگی بخشنے والا ہے یقیناً وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے (۳۹)

تفسیر

اس آیہ کریمہ میں توحید خداوندی پر دلائل کا ذکر ہے جولوگ چاند سورج کی عبادت کرتے ہیں انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ یہ چاند سورج تو تعمیل حکم میں پھر رہے ہیں سورج کا چھپنا اور چاند کا نکل آنا، چاند کا چھپنا اور سورج کا نکل آنا بتاتا ہے ان دونوں میں کوئی خدا نہیں یہ تو مجبور ولاچار ہیں جو خدا کے قانون میں بندھے ہوئے گردش کررہے ہیں۔

چاند سورج کی پرستش کرنے والے کہہ دیتے ہیں ہم چاند سورج کو سجدہ نہیں کرتے بلکہ ان کے واسطے سے اللہ کو ہی سجدہ کرتے ہیں ان کے اس غلط نظریہ کا جواب دیا جارہا ہے اگر تم واقعی ہی اللہ کی عبادت کرتے ہو تو براہ راست خود اسی کو ہی سجدہ کیوں نہیں کرتے جس نے انہیں پیدا کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو سجدہ کرنا جائز نہیں، عبادت کے طور پر اللہ کے بغیر کسی کو سجدہ کرنا تو شرک قرار دے دیا گیا ہے پہلی اُمتوں میں کسی کو تعظیم کے طور پر سجدہ کرنا جائز تھا جیسے فرشتوں نے آدم علیہ السلام کو کیا یا یوسف علیہ السلام کو ان کے بھائیوں نے کیا مگر اسلام میں سجدۂ تعظیمی بھی ناجائز قرار دے دیا گیا ہے۔

چاند سورج کا غروب ہونا، طلوع ہونا بتاتا ہے کہ معبود نہیں اگر یہ معبود ہوتے تو ہر وقت ہر جگہ موجود رہتے اتنے واضح روشن دلائل کے باوجود اگر کفار کفر وشرک سے باز نہ آئیں تو ان کا یہ انداز تکبر وغرور اللہ کی اُلوہیت میں کچھ فرق نہیں ڈال سکتا وہ خود اپنے کو برباد کررہے ہیں۔ اس کی عبادت کیلئے تو بے شمار ان گنت فرشتے دن رات تسبیح میں مصروف ہیں اور عبادت کے اس انداز سے اُنہیں کسی قسم کی تھکاوٹ نہیں۔ رب قدوس نے اپنی قدرت کاملہ کی ایک اور دلیل فرمائی کہ تو دیکھتا ہے زمین کسی وقت خشک ہے بنجر ہے غیر آباد ہے جب ہم اس پر پانی اُتارتے ہیں تو وہ خوشی سے پھل پھول والی بن جاتی ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

اسی عنوان کو قرآن مقدس نے دوسری جگہ اس طرح فرمایا ''و ینزل من السماء ماء فیحی به الارض بعد موتها'' وہ اللہ آسمان سے پانی اُتارتا ہے اور مردہ زمین کو حیات بخشتا ہے۔

وَصلَّى اللّٰـهُ تَعَالىٰ عَلىٰ حَبِيبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلىٰ آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

إِنَّ الَّذِينَ يُلْحِدُونَ فِي آيَاتِنَا لَا يَخْفَوْنَ عَلَيْنَا ۗ أَفَمَن يُلْقَىٰ فِي النَّارِ خَيْرٌ أَم مَّن يَأْتِي آمِنًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۚ اعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ ۖ إِنَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ﴿۴۰﴾ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِالذِّكْرِ لَمَّا جَاءَهُمْ ۖ وَإِنَّهُ لَكِتَابٌ عَزِيزٌ ﴿۴۱﴾ لَّا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِن بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ ۖ تَنزِيلٌ مِّنْ حَكِيمٍ حَمِيدٍ ﴿۴۲﴾

صدق اللہ العظیم

بے شک جو لوگ ہماری آیتوں میں الحاد کرتے ہیں وہ ہم سے مخفی نہیں ہیں آیا جو شخص دوزخ کی آگ میں جھونک دیا جائے گا وہ بہتر ہے یا جو اطمینان سے قیامت کے دن آئے گا تم جو چاہو کرو بیشک وہ تمہارے کاموں کو دیکھنے والا ہے (۴۰) بے شک جن لوگوں نے قرآن کا اس وقت کفر کیا جب وہ ان کے پاس پہنچ چکا تھا (ان کو عذاب دیا جائے گا) بے شک یہ بہت معزز کتاب ہے (۴۱) اس میں باطل کہیں سے نہیں آسکتا نہ سامنے سے نہ پیچھے سے یہ کتاب بہت حکمت والے حمد کئے ہوئے کی طرف سے نازل ہوئی ہے (۴۲)

تفسیر

پچھلی آیات مبارکہ میں ان متکبرین توحید و رسالت کا ذکر تھا جو توحید و رسالت کا کھل کر انکار کرتے تھے، اس آیہ مبارکہ میں انکار کی ایک خاص قسم کا ذکر کیا جارہا ہے جس کا نام الحاد ہے۔ الحاد کے لغوی معنی ہیں ایک طرف مائل ہونا، قبر کو لحد بھی اسی لئے کہا جاتا ہے کہ وہ ایک طرف مائل ہوتی ہے۔ قرآن و حدیث کی اصطلاح میں آیات قرآنی سے عدول و انحراف کو الحاد کہتے ہیں۔ تاویلات فاسدہ کے بہانے انحراف کو بھی الحاد کہتے ہیں۔ عام طور پر الحاد یہ ہے کہ ظاہر میں تو قرآن پاک کی آیات پر ایمان و تصدیق کا دعویٰ کرے مگر ان کے معانی اپنی طرف سے ایسے گھڑے جو نصوص کے خلاف ہوں، جمہور اُمت کے خلاف ہوں۔ الحاد

ایک قسم کا کفر ہے نفاق ہے۔امام ابو یوسف کتاب الخراج میں فرماتے ہیں ''ایسے ہی وہ زندیق لوگ ہیں جو الحاد کرتے ہیں'' کتاب الخراج کی اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے ملحد اور زندیق دونوں ہم معنی ہیں۔

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں آیات الٰہیہ کو جھٹلانا الحاد ہے، ابو مالک فرماتے ہیں آیات سے انحراف الحاد ہے، ابن زید کہتے ہیں آیات سے کفر الحاد ہے۔آیہ مبارکہ میں فرمایا گیا جو لوگ الحاد کرتے ہیں وہ ہم سے مخفی نہیں۔اس آیہ مبارکہ سے علم سے بے بہرہ اور پھر روحانیت کے دعوے کرنے والوں کو سوچنا چاہئے کہ اس کا انجام کیا ہوگا وہ اتنی ہی بات کریں جتنی علم، آیت، حدیث کے مطابق ہو دکھاوے اور ریاکاری سے بچ کر زندگی بسر کرنا درویشی کی علامت ہے۔

الحاد سے بچنے کیلئے فرمایا گیا، یہ لوگ سوچیں جو دوزخ میں ڈالا جائے گا وہ اچھا ہے یا قیامت کو امن سے رہنے والا اچھا ہے، فرمایا گیا لوگ جو چاہیں کریں اللہ ان کے اعمال سے باخبر ہے، لوگوں نے قرآن پاک کا انکار کیا وہ ایسی مقدس بابرکت کتاب ہے کہ اس کے سامنے اور پیچھے سے باطل نہیں آئے گا، نہ اس سے پہلی آسمانی کتابوں میں اس کی تکذیب ہے نہ اس کے بعد کوئی آسمانی کتاب آئے گی کہ اس کی تکذیب ہو سکے۔یہ معنی بھی کیا گیا ہے قرآن مجید نے جس چیز کے حق ہونے کی تصریح کر دی ہے وہ باطل نہیں ہو سکتی یہ معنی بھی کیا گیا ہے اس کتاب میں نہ کوئی آیت کم ہو سکتی ہے نہ اضافہ کیا جا سکتا ہے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

مَا يُقَالُ لَكَ اِلَّا مَا قَدْ قِيْلَ لِلرُّسُلِ مِنْ قَبْلِكَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ وَّ ذُوْ عِقَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۴۳﴾ وَلَوْ جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا اَعْجَمِيًّا لَّقَالُوْا لَوْلَا فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ ؕ ءَاَعْجَمِيٌّ وَّ عَرَبِيٌّ ؕ قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّ شِفَآءٌ ؕ وَالَّذِيْنَ

تم سے نہ فرمایا جائے مگر وہی جو اگلے رسولوں کو فرمایا کہ بیشک تمہارا رب بخشش والا اور درد ناک عذاب والا ہے (۴۳) اور اگر ہم اسے عجمی زبان کا قرآن کرتے تو ضرور کہتے کہ اس کی آیتیں تفصیل سے کیوں نہ بیان کی گئیں، کیا

لَا يُؤْمِنُوْنَ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرٌ وَّهُوَ عَلَيْهِمْ عَمًى ؕ اُولٰٓئِكَ يُنَادَوْنَ مِنْ مَّكَانٍۭ بَعِيْدٍ ﴿۴۴﴾

کتاب عجمی اور نبی عربی؟ تم فرماؤ وہ ایمان والوں کے لیے شفاء ہے اور جو ایمان نہیں لاتے اُن کے کانوں میں روئی ہے اور وہ ان پر اندھا پن ہے گویا وہ دور جگہ سے پکارے جاتے ہیں (۴۴)

صدق اللہ العظیم

تفسیر

پچھلی آیات مبارکہ میں ملحدین کو ڈرایا گیا اور قرآن مقدس کی عظمت نشان کا ذکر فرمایا اس آیہ مبارکہ میں پچھلے مضمون کو دہرایا گیا ہے جو کفار نے کہا کہ آپ ہمیں جس دین کی طرف بلاتے ہیں ہمارے دلوں پر پردے پڑ چکے ہیں کان بہرے ہو چکے ہیں، ہمارے آپ کے درمیان پردہ ہے، کفار کا یہ انداز جارحانہ تھا اس آیہ پاک میں حضور علیہ السلام کو تسلی دی جا رہی ہے محبوب! آپ کے خلاف وہی باتیں کہی جا رہی ہیں جو آپ سے پہلے رسولوں کے متعلق کہی جاتی رہیں، یعنی جیسے پہلے رسولوں پر طعن کیا جاتا تھا ان کے متعلق دل آزاری کی باتیں کی جاتی تھیں سو ایسی باتیں آپ کے متعلق کی جا رہی ہیں۔ محبوب آپ اپنے کام میں مصروف رہیں ان کی پرواہ نہ کریں، اس معاملہ کو اللہ کے سپرد کر دیں اگر ہم اس قرآن کو عجمی زبان میں کر دیتے تو پھر بھی اعتراض کرتے اور کہتے یہ آیتیں تفصیل سے بیان کیوں نہیں کی گئیں۔ یہ کیا ہے قرآن کی زبان عجمی ہو اور رسول کی زبان عربی ہو؟ جب وہ قرآن پاک کی فصاحت وبلاغت کو بھی دیکھ چکے، احکام شرعیہ کو معلوم کر لیا پھر بھی ایمان نہیں لائے تو فرمایا ان کا کفر محض ضد ہے ہٹ دھرمی ہے اگر یہ قرآن پاک عجمی زبان میں ہوتا تو یہ کہتے قرآن کو عربی زبان میں کیوں نہیں اُتارا گیا جسے وہ سمجھ ہی نہیں سکتا۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ اس طرح فرماتے ہیں، محبوب! آپ کہئے یہ کتاب ایمان والوں کیلئے ہدایت ہے جو لوگ ایمان لا چکے ان کے دلوں کیلئے یہ قرآن ہدایت ہے ان کے شک وشبہات دور کرنے کیلئے یہ شفاء ہے جو لوگ ایمان نہیں لائے وہ قرآنی آیات پر غور نہیں کرتے نہ ہی سمجھتے ہیں اور ان لوگوں کو بہت دور سے ندا دی

جارہی ہے۔حضرت مجاہد فرماتے ہیں یہ نداان کے دلوں سے بہت دور ہے،ابن جریر فرماتے ہیں جو اِن کو پکاررہاہےاوران سے خطاب کررہاہےوہ گویاان سے بہت دور ہے یہ معنی بھی کیا گیاہے کہ قیامت کے دن ان کوان کے برے ناموں سے پکارا جائے گا۔خلاصہ یہ ہے کہ جولوگ قرآنی ہدایات کوسمجھنے کا ارادہ نہیں رکھتے،اس لئے ان کے کان بہرے ہیں،آنکھیں اندھی ہیں۔

وَصلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلیٰ حَبِیْبِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلیٰ آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ بِعَدِدِ خَلْقِہٖ

وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْكِتٰبَ فَاخْتُلِفَ فِیْهِ ؕ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِیَ بَیْنَهُمْ ؕ وَاِنَّهُمْ لَفِیْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِیْبٍ ﴿۴۵﴾ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ وَمَنْ اَسَآءَ فَعَلَیْهَا ؕ وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِیْدِ ﴿۴۶﴾

صدق اللہ العظیم

بے شک ہم نے موسیٰ کو کتاب دی تو اس میں اختلاف پڑ گیا اور اگر آپ کے رب کی طرف سے ایک معیاد پہلے سے مقرر نہ ہوتی تو ان کے درمیان فیصلہ ہو چکا ہوتا اور بے شک یہ لوگ اس قرآن کے متعلق ایک شک میں مبتلا ہیں جو بے چین کر دینے والا ہے (۴۵) جس نے نیک کام کیا تو وہ اپنے نفس کے فائدہ کیلئے تھا اور جس نے کوئی برا کام کیا تو اس کا نقصان اسی کو ہوگا اور آپ کا رب اپنے بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہے (۴۶)

تفسیر

اس آیہ مبارکہ میں بھی حضور ﷺ کو تسلی دی جارہی ہے کفار کی طرف سے دکھ دینے والی باتوں پر حوصلہ دیا جارہاہے کہ محبوب ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو تورات دی تو اس میں بھی لوگوں میں اختلاف ہوگیا۔بعض مانتے تھے بعض انکار کرتے تھے اور جب ہم نے آپ پر قرآن اُتارا تو یہی حالت آپ کی قوم کی ہے،بعض

مانتے ہیں بعض انکار کرتے ہیں۔آپ سے تسلی دی جارہی ہے محبوب! اگر کوئی ایمان نہیں لاتا تو آپ پریشان نہ ہوں غم نہ کریں، ہر صاحب کتاب کے ساتھ ایسا ہی ہوتا رہا، کفار کہتے تھے اگر آپ حق پر ہیں تو ہم پر عذاب کیوں نہیں آتا، اس کا جواب دیا گیا اگر اللہ کی طرف سے پہلے میعاد مقرر نہ ہوتی تو ان کا فیصلہ ہو چکا ہوتا۔کفار مکہ پر قوم عاد وثمود کی طرح عذاب کیوں نہیں آیا، انہیں برباد کیوں نہیں کر دیا گیا کہ ہمارے نبی کریم نبی رحمت ہیں اور مکہ وہ شہر ہے جس کی طرف انبیاء علیہم السلام آتے رہے اور فرشتے اس شہر پر نازل ہوتے رہے اس شہر میں اللہ تعالیٰ کا گھر ہے خلیل وذبیح نے اس شہر کو آباد کیا اس کے لیے دعا کی ہے کہ اللہ لوگوں کے دلوں کو اس شہر کی طرف پھیر دے۔اللہ کی رحمت کو یہ گوارا نہ تھا کہ اس شہر کو عاد وثمود کی بستیوں کی طرح برباد کر دے۔

آیہ کریمہ کے آخر میں فرمایا گیا جو کوئی نیکی کرے گا اس کی جزا پائے گا اس کا صلہ حاصل کرے گا اور جو برا کام کرے گا اس کی سزا بھی وہی بھگتے گا اللہ اپنے بندوں پر ظلم نہیں فرماتا۔ایک حدیث شریف میں یہ عنوان اس طرح ہے حضور ﷺ نے فرمایا اللہ فرماتا ہے میرے بندو! میں نے اپنی ذات پر ظلم کو حرام کر لیا ہے تم ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو، ظلم کی برائی میں بہت سی احادیث مبارکہ میں ارشادات ملتے ہیں۔حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور ﷺ نے فرمایا جو شخص کسی ظالم کے ساتھ گیا اس نے ظلم کیا۔ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے سنا حضور ﷺ نے فرمایا اللہ ظالم کو ڈھیل دیتا ہے جب وہ گرفت فرمائے گا تو پھر چھوڑے گا نہیں۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ